اردو زبان کی پہلی تصنیف

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ

مصنفہ

فخر دین نظامی

(جو ۸۲۵ھ/۱۴۲۱ء اور ۸۳۹ھ/۱۴۳۵ء کے درمیان لکھی گئی)

مرتبہ

ڈاکٹر جمیل جالبی

ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پی ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ لٹ

Scanned by CamScanner

اُردو زبان کی پہلی تصنیف

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ

مُصنفہ

فخر دین نظامی

(جو ۸۲۵ھ / ۱۴۲۱ء اور ۸۳۹ھ / ۱۴۳۵ء کے درمیان لکھی گئی)

مرتبہ

ڈاکٹر جمیل جالبی

ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پی ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ لٹ

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت اول ـــــــــــ ۱۹۷۳ء

نیا ایڈیشن ـــــــــــ نظر ثانی کے بعد ۱۹۷۹ء

تعداد ـــــــــــ ۵۰۰

ناشر ـــــــــــ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، گلی عزیزالدین وکیل، مرزا احمد علی مارگ، لال کنواں، دہلی

طابع ـــــــــــ جے۔ کے۔ آفسٹ پریس۔ جامع مسجد دہلی ۶

قیمت ـــــــــــ ایک سو تیس ۱۳۰ روپے

کتابت ـــــــــــ سید سنی الحسن نقوی

سرورق ـــــــــــ موسیٰ کلیم ٹانڈوی

Scanned by CamScanner

باباے اُردو کے نام

حق بحقدار رسید

Scanned by CamScanner

فہرست

تعارف	ڈاکٹر جمیل جالبی	۸
مقدمہ	ڈاکٹر جمیل جالبی	۹
متن و عکس	مثنوی کدم راؤ پدم راؤ	۶۴
فرہنگ	از مرتب	۲۴۱
ضمیمہ نمبر ۱	تعارف، سلاطین بہمنی	۲۶۶
ضمیمہ نمبر ۲	شخصیات	۲۷۱
فہرست مآخذ		۲۸۷

Scanned by CamScanner

نظامی کہنہار جس یار ہوے
سُننہار سُن نغز گُفتار ہوے

نظامی
مثنوی کدم راؤ پدم راؤ

Scanned by CamScanner

تعارف

(نیا ایڈیشن)

اُردو زبان کی پہلی تصنیف "مثنوی کدم راؤ پدم راؤ" کا پہلا اڈیشن ۱۹۷۳ء میں کراچی سے شائع ہوا تھا اور اب اس کا نیا اڈیشن دہلی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس مثنوی کی اشاعت سے نہ صرف اُردو زبان کی تاریخ اور ادبی روایت نویں صدی ہجری تک جا پہنچتی ہے بلکہ زبان کے ارتقا کی گم شدہ کڑیاں بھی مل جاتی ہیں اور اہلِ علم و ماہر لسانیات کے سامنے فکر و تحقیق کے نئے راستے کھُل جاتے ہیں۔ اس نئے ایڈیشن پر میں نے پھر سے مقدور بھر محنت کی ہے اور اپنے تیار کردہ متن کا مخطوطے سے مقابلہ کرکے جہاں جہاں مجھے سقم نظر آیا دور کر دیا ہے۔

یہ سطور لکھتے ہوئے مجھے مولوی عمر یافعی حیدرآبادی یاد آ رہے ہیں۔ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کا مخطوطہ جو دنیا بھر میں اس کتاب کا واحد نسخہ ہے، عمر یافعی صاحب کی ملکیت تھا اور ۱۹۴۹ء میں ان کے ذخیرۂ کتب کے ساتھ انجمن ترقی اردو آگیا تھا۔ عمر یافعی مرحوم کو نادر و نایاب ادبی، علمی و تاریخی کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا۔ وہ ذخیرۂ کتب جو انھوں نے "انجمن" کو دیا، تقریباً ۱۸ ہزار بیش بہا مطبوعات و مخطوطات پر مشتمل تھا۔ "مثنوی کدم راؤ پدم راؤ" کا یہ وہی نسخہ تھا جو ایک زمانے میں مرحوم لطیف الدین ادریسی حیدرآبادی کے پاس تھا اور جس کا مطالعہ کرکے مولوی نصیر الدین ہاشمی مرحوم نے اکتوبر ۱۹۳۲ء کے "معارف اعظم گڈھ" میں ایک تعارفی مضمون "بہمنی عہد کا ایک دکھنی شاعر" قلم بند کیا تھا۔ جس انداز سے اب یہ کتاب شائع ہو رہی ہے کہ مخطوطے کا عکس دائیں طرف ہے اور میرا تیار کردہ متن بائیں طرف سامنے ہے، یہ نادر و نایاب مخطوطہ اب سب کی ملکیت بن جاتا ہے۔ متن کے ساتھ مخطوطے کا عکس شائع کرنے کی یہ روایت یقیناً مستحسن ہے۔

یہ کتاب میری اجازت سے محمد مجتبیٰ خان صاحب اپنے اشاعتی ادارے "ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس" سے شائع کر رہے ہیں جو معیاری علمی و ادبی کتابیں نہایت سلیقے سے شائع کرنے کی وجہ سے سارے ملک میں خاص شہرت رکھتا ہے۔

جمیل جالبی
۱۷؍اگست ۱۹۸۶ء

Scanned by CamScanner

مقدمہ

"تاریخِ ادبِ اُردو" لکھتے ہوئے میں نے اس بات کا التزام خاص طور پر کیا کہ ادب کو معاشرتی، تہذیبی و سیاسی عوامل کے ساتھ دیکھا اور سمجھا جائے اور ادب کی روایت جن جن اثرات اور رنگوں سے مل کر بنی ہے انہیں واضح کیا جائے۔ قدیم اور جدید کی تقسیم ہم نے اپنی سہولت کے لیے کی ہے ورنہ بنیادی طور پر ایک ہی روایت نئے اثرات قبول کرتی اور ادوارِ رفتہ اثرات کو رد کرتی ہوئی ہر دَور میں نئی شکل بناتی ہے۔ ادب کی روایت معاشرت و تہذیب سے الگ رہ کر پروان نہیں چڑھتی بلکہ زمانے کی روح کو اپنے اندر سمیٹتی اپنے خدوخال بناتی ہے۔ اسی لیے کسی دَور کی تہذیب کی حقیقی روح اس کے ادب میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ کسی زبان کی روایت بھی ایک دریا کی طرح ہے جو صدیوں سے بہ رہا ہے۔ اس میں ماضی بھی موجود ہے اور حال و مستقبل بھی۔ کہیں یہ دریا بھرا پُرا نظر آتا ہے۔ کہیں خشک و بے آب دکھائی دیتا ہے۔ کہیں اس سے شاخ در شاخ پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ کہیں اس کا پاٹ چوڑا ہو جاتا ہے۔ کہیں یہ چھوٹا ہو کر ندی نالے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن ہیں یہ ایک ہی دریا کی مختلف شکلیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ ادب کی روایت ایک اکائی ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ ادب کی تاریخ کا مطالعہ بھی اسی نقطۂ نظر سے کرنا چاہیے۔ "تاریخِ ادب" لکھتے ہوئے دوسرا التزام میں نے یہ کیا کہ صرف سُنی سنائی باتوں کو قبول نہیں کیا بلکہ ہر کتاب کا خواہ وہ قلمی ہو یا مطبوعہ مطالعہ کیا اور اسے پہلے اس کے اپنے دَور میں اور پھر پوری روایت کے تعلق سے دیکھا اور پرکھا۔ اس میں وقت بہت صرف ہوا اور کام پھیلتا بڑھتا چلا گیا لیکن صحیح جو ایک طالب علم اپنے علم کی پیاس اسی طرح بجھا سکتا ہے۔ اس تمام عرصے میں میری یہ کوشش رہی کہ نویں اور دسویں صدی ہجری کی وہ تمام تصانیف جو خطی شکل میں طاقِ نسیاں پر دھری تھیں ان کا مطالعہ بھی اسی نقطۂ نظر سے کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ان تصانیف کی لسانی، تہذیبی و ادبی اہمیت کیا ہے؟ کیا انھوں نے اُردو ادب کی روایت کے دریا کو پاٹ دار بنانے میں مدد دی ہے؟ کیا ان کے مطالعے سے اُردو زبان کے ارتقا کا پتا چلتا ہے؟ کیا ان سے اُردو زبان کی ساخت اور اس میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا سراغ ملتا ہے؟ یہ یقیناً مشکل اور اہم کام تھا۔ لیکن جب پہلی جلد مکمل ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ اس میں ایسا مواد آ گیا ہے جو ادب کی تاریخ اور مطالعے کو ایک نیا رُخ دے گا۔ ساتھ ساتھ بہت سی ایسی چیزیں بھی جمع ہو گئیں جن کی اشاعت اُردو زبان و ادب کے لیے انتہائی مفید ثابت ہو سکتی تھی۔ "دیوانِ حسن شوقی"ؔ

ؔ "دیوانِ حسن شوقی" مطبوعہ انجمن ترقی اُردو پاکستان کراچی ۱۹۷۱ء

اسی سلسلے کی پہلی کڑی تھی۔ "دیوانِ نصرتی" دوسری کڑی اور مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" اسی سلسلے کی تیسری کڑی ہے۔ اس مثنوی کو زمانی اعتبار سے "دیوانِ حسن شوقی" سے پہلے شائع ہونا چاہیے تھا لیکن یہ ایک ایسا مشکل کام تھا کہ صرف متن کی تیاری میں پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ لگ گیا۔

"مثنوی کدم راؤ پدم راؤ" کا دنیا میں ایک ہی معلوم نسخہ ہے جو انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی کے کتب خانۂ خاص میں محفوظ ہے جس کا سائز ۲ ر ۷ انچ × ۱ ر ۵ انچ ہے۔ یہ واحد نسخہ بھی ناقص ہے۔ بیچ بیچ میں سے اکثر صفحات غائب ہیں اور آخر میں بھی مثنوی کے کم از کم دو تین صفحات کم معلوم ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے کاتب کے نام اور سنہ کتابت کا بھی پتا نہیں چلتا۔ عنوانات سُرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ مصرعوں کے وسط اور دوسرے مصرعوں کے آخر میں یہ نشان (٭) سُرخ روشنائی سے دیا گیا ہے۔ پہلے صفحے پر بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے اپنے ہاتھ سے "مثنوی کدم راؤ پدم راؤ، فخرالدین نظامی" کے الفاظ لکھے ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ "۸۲۵ھ دیسنہ احمد شاہ دلی کی تخت نشینی کا ہے) وفات ۸۳۸ھ م ۱۴۳۴ء" ان کے نیچے "عبدالحق" لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر یہ بھی لکھا ہوا ملتا ہے کہ "علاء الدین بن احمد شاہ ۸۳۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۸۶۲ھ میں وفات پائی۔ احمد شاہ ثالث بن علاء الدین ۸۶۵ تا ۸۶۷ھ"۔ صفحہ ۲۷ کے حاشیے میں سرخی سے کاتب نے اس شعر کا اضافہ کیا ہے۔

ڈھونڈا دھرے من بہت دیکھٹ بجاؤ + پسارے اگر پیٹ میں ہیں پاؤ

اس نسخے کا رسم الخط نسخ ہے لیکن یہ نسخ اتنا مشکل ہے کہ اسے پڑھنا اتنا ہی دشوار تھا جتنا عہدِ قدیم کے کسی رسم الخط کو پڑھ کر مفید مطلب باتیں اخذ کرنا۔ مولوی عبدالحق مرحوم کی یہ بڑی خواہش تھی کہ یہ مثنوی کسی طرح پڑھ لی جائے اور پھر شائع کر دی جائے۔ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے ماہرین فن کے پاس اس کے عکس روانہ کئے۔ مرحوم قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی کو اس کام پر مامور کیا۔ مثنوی کا مخطوطہ بھی کافی عرصے ان کے پاس رہا۔ کوشش کی یہ داستان چالیس سال سے زیادہ پرانی ہے۔ آخر میں انہوں نے یہ طے کیا کہ اس نادر و نایاب مخطوطے کے ہر صفحے کے بلاک بنوا کر اسے اسی طرح شائع کر دیا جائے۔ اس کے کچھ صفحات انہوں نے "قومی زبان" میں شائع بھی کئے لیکن اس عرصے میں کہ ان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا، موت نے نقارہ باج دیا اور وہ اس حسرت کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ اب اس بات کو بھی تقریباً بارہ سال ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۶۶ء میں میں پہلی بار اس مخطوطے سے متعارف ہوا۔ مہینوں اس کے مطالعے کی کوشش میں لگ گئے۔ آتشیں شیشہ لئے گھنٹوں اسے پڑھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک تو رسم الخط اور اس کے اصول جو کاتب کے پیشِ نظر تھے، سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ دوسرے زبان، اور اس میں استعمال ہونے والے الفاظ موجودہ زبان سے بالکل مختلف تھے۔ ڈیڑھ سال کی محنت و کوشش اور لغات کے ساتھ سر کھپانے کے بعد میں اس قابل ہو گیا کہ کسی حد تک میں اسے پڑھ سکوں۔ مجھے اس کا بھی اندازہ ہوا کہ کاتب مختلف حروف اور ان کے جوڑ کی مختلف شکلیں

ف: "دیوانِ نصرتی" مطبوعہ رسالہ صحیفہ لاہور شمارہ ۹۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔ الگ کتابی شکل میں توسین لاہور نے بھی ۱۹۸۵ء میں دیوانِ نصرتی شائع کیا

کس طرح لکھتا ہے۔ مختلف حروف مثلاً پ، ٹ، ڑ، ڈ کے لئے وہ کیا عمل کرتا ہے۔ دوسرے حروف وہ کس کس طرح بناتا ہے۔ یہ مشکل بھی ہمیشہ پریشان کرتی رہی کہ لفظ پڑھ لیا تو اس کی تصدیق کے لیے معنی کی تلاش ہوتی۔ یہ کام بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ پھر دو سال کے اندر اندر مجھ میں یہ حوصلہ پیدا ہو گیا کہ میں اس مخطوطے کی پہلی نقل تیار کروں۔ اس نقل کا مقابلہ جب اصل سے کیا تو اس میں اتنی کاٹ چھانٹ ہوئی کہ میں دوسری نقل تیار کرنے پر مجبور ہوا۔ دوسری نقل کا مقابلہ جب پھر اصل سے کیا اور ہر لفظ پر غور کیا تو یہ دوسری نقل بھی اس قابل نہ رہی کہ اسے صاف کہا جا سکے۔ دوسری نقل اور اصل کو سامنے رکھ کر میں نے تیسری نقل تیار کی جو ۲۱ اگست ۱۹۷۰ء کو مکمل ہوئی۔ یہ تیسری نقل مع بلاک سے چھپے ہوئے نسخے کے میں نے جناب افسر صدیقی صاحب کو بھجوا دی کہ وہ براہ کرم میری تیار کردہ نقل کو اصل کے ساتھ ملا کر دیکھ لیں۔ یہ کام انھوں نے دو ماہ کے عرصے میں انجام دیا اور بہت سے الفاظ کی صحت کی۔ میں ان کی اس عنایت بے پایاں کے لئے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت، عمر کے اس حصے میں جب وہ ستتر ویں سال میں ہیں، صرف کیا۔ اور ایسے قیمتی مشوروں سے مستفیض فرمایا کہ اگر ان کی مدد شامل نہ ہوتی تو شاید میں بہت سی فاحش غلطیاں کرتا۔ خدا انہیں سلامت رکھے اور عمر نوح عطا فرمائے۔

اب یہ مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" جو اردو زبان کی پہلی معلوم تصنیف اور تقریباً پونے چھے سو سال پہلے لکھی گئی تھی، اس اہتمام کے ساتھ شائع ہو رہی ہے کہ سیدھے ہاتھ کی طرف مخطوطے کے ہر صفحے کا عکس چھاپا گیا ہے اور اس کے سامنے بائیں صفحے پر میرا تیار کردہ متن شائع کیا گیا ہے تاکہ اہل علم و تحقیق دونوں کا مقابلہ کر کے یہ معلوم کر سکیں کہ میں نے کہاں کہاں غلطی کی ہے اور اس طرح متن کی مزید اصلاح ہو سکے۔ اس مخطوطہ کو انتہائی دیدہ ریزی و محنت سے پڑھنے کی منزل سر کر کے مجھے وہی خوشی حاصل ہوئی ہے جو سر ایڈمنڈ ہلاری کو دنیا کی سب سے بڑی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ سر کرنے سے ہوئی تھی اور یہی خوشی میری محنت کا ثمر ہے۔

۲

زمانۂ تصنیف

تاریخ شاہد ہے کہ علاءالدین خلجی نے ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء تک دکن، گجرات اور مالوہ کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اور ان علاقوں کا انتظام و انصرام بہتر و موثر بنانے کے لیے اس سارے علاقے کو سو سو گاؤں کے حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقے پر ایک ترک سردار مقرر کر دیا تھا۔ "شمال" سے آیا ہوا یہ ترک سردار جو "امیرِ صدہ" کہلاتا تھا نہ صرف مالیات کا ذمہ دار تھا بلکہ اپنے حلقے کے نظم و نسق اور فوجی ضروریات کا بھی ذمہ دار تھا۔ چند ہی سال کے عرصے میں یہ ترک سردار اپنے اپنے حلقوں میں اپنے لواحقین اور متوسلین کے ساتھ ایسے آباد ہو گئے گویا یہیں کے باشندے تھے۔ یہ امیر اور ان کے لواحقین و متوسلین

اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی بولیاں بولتے لیکن جب بازار ہاٹ میں ملتے اور مقامی باشندوں سے معاشرتی سطح پر لین دین کرتے تو وہ اُس زبان میں جو شمال سے وہ اپنے ساتھ لائے تھے مقامی زبانوں کے الفاظ شامل کر کے بات چیت کرتے۔ تیس چالیس سال کے عرصے میں یہ علاقے ان کا وطن بن گئے۔ اور وہ نسل جو یہاں پیدا ہوئی اور پلی بڑھی اس کے لیے "شمال" کا تصور ایک دُور دیس کے تصور سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ خلجیوں کے زوال کے بعد جب تغلقوں کی سلطنت قائم ہوئی اور محمد تغلق (۷۲۶ھ/۱۳۲۵ء — ۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء) کا دورِ حکومت آیا تو اس نے بھی علاء الدین خلجی کے قائم کردہ امیرانِ صدہ کے نظام کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے زیادہ مضبوط و موثر بنایا اور ساتھ ساتھ سلطنت میں مزید استحکام پیدا کرنے کے لئے دولت آباد (دیوگری) کو ۷۲۷ھ/۱۳۲۷ء میں اپنا پائے تخت بنایا۔ اب غور کیجئے کہ جب علاء الدین خلجی نے شمالی ہند کے بے شمار خاندانوں کو دکن، گجرات اور مالوہ میں حکمران بنا کر آباد کیا اور محمد تغلق دلّی کو اٹھا کر دولت آباد لے گیا تو وہاں تہذیبی، معاشرتی اور لسانی سطح پر کیا کیا تبدیلیاں نہ آئی ہوں گی۔

رفتہ رفتہ دکن، گجرات اور مالوہ میں "امیرانِ صدہ" ایک نئی طاقت بن گئے اور ان کی حیثیت ایک بڑے، متحد اور گُھتے ہوئے خاندان کی سی ہو گئی۔ وہ نہ صرف آپس میں شادی بیاہ کرتے بلکہ وقت پڑنے پر ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے۔ محمد تغلق کی سختی مزاج اور جابرانہ روش کے باعث امیرانِ صدہ محمد تغلق سے ناراض ہو کر اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے لگے۔ بغاوتوں کا یہ سلسلہ پھیلتا اور بڑھتا گیا اور یہ سارے علاقے اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ یہ بغاوت یہاں تک بڑھی کہ جب ملا نظام الدین، ملک احمد لاچین اور ملک علی کو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ امیرانِ صدہ فراہم کریں تو امیرانِ صدہ نے، جن میں اسمٰعیل مخ اور حسن ظفر خان بھی شامل تھے، ملک احمد و ملک علی کو قتل کر دیا اور ملا نظام الدین سے قلعہ اور خزانے کی کنجیاں چھین کر قبضہ کر لیا[۱] اور اسمٰعیل مخ کو اپنا بادشاہ بنا لیا جو ناصر الدین شاہ کے لقب سے تختِ سلطنت پر متمکن ہو گیا۔ دو سال بعد جب دہلی کی فوجیں شکست کھا کر واپس ہو گئیں تو سب امیرانِ صدہ نے اپنے متفقہ فیصلے سے حسن ظفر خان کو ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء میں اس نئی سلطنت کا تاجدار بنا دیا۔[۲] حسن ظفر خان، جو علاء الدین خلجی کے مشہور جنرل ظفر خان کا بھانجا تھا[۳] اور ملتان سے چل کر دہلی آیا تھا اور ترقی کر کے امیرِ صدہ بنا کر دکن بھیجا گیا تھا، "علاؤ الدین حسن بہمن شاہ" کا لقب اختیار کر کے تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہو گیا۔ اسی کے ساتھ شہنشاہ بابر کی آمد سے تقریباً پونے دو سو سال پہلے، سرزمینِ دکن پر ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد پڑ گئی۔[۴] یہ واقعہ محمد تغلق کی زندگی ہی میں اس کی آنکھوں کے سامنے

۱۔ تاریخ بہمنی سلطنت — عبدالمجید صدیقی ص ۵۲-۵۷۔ ادارۂ ادبیات اردو، حیدرآباد دکن۔

۲۔ ایضاً ص ۶۲

۳۔ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطینِ دکن حصہ اول۔ عبدالجبار خاں۔ مطبع فخر نظامی حیدرآباد ص ۵

۴۔ برہان مآثر تالیف سید علی طباطبا۔ مجلس مخطوطات فارسیہ حیدرآباد دکن۔

Scanned by CamScanner

پیش آیا۔ اس زمانے میں شمال انتشار کا شکار تھا۔ تغلقوں کے بعد سیدوں کی حکومت قائم ہوئی اور اس کے بعد لودھی بادشاہ بن بیٹھے۔ ۸۰۱ھ/۱۳۹۸ء میں امیر تیمور کے حملے نے شمالی ہند کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اگر اس وقت سارے برصغیر میں کوئی قابلِ ذکر سلطنت باقی رہ گئی تھی تو یہی بہمنی سلطنت تھی۔ ان تمام واقعات نے شمال کے بہت سے خاندانوں کو مجبور کیا کہ وہ ہجرت کرکے ان علاقوں میں چلے آئیں جہاں امن و امان اور معاشی خوشحالی میسر تھی۔ اس عرصے میں لاتعداد خاندان' اہلِ ہنر' علما و فضلا گجرات' دکن اور مالوہ چلے آئے[1] خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بھی دہلی سے گلبرگہ ۸۰۵ھ/۱۴۰۲ء میں پہنچے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ اس وقت بہمنی سلطنت کا آٹھواں بادشاہ فیروز شاہ بہمنی تختِ سلطنت پر متمکن تھا اور بانیِ بہمنی سلطنت ــــ "علاء الدین حسن بہمن شاہ" کی وفات کو صرف ۵۰ سال کا عرصہ گزرا تھا۔

اس تاریخی پسِ منظر میں اب مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" کو دیکھیے۔ اس میں کہیں تاریخ تصنیف درج نہیں ہے لیکن مثنوی میں یہ دو مقامات قابلِ توجہ ہیں۔

۱۔ "نعت رسول" کے بعد "مدح سلطان علاء الدین بہمنی نور اللہ مرقدہٗ" کے عنوان کے تحت مثنوی میں مدحیہ اشعار آتے ہیں جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

بڑا شاہ وہ شاہ جس شاہ جگ	رہیں سیو تے خسرو تس پائے لگ	(شعر ۵۲)

۲۔ بارہ اشعار کے بعد اسی "مدح" میں یہ شعر ملتے ہیں:

شہنشہ بڑا شاہ احمد کنوار	پرت پال سنسار کرتار ادھار	۶۴
دھنیں تاج کا کون راجا اجنگ	کنور شاہ کا شاہ احمد بھجنگ	۶۵
لقب شہ علی آل بہمن ولی	ولی تھی بہت بدھ تدا گی	۶۶
جہانگیر توں شاہ گڑھا گمبھیر	سمندر منوکت سمندر سریر	۶۷

ان اشعار سے نصیر الدین ہاشمی مرحوم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "علاء الدین بہمنی کا انتقال ہو چکا تھا اور اشعار ماقبل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احمد شہزادہ تھا۔"[2] پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "مثنوی علاؤ الدین بہمنی کے انتقال کے بعد لکھی گئی ہے اور اس کا ولی عہد احمد تھا۔ خاندانِ بہمنی کے سلسلے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سوائے گیارھویں حکمران علاء الدین ہمایوں شاہ کے کوئی ایسا حکمران نہیں ہوا جس کا لقب علاء الدین ہو اور احمد شاہ اس کے ولی عہد کا نام ہو۔ یہ احمد شاہ ثالث ۸۶۵ھ ـــ ۸۶۷ھ تک حکمراں رہا ہے۔ اس لئے اس مثنوی کی تصنیف بھی اسی زمانہ میں قرار دینی چاہیے۔"[3] پھر خود ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ "اگرچہ تاریخِ فرشتہ میں احمد شاہ ثالث

---

[1] خاتمہ مرآۃ احمدی مصنفہ مرزا محمد حسن علی محمد خان بہادر ص ۲۳ مطبوعہ بیپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۹۲۸ء

[2] دکن میں اردو ص ۳۴ اردو اکیڈمی سندھ' کراچی ۱۹۶۰ء

[3] ایضاً ص ۳۵

Scanned by CamScanner

کا لقب نظام شاہ بہمنی لکھا ہے مگر جو سکّے ۸۶۵ھ سے ۸۶۷ھ تک مضروب ہوئے ہیں ان پر بادشاہ کا نام احمد شاہ مسکوک ہے[1] مولوی عبدالحق کا بھی یہی خیال ہے[2]

سخاوت مرزا صاحب کا خیال ہے کہ "بہر حال نظامی کا علاء الدین احمد شاہ ثانی (۸۳۸ھ تا ۸۶۲ھ) کا معاصر ہونا قطعی ہے۔ علاء الدین حسن گنگو بہمنی کے دور سے اس کا تعلق نہیں اس لئے کہ حسن گنگو بہمنی کے بیٹوں میں احمد شاہ نامی کوئی شہزادہ نہیں تھا البتہ احمد شاہ ولی البہمنی اس کا پوتا اور اس سلسلہ کا نواں بادشاہ تھا[3]"

جناب افسر صدیقی امروہوی کا خیال ہے کہ "نظام شاہ صرف دو سال بادشاہ رہا..... اور اس دو سال کی مدت میں دو جنگیں ہوئیں..... بادشاہ اور اس کے حواریوں کو اتنی فرصت کہاں ملی ہوگی کہ علمی و ادبی سرگرمیوں میں حصہ لیں۔ نظام شاہ کی خُرد سالی میں اس کی والدہ مخدومۂ جہاں اور خواجہ محمود گاواں تمام امورِ سلطنت کے منتظم و مہتمم تھے۔ نظامی اگر اس عہد میں ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ بادشاہ کا ذکر تو کرتا اور ان شخصیتوں کو نظر انداز کر دیتا جو دراصل مُہمّاتِ ملکی کی سربراہ تھیں۔ تاریخ فرشتہ کا آغاز ۹۹۸ھ میں بیجاپور میں ہوا۔ کیا اتنی سی مدت میں بہمنی سلاطین کے سکّے اس قدر نایاب ہو گئے تھے کہ فرشتہ کو ایک بھی نہ مل سکا جس کے سہارے وہ نظام شاہ کا نام احمد شاہ تحریر کر کے غلط فہمی کی بنیاد چھوڑ جاتا[4]: اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "ایک وہ احمد شاہ جسے بڑا شہنشاہ اور ولی کہا گیا ہے۔ دوسرا وہ احمد شاہ جسے بادشاہ کا کنور ظاہر کیا گیا ہے[5]"

اس ساری بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی کو اس بات سے اختلاف نہیں ہے کہ یہ مثنوی بہمنی دور میں لکھی گئی ہے۔ البتہ اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ کس بادشاہ کے دور میں لکھی گئی۔ ہاشمی صاحب اور عبدالحق صاحب اس مثنوی کی تصنیف کا زمانہ ۸۶۵ھ اور ۸۶۷ھ کا درمیانی عرصہ بتاتے ہیں اور افسر صدیقی صاحب ۸۲۵ھ اور ۸۳۸ھ کے درمیان کا زمانہ بتلاتے ہیں[6]۔ فرق صرف چالیس سال کا ہے۔ آئیے اب ہم دیکھیں کہ نئی معلومات کی روشنی میں اصل حقیقت کیا ہے؟

۱۔ افسر صدیقی صاحب کی یہ دلیل کہ نظامی اگر اس عہد میں ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ بادشاہ کا ذکر تو کرتا

---

[1] دکن میں اردو ص۳۵ اردو اکیڈیمی سندھ کراچی ۱۹۶۰ء

[2] اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد دوم ص۳۳۵ طبع اول ۱۹۶۶ء

[3] سہ ماہی اردو ادب علی گڑھ سنہ ۱۹۶۲ء شمارہ ۳ صفحہ ۴۴

[4] مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد اول ص۳۶۷ مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان۔ کراچی سنہ ۱۹۶۵ء

[5] ایضاً ص۳۶۵

[6] ایضاً ص۳۶۷

Scanned by CamScanner

اور ان شخصیتوں کو جو منتظم و مہتم تھیں یعنی ملکہ مخدومۂ جہاں اور خواجہ محمود گاواں کو نظر انداز کر دیتا اس لیے زیادہ قابلِ قبول نہیں ہے کہ مثنوی ناقص الاوسط ہے۔ مخطوطہ کے ص ۳ کے بعد ہی جس پر مدحیہ اشعار ملتے ہیں تسلسل قائم نہیں رہتا۔ اس نامکمل مدح کے پیشِ نظر یہ فیصلہ کرنا کسی طرح مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

۲۔ ہاشمی صاحب کا یہ کہنا کہ سوائے گیارھویں حکمران علاء الدین ہمایوں شاہ کے کوئی اور ایسا حکمران نہیں ہوا جس کا لقب علاء الدین اور احمد شاہ اس کے ولی عہد کا نام ہو اس لیے قابلِ قبول نہیں ہے کہ وہ اپنی تردید بھی یہ کہہ کر خود ہی کر دیتے ہیں کہ "اگرچہ تاریخِ فرشتہ میں احمد شاہ ثالث کا لقب نظام شاہ بہمنی لکھا ہے" اور وہ قریب ترین معاصر تاریخ کو چھوڑ کر صرف سکّوں کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ

۱۔ اس دَور کے قریب ترین مورخ فرشتہ کو صرف سکّوں کی بنیاد پر کیوں اور کیسے رد کر دیا جاتا ہے؟

۲۔ برہانِ مآثر کا مصنف سید علی طباطبا بھی جو فرشتہ کا ہم عصر ہے کہیں نظام شاہ کو احمد شاہ ثالث نہیں لکھتا بلکہ "سلطان نظام شاہ ابن سلطان ہمایوں شاہ"[1] لکھتا ہے۔ پھر سلطان نظام شاہ کو احمد شاہ ثالث کیسے مان لیا جائے؟

۳۔ بہمنی سلطنت کا پہلا بادشاہ علاء الدین حسن بہمن شاہ (۴۸،ھ — ۵۹،ھ) ہے۔ اس کے چار بیٹے تھے — محمد شاہ اول (۵۹، — ۷۷،ھ)، داؤد شاہ (۷۹، — ۸۰،ھ)، احمد خان اور محمود خان۔ علاء الدین بہمنی کے بعد محمد شاہ اول تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد محمد شاہ کا بیٹا مجاہد شاہ (۷۷،ھ — ۷۹،ھ) اور پھر محمد شاہ کا بھائی داؤد شاہ۔ اس کے بعد شمس الدین ۷۹۹ھ پھر غیاث الدین ۷۹۹ھ، پھر آٹھواں بادشاہ فیروز شاہ ہوا جو احمد خان کا بیٹا تھا اور علاء الدین بہمنی، بانیٔ سلطنت کا پوتا تھا۔ احمد خان کے دو لڑکے تھے — ایک فیروز شاہ اور دوسرا احمد شاہ ولی بہمنی جو فیروز شاہ سے سلطنت حاصل کر کے بادشاہ بنا اور جس پر خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بہت مہربان تھے۔[2]

اب ان معلومات کی روشنی میں وہ شعر پڑھیے جو مثنوی میں "مدح سلطان علاء الدین بہمنی"[3] کے تحت لکھے گئے ہیں اور جو اوپر نقل کیے جا چکے ہیں۔ ان اشعار میں دو احمد بیان ہوئے ہیں۔ ایک وہ احمد شاہ جسے بڑا شہنشہ ظاہر کیا گیا ہے اور دوسرا وہ احمد جسے بادشاہ کا کنور ظاہر کیا گیا ہے اور جس کا لقب احمد ولی بہمنی بتایا گیا ہے۔[3] اس لحاظ سے تاریخ کی ورق گردانی کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی احمد شاہ ولی البہمنی ہے جو احمد خان کا بیٹا اور علاء الدین حسن بہمنی، بانیٔ سلطنت کا پوتا ہے۔ تذکرہ سلاطینِ دکن[4] میں مذکور ہے کہ:۔

---

[1] برہانِ مآثر۔ ص ۹۶ مجلس مخطوطات فارسیہ حیدرآباد دکن۔

[2] تاریخِ فرشتہ (ترجمہ اردو) ص ۴۹۵ و ص ۵۰۳ جلد اول۔ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔

[3] مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد اول ص ۳۶۸ مرتبہ افسر صدیقی امروہوی۔

[4] تذکرۂ سلاطینِ دکن از عبدالجبار خاں ص ۵۳۳ مطبوعہ فخر نظامی حیدرآباد۔

"چونکہ احمد شاہ بہمنی ولی مشہور تھا۔ زندگی میں تمام اس کی ولایت کو مانتے تھے۔ مرنے کے بعد زندگی سے زیادہ اس کی ولایت کی قدر کرنے لگے۔"

ان تمام شواہد کی روشنی میں اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسی احمد شاہ ولی البہمنی کے دورِ حکومت (۸۲۵ھ / ۱۴۲۱ء — ۸۳۹ھ / ۱۴۳۵ء) میں اردو زبان کی یہ پہلی معلوم مثنوی کدم راؤ پدم راؤ لکھی گئی۔

مخطوطے کے ص ۳ پر "بانیٔ سلطنت سلطان علاء الدین بہمنی نور اللہ مرقدہٗ" کی مدح میں اشعار لکھے گئے ہیں اور ساری الجھن اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ یہ مدح بھی پوری نہیں ہے۔ بیچ کے صفحات مخطوطے سے غائب ہیں لیکن جتنے اشعار موجود ہیں ان میں بھی بانیٔ سلطنت کی تعریف کرتے کرتے احمد شاہ ولی البہمنی اور اس کے والد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ اشعار اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آئندہ اس بادشاہ کی تعریف میں اشعار آئیں گے۔

گمانِ غالب ہے کہ یہ مثنوی بیدر میں لکھی گئی ہو اس لئے کہ احمد شاہ ولی نے ۸۳۴ھ / ۱۴۳۰ء میں اپنا دارالسلطنت گلبرگہ کے بجائے بیدر کو بنایا تھا۔ اگر یہ بیدر میں لکھی گئی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ نظامی نے اسے ۸۳۴ھ / ۱۴۳۰ء اور ۸۳۹ھ / ۱۴۳۵ء کے درمیانی عرصہ میں تصنیف کیا۔ یہ علاقہ کنڑی کا علاقہ ہے لیکن مرہٹی کا اثر بھی اس علاقے کی زبان پر موجود ہے۔

مثنوی کا نام

اس مثنوی کا اصل نام کیا تھا یہ بھی اس وجہ سے معلوم نہیں ہے کہ مثنوی کے ابتدائی اور آخری صفحات غائب ہیں۔ مثنوی کے دو کردار ہیں۔ ایک کدم راؤ جو راجہ ہے۔ دوسرا پدم راؤ جو وزیر ہے۔ مولانا نصیر الدین ہاشمی نے انہی کرداروں کی مناسبت سے اس کا نام مثنوی کدم راؤ پدم راؤ رکھ دیا ہے اور یہ مثنوی اب اسی نام سے مشہور ہے۔ ہاشمی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "ایک مثنوی جو کدم راؤ پدم راؤ سے موسوم تھی ہم نے لطیف الدین ادریسی مرحوم تاجر کتب کے پاس دیکھی تھی اور اسی زمانہ میں اسکے نوٹ اخذ کئے تھے۔ ممکن ہے نواب سالار جنگ مرحوم کے مخطوطات میں موجود ہو۔"[۱] لیکن کتب خانہ سالار جنگ کی وضاحتی فہرست کی اشاعت کے بعد اب یہ بات صاف ہو گئی ہے کہ وہاں بھی اس مثنوی کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے۔ ہاشمی صاحب کے اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود تاجر کتب نے اس مثنوی کا نام "کدم راؤ پدم راؤ" رکھ دیا تھا۔ اور یہی نام ہاشمی صاحب نے قبول کر لیا۔ اس کا بھی امکان ہے کہ کتب خانۂ خاص انجمن ترقی اردو پاکستان کا یہ نسخہ وہی ہو جسے نصیر الدین ہاشمی نے لطیف الدین ادریسی کے پاس دیکھا تھا۔

۱؎ دکن میں اردو ص ۳۳

نام وحالاتِ مصنف

مخطوطہ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کے مصنف کا نام فخر دین اور تخلص نظامی تھا۔ مثنوی میں کئی جگہ اس نے اپنا نام اور تخلص ساتھ ساتھ استعمال کیا ہے اور التزام یہ رکھا ہے کہ پہلے ایک شعر میں وہ خود کو اپنے پورے نام فخر دیں سے مخاطب کرتا ہے اور ایک یا دو شعر کے بعد وہ اپنا تخلص لاتا ہے۔ کئی جگہ اس نے صرف اپنا نام فخر دین استعمال کیا ہے مثلاً ص۲۳ کا یہ شعر دیکھئے:

کہے فخر دیں ایک ساچا بچن۔ + پہلے پیڑ کھنے جے کرے کوئی کن

اسی طرح ص۳ پر بھی وہ صرف فخر دیں لاتا ہے۔

کرے فخر دیں گیان ہے دیہ سدھ + پدم مکھ باچے کدم کون بدھ۔

ص۱۹ پر پہلے شعر میں فخر دیں اور اس کے فوراً بعد دوسرے شعر میں اپنا تخلص لاتا ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

تہیں فخر دیں دیکھ انیاد راد + کرین دوس دھن پر بری ڈکھ لاؤ

نظامی دھرڈکھ کیوں راودے + کرپت ورت گُن بات دھن سوکئے

ص۵ پر بھی نام اور تخلص دو اشعار میں اوپر نیچے آتے ہیں۔

سنو فخر دیں اب کسی سنورے + الوالامر اپنا اُسی سنورے

نظامی جس اوپر پھیری ایک جھک + رتن لال موتی بھرے تس مکھ

ص۳ پر یہ دو شعر ملتے ہیں:

سنوتے فخر دیں توں بسرا نکھیا + محمّد نبی خاتم انبیا

نظامی گنہار جس یار ہتے + سُنہار سُن نغز گنہار ہوے

یہ انداز تخاطب آج بھی پنجاب میں رائج ہے اور اکثر قدیم شعرائے پنجاب اپنے کلام میں خود کو اسی طرح مخاطب کرتے ہیں۔

اسی طرح فخر دیں قسم کے نام آج بھی پنجابی مسلمانوں میں عام ہیں۔ پرت نامہ (قبل ۹۰۳ھ) کے مصنف فیروز کا نام بھی قطب دین تھا جیسا کہ خود اس نے ایک شعر میں ظاہر کیا ہے:

مجے ناؤں ہے قطب دیں قادری + تخلص سو فیروز ہے بیدری

ان شواہد کی روشنی میں کہ جب مصنف نے خود اپنا نام بار بار فخر دیں لکھا ہے اسے "فخر الدینؒ" لکھنا صحیح نہیں ہے[1]۔

---

[1] بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے خود اپنے قلم سے اس مخطوطہ پر مصنف کا نام فخر الدین لکھا ہے اور اپنے مضمون "اردو" مطبوعہ دائرۂ معارف اسلامیہ ص۳۳ مطبوعہ لاہور میں بھی یہی لکھا ہے کہ "مصنف کا نام فخر الدین نظامی تھا" جو یقیناً صحیح نہیں ہے۔

نظامی کی زندگی کے حالات کسی تذکرہ و تاریخ میں نہیں ملے۔ مثنوی کی داخلی شہادت کے پیشِ نظر صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ احمد شاہ ولی البہمنی کے زمانہ میں بیدر میں تھے۔ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ دربار سے وابستہ تھے یا نہیں۔ وہ فارسی داں ضرور تھے اس لئے کہ مثنوی کے سارے عنوانات فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ قدیم شعرا میں بھی کسی اور شاعر کا نام نظامی نہیں ملتا سوائے ایک نظامی کے جس نے "خونامہ"[1] تصنیف کیا تھا جس میں روزِ قیامت اور میدانِ حشر کے حالات کو بیان کر کے درسِ اخلاق دیا گیا ہے۔ "خونامہ" کے زبان و بیان کو دیکھتے ہوئے بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ یہ خونامہ اس نظامی کا نہیں ہے جس نے مثنوی کدم راؤ پدم راؤ لکھی ہے۔ "خونامہ" اس دور کی تصنیف ہے جب اُردو زبان ہندی روایت کے سارے امکانات جذب کرکے' فارسی روایت کے راستے پر چل چکی تھی۔

اشعار کی تعداد

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کی اشاعت کے بعد یہ بات اب اختلافی نہیں رہتی کہ مثنوی میں اشعار کی تعداد کتنی ہے[2]؟ جیسا کہ متن سے ظاہر ہے اس مثنوی میں اشعار کی تعداد ۱۰۳۲ ہے اور ۱۰۳۳ واں شعر نامکمل ہے۔ اس کے بعد کے اشعار ضائع ہو گئے ہیں۔

مثنوی اور اس کا خلاصہ

مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" اپنی ہیئت کے اعتبار سے فارسی مثنوی کی مقررہ ہیئت اور "فعولن فعولن فعولن فعل" کے وزن میں لکھی گئی ہے۔ آخری رکن کہیں کہیں "فعل" کی جگہ "فعول" ہو گیا ہے۔ یہ تبدیلی قانونِ اوزان و بحور کے مطابق ہے۔ حسبِ قاعدہ پہلے حمد آتی ہے۔ پھر نعت رسول اور اس کے بعد بانیٔ سلطنت بہمنی کی مدح آتی ہے۔ چونکہ مدح کے اشعار بھی مخطوطہ میں پورے نہیں ہیں اور مدح کے بعد کے بھی کئی صفحات کم ہیں اس لیے فوراً قصہ شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا سوال تھے جو راجہ کدم راؤ نے اپنے وزیر پدم راؤ سے پوچھے تھے۔ مخطوطہ کے صفحات بیچ بیچ میں غائب ہونے کی وجہ سے قصہ کا تسلسل بھی بار بار ٹوٹ جاتا ہے۔

قصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ کدم راؤ (راجہ) اپنے وزیر (پدم راؤ) سے کہ رہا ہے کہ بغیر سوچے سمجھے بات کرنا

---

[1] خونامہ (قلمی) مخزونہ انجمن ترقی اُردو پاکستان کراچی

[2] ہاشمی صاحب نے اشعار کی تعداد ۲۵۰۰ بتائی ہے (دیکھیے مقالاتِ ہاشمی ، سخاوت مرزا صاحب نے ۱۰۴۳ بتائی ہے (دیکھیے سہ ماہی اردو ادب علی گڑھ ۱۹۶۰ ص ۳)۔ افسر صدیقی صاحب نے ۱۰۳۹ بتائی ہے (دیکھیے مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد اول ص ۳۴۳)۔

Scanned by CamScanner

اچھا نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ تجھ سے کہا ہے (وہ کیا کہا تھا اشعار کے بیچ میں سے ضائع ہو جانے کے باعث معلوم نہیں کیا جاسکتا) اس پر اچھی طرح غور کر کے مجھے جواب دے۔ اگر تو اپنی خطا بخشوانا چاہتا ہے اور بعد میں پچھتانا نہیں چاہتا تو صحیح صحیح جواب دے۔ یہ بات کہہ کر راجہ محل میں چلا گیا۔ وہ اتنا غصہ میں تھا کہ اسنے یہ بھی نہیں دیکھا کس نے سلام کیا اور کس نے سلام نہیں کیا۔ میں بھرا ہوا راجہ محل میں جا کر سنگھاسن پر بیٹھ گیا۔ اس کی اس حالت کو دیکھ کر محل کی رانیاں اور کنیزیں گھبرا گئیں۔ پہر رات گئے تک اس کی یہی حالت رہی۔ کوئی عورت اُسے رام نہ کر سکی۔ جب رانی نے اس کا ہاتھ ڈرتے ڈرتے پکڑا تو راجہ کدم راؤ نے کہا کہ اور باتیں چھوڑ اور یہ بتا کہ ناگن نے کیا چھند کیا تھا۔ کدم راؤ نے رانی سے یہ بھی کہا کہ کسی غیر عورت کے ساتھ بُرا کام کرنے سے زیادہ بُرا دنیا میں کوئی اور کام نہیں ہے۔ اُسی کا نام دونوں جہاں میں روشن ہوتا ہے جو پرائی عورت کو اپنی ماں بہن سمجھتا ہے۔

"پھر گفتن کدم راؤ با ناگن" کی سُرخی آتی ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ قصے کے لحاظ سے گفتن پدم راؤ با ناگن" ہونا چاہیے۔ ناگن سے بات کر کے پدم راؤ کدم راؤ کو ختم کرنے کے لیے دبے پاؤں جاتا ہے۔ اسنے دیکھا کہ اس کے سرھانے پان پھول رکھے ہیں۔ وہ اس خیال سے اس میں جا بیٹھا کہ جیسے ہی راجہ پھول پان کی طرف رُخ کرے گا وہ اُسی وقت اُسے کاٹ کھائے گا۔ پدم راؤ ابھی اسی خیال میں تھا کہ اتنے میں رانی کدم راؤ کے پاس گئی اور اس کے پاؤں دبانے لگی۔ پاؤں دبانے سے راجہ کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ڈری ہوئی تو تھی ہی۔ کہنے لگی کہ ہماری زندگی تمہاری محبت پر قائم ہے۔ اگر راجہ کھل کر بات کرے تو میں اس کا صحیح جواب دوں۔

کدم راؤ نے رانی سے کہا ــــ سُنا تھا کہ عورت بہت فریب جانتی ہے۔ ایسا فریب آج میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں اس وقت سے بہت حیران و پریشان ہوں۔ بھلا کہاں اچھی ذات کی ناگن اور کہاں ادنیٰ ذات کا سانپ۔ لیکن میں نے دیکھا کہ ناگن کوڑیال سے" میل کھا رہی تھی۔ خدا نے مجھے حاکم بنایا ہے۔ میں اس بات کو برداشت نہ کر سکا۔ اور تلوار لے کر اسی وقت سانپ کو مار ڈالا لیکن ناگن جان بچا کر بھاگ گئی اور میری تلوار سے اس کی دُم کٹ گئی۔ یہ واقعہ دیکھ کر مجھے عورت پر بھروسا نہیں رہا۔ اس واقعہ کے بعد سے اے رانی! مجھے تیرا اعتبار بھی نہیں رہا۔ سونے کی چھُری بھی پیٹ میں نہیں ماری جاتی۔ سانپ کا ڈسا ہوا رسّی سے بھی ڈرتا ہے۔ اور دودھ کا جلا چھاچ کو بھی پھونک مار مار کر پیتا ہے۔ رانی نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اگر راجا سُنے تو میں کچھ عرض کروں۔ جو کچھ تو نے کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اگر میرا کوئی قصور ہے تو میں جان دینے کو تیار ہوں۔ لیکن دوسرے کا قصور مجھ پر نہ ڈالا جائے۔ بُرائی بھلائی دنیا میں ساتھ ساتھ ہیں۔ چاند اتنا حسین ہے لیکن اس میں بھی داغ ہے۔ کون سا مرد ہے جس کا پاؤں نہیں ڈگمگاتا اور کون سا درخت ہے جو ہوا سے بچ رہتا ہے۔ تمام پتھر ایک قیمت کے نہیں ہوتے۔ سب عورتوں کو ایک جیسا نہیں سمجھنا چاہیے۔ اگر تو اُپاس رکھے گا تو رعایا بھی بھوکوں مرے گی اور محل بھی فاقہ کرے گا۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ جان خوش تو جہان خوش۔ نہ تیرا کوئی عقلمند بیٹا ہے اور نہ کوئی دوست ہے۔ آخر تیرا راج کون سنبھالے گا؟

Scanned by CamScanner

جو کچھ تو نے دیکھا وہ گزر چکا اور جو نقش و نام ہیں وہ بھی نہیں رہیں گے۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنی چاہیئے۔ جس کے بدلے میں بھلائی حاصل ہو۔

کدم راؤ نے کہا کہ اے رانی! تو نے شوہر پرستی کی جو بات کہی وہ بالکل سچ ہے لیکن ٹوٹے ہوئے دل کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو کانپ (پتلی سی بانس کی لکڑی) سے باندھا جا سکتا ہے لیکن ٹوٹے ہوئے دل کو کسی چیز سے بھی سہارا نہیں دیا جا سکتا۔ پاپ اگر میرا باپ بھی کرے تو مجھے پسند نہیں۔ مجھے سکھ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کسی کو سچائی پر چلتا ہوا دیکھتا ہوں۔ عورت اسی وقت تک عقلمند رہتی ہے جب تک وہ کسی دوسرے مرد کو نہ دیکھے۔ مرد عورت کے چھل فریب سے واقف نہیں ہے۔ وہ ظاہر میں محبت جتاتی ہے مگر دل میں دشمنی رکھتی ہے۔ اس عورت کا مر جانا بہتر ہے جو اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد کا تختۂ مشق بنے۔ رانی نے کدم راؤ کی بات سنی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (یہاں تسلسل ٹوٹ جاتا ہے)

کدم راؤ نے پدم راؤ سے کہا کہ آج میرا تماشا دیکھ۔ اس وقت وہاں کدم راؤ اور پدم راؤ کے سوا دوسرا کوئی نہیں تھا۔

کدم راؤ نے اپنے وزیر سے کہا کہ میں دوست اس شخص کو جانتا ہوں کہ جو لالچ کے بغیر دوستی نبھائے۔ تیرا ایک فقرہ بھی میرے لیے سوا لاکھ کے برابر ہے۔ تو سیانا اور عقلمند ہے اس لیے یہ بات اگر میں تجھ سے نہ کہوں تو پھر کس سے کہوں گنوار آدمی سے۔ بات کہنے کی وہی صورت ہے جیسے پنجرے میں سے ہوا اور چھلنی میں سے پانی نکل جاتا ہے۔

پدم راؤ کدم راؤ کی زبان سے یہ باتیں سُن کر خوش ہوا اور کہا کہ اگر راجہ مجھ پر پورا بھروسا اور اعتماد رکھتا ہے تو میرے ماتھے پر کستوری ملے تاکہ میں اپنے گھرانے میں عزت کے ساتھ واپس جاؤں اور دنیا میں میرا نام روشن ہو۔ کدم راؤ نے اس کی پیشانی پر کستوری ملی اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پہلے ناگ کے سر پر پدم نہیں تھا۔ یہ اسی وقت سے پیدا ہوا جب کدم راؤ نے اپنا ہاتھ پدم راؤ کے سر پر رکھا۔

پدم راؤ کھڑا ہوا اور راجہ سے عرض کی کہ سُنا ہے کل سے آپ فاقہ کشی (اُپاس) کرنے والے ہیں۔ اگر آپ ایک دن بھی کسی رنج سے بھوکے رہیں گے تو ملک خراب اور "ہیرا نگر" (کدم راؤ ہیرا نگر کا راجہ تھا) برباد ہو جائے گا۔ اگر آپ بھوجن کریں گے تو مجھے سُکھ ہو گا۔ آج برت رکھنا اچھا نہیں ہے اور جو اس بات کو اچھا کہتا ہے وہ آپ کا دشمن ہے۔ اگر آپ خوشی کے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے تو میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا۔

کدم راؤ نے کہا کہ اے پدم راؤ! تو اگر سچ مانے تو کہوں کہ میں اب تک پردیسیوں کی خدمت سے محروم ہوں۔ حالانکہ ہمیشہ سے ہمارا یہی قاعدہ رہا ہے۔ سامان دھرم بھی اسی ریت پر چلتے رہے ہیں۔ کسی پردیسی کو لے کر آؤ کہ میں اس کی خدمت کروں اور دان دوں۔

پدم راؤ نے عاجزی سے کہا کہ دنیا کے چلنے پھرنے والوں کو اپنے پاس مت بلاؤ کہ یہ آس دے کر نراس کر جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی عادتیں خراب ہوتی ہیں۔ میں یہ بات ہمدردی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ کدم راؤ یہ بات سُن کر بگڑ گیا اور کہا کہ

Scanned by CamScanner

تو مسافروں اور پردیسیوں کو بُرا کیوں کہتا ہے۔ اُن سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ میرے سامنے اُن کی کیا حقیقت ہے۔ تو اس کی فکر نہ کر اور ایک مسافر کو بلا کر لا۔

پدم راؤ چھت تک اونچا ہوا اور پہر رات تک عاجزی کرتا رہا۔ اس نے بار بار یہی کہا کہ اے راجہ میری بات مان لے۔ یہ لوگ تیرے سامنے تجھے چاند سورج قرار دیتے ہیں لیکن دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ کسی سادھو کو اپنے پاس نہ بلا۔ جوگی لوگ بغیر شراب اور گوشت کے نہیں رہتے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے بھی اسی راہ پر نہ ڈال دیں۔ اس میں گھڑی بھر کا سُکھ ہے لیکن اسکے خمار کا دُکھ زیادہ بھاری ہوتا ہے۔

پدم راؤ نے کہا کہ میں ایک عرض اور کرتا ہوں۔ کدم راؤ نے جواب دیا کہ تیری بات کو اسی طرح چھپاؤں گا جس طرح سمندر میں موتی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ پدم راؤ نے کہا ہمیں دُنیا سے کیا غرض ہے۔ ہمیں تو صرف آپ سے کام ہے۔ آپ کے سوا ہمیں کون پال سکتا ہے۔

کدم راؤ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اپنے وزیر کو بڑا قیمتی لباس عطا کیا۔ کدم راؤ نے کہا کہ پورے خاندان کو بلا کر انھیں خلعت دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پدم راؤ نے سارے خاندانِ شاہی کو بلایا اور ہر ایک کو مرتبے کے موافق سرفراز کیا۔ اس کے بعد کدم راؤ نے کہا کہ کسی پردیسی کو بلا کر مہمان داری بھی کرنی چاہیے۔ اہلِ دربار میں سے ایک نے کہا کہ باہر سے مچھندر کا بیٹا اگھور ناتھ آیا ہوا ہے۔ بہت بڑا جوگی ہے اور بہت سے علوم سے واقف ہے۔ وہ یقیناً آپ کے دربار کے لائق ہے۔ راجہ نے یہ سنکر جواب دیا کہ اسے فوراً حاضر کیا جائے۔ وہ آدمی اسی وقت اگھور ناتھ کے پاس گیا اور کہا کہ جلدی چل۔ تجھے راجہ نے طلب کیا ہے۔ اگھور ناتھ راجہ کے دربار میں حاضر ہوا تو راجہ نے پوچھا کہ تو نے کون کون سے ملک دیکھے ہیں۔ اگھور ناتھ نے اس بات کے جواب میں بے حد لفاظی کی اور راجہ کو ایسا مسحور کیا کہ وہ اس کا گرویدہ ہو گیا۔ چند ہی روز میں راجہ کا یہ حال ہو گیا کہ اسے جوگی کے بغیر چین نہ پڑتا تھا۔ جب جوگی نے راجہ سے کہا کہ میں لوہے کو سونا بنا سکتا ہوں تو کدم راؤ نے لوہے کا ڈھیر جمع کر دیا جسے اگھور ناتھ نے سونا بنا دیا۔ کدم راؤ اس کا اور بھی گرویدہ ہو گیا۔ اب وہ جوگی کے بغیر ایک دن بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ اگھور ناتھ نے اس کے بعد راجہ کو "دھنور بید" کی تعلیم دی جسے کدم راؤ نے ایک مہینے میں سیکھ لیا۔ اُدھر رعایا حیران تھی کہ آخر راجہ نے ایک جوگی کی صحبت کیوں اختیار کر لی ہے۔

ایک دن اگھور ناتھ نے کہا کہ اے راجہ! "دھنور بید" تو معمولی بات ہے۔ میں تو آپ کو "امر بید" بھی سکھا سکتا ہوں مگر مجھے قول دینا ہو گا کہ کسی دوسرے کو آپ نہیں بتائیں گے۔ یہ کہہ کر اگھور ناتھ نے راجہ سے کہا کہ اگر عجائبات دیکھنے ہیں تو ایک جانور لے کر آیئے۔ راجہ محل میں گیا اور وہاں سے ایک طوطا لے کر آیا جسے رانی نے بڑی محبت سے پالا تھا۔ راجہ اُسے پھل کھلاتا اپنے ہاتھ میں لیے جوگی کے پاس آیا۔ اگھور ناتھ نے کہا کہ اے راجہ اب اس کا گلا چبا ڈال۔ میں ابھی کرامات دکھاتا ہوں۔ راجہ نے ایسا ہی کیا۔ طوطا مر گیا اور سادھو نے اپنی روح طوطے کے جسم میں داخل کر دی اور اڑ کر راجہ کے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ طوطے نے کہا کہ راجہ! بتا میں کون ہوں۔ کچھ دیر کے بعد وہ پھر اپنے جسم میں واپس آ گیا اور طوطا بھی زندہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر راجہ

Scanned by CamScanner

ششدر رہ گیا اور جوگی کا پہلے سے بھی زیادہ قائل اور گرویدہ ہوگیا پھر کہا کہ یہ عمل مجھے بھی سکھاؤ۔

اگھورناتھ نے پہلے راجہ سے قول لیا اور پھر اسے اسرار بھید سکھا دیا۔ راجہ نے جیسے ہی اس کے منتر سیکھنے شروع کیے، محل کا کلس ٹوٹ گیا۔[1]

اگھرنات منتر سکھایا رس • یکایک پڑیا ٹوٹ مندر کلس

لوگوں نے راجہ کدم راؤ سے بہت کہا کہ یہ بدشگونی کی بات ہے مگر راجہ نے پرواہ نہ کی اور علم سیکھتا رہا۔ جو لوگ غور و فکر کے بغیر کام کرتے ہیں وہ دھن مال راج پاٹ جس چیز کے بھی مالک ہوں گنوا دیتے ہیں۔ جب راجہ نے اسرار بھید بھی سیکھ لیا تو ایک دن جوگی نے کہا کہ اب اس کا تجربہ کر کے دیکھو۔ چنانچہ جیسے ہی راجہ نے اپنی روح کو طوطے کے جسم میں داخل کیا اگھورناتھ جوگی نے اپنی روح کو راجہ کدم راؤ کے جسم میں داخل کر دیا۔ اب راجہ طوطا بن گیا اور جوگی راجہ بن گیا۔

لیکن جوگی کدم راؤ کے روپ میں آ کر بہت پچھتایا کیونکہ نہ وہ محلات کی تفصیلات سے واقف تھا اور نہ محل کے آدمیوں میں سے کسی کو جانتا پہچانتا تھا۔ آخر اُسے ایک تدبیر سوجھی۔ اس نے دربار عام کیا اور اس طرح سب سے متعارف ہونا چاہا۔ ایک دن پدم راؤ نے راجہ (جو دراصل جوگی تھا) سے پوچھا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ جب تک اگھرناتھ آپ کے دربار میں نہیں آیا تھا راج پاٹ کا سب کام ٹھیک چل رہا تھا۔ اب یہ سب کام آپ نے چھوڑ رکھا ہے۔ "راجہ" نے کہا کہ جوگی نے میرے ساتھ بڑا دھوکا کیا ہے۔ اور میں نے اُسے مار ڈالا ہے۔ دیکھو یہ اس کی لاش ہے۔ لاش کو دیکھ کر لوگ حیران ہوئے کہ آسمان میں تھگلی لگانے والا جوگی کیسے مر گیا؟

جوگی نے سوچا ہوگا کہ اگر راجہ جو طوطے کے بھیس میں ہے زندہ رہا تو پھر اپنے روپ میں آ سکتا ہے اس لئے اسے مروا دینا چاہیئے۔ یہ سوچ کر ایک دن "راجہ" نے پدم راؤ سے کہا کہ طوطا مجھے بُرا بھلا کہہ کر گیا ہے۔ منادی کرا دو کہ جو اُسے پکڑ کر لائے گا اُسے انعام و اکرام سے سرفراز کیا جائے گا۔

ڈھنڈورا پھرائے گلیاں کوچیاں • کہ راواں گیا راؤ دے کالیاں

کہ جے پاروی کوئی آنے تے • شستر نگر دان دیوں اسے

پدم راؤ نے سمجھا کہ اس طرح بدنامی ہوگی۔ چونکہ کدم راؤ کے روپ میں جوگی نہ محلات کو جانتا تھا اور نہ کسی کنیز باندی کو پہچانتا تھا نہ اُسے صحیح طریقہ سے بات کرنے کی تمیز تھی۔ اس لیے جب وزیر نے بار بار اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو وہ بہت ناراض ہوا اور تلوار لے کر اُسے مارنے کے لیے دوڑا۔ لیکن پدم راؤ اس کا وار بچا گیا اور اسے اپنی گرفت میں

---

[1] یہی بدشگونی اس وقت ہوئی تھی جب محمد بن قاسم کی فوجیں راجہ داہر کی فوجوں کا محاصرہ کئے پڑی تھیں کہ ایک تیر سے شہر کے سب سے بڑے مندر کا کلس ٹوٹ گیا۔ اسکے بعد شہر کے لوگوں کو اپنی شکست کا یقین ہوگیا۔ (جمیل جالبی)

لے کر اس کی نگرانی شروع کر دی۔ وہ ابھی تک اُسے کدم راؤ ہی سمجھے ہوئے تھا حالانکہ وہ تو کدم راؤ کے بھیس میں اگھورناتھ تھا۔

اب اصلی راجہ کدم راؤ کا حال سنیے۔ وہ طوطا بنا ہوا اُڑتا رہا اور اپنی جان بچاتا اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا رہا۔ کبھی شکاری پرندوں سے اپنی جان بچاتا۔ کبھی دھوپ کی شدت سے بچنے کے لئے ایک پیڑ سے دوسرے پیڑ پر جاتا۔ ایک دن وہ طوطوں کا ایک غول دیکھ کر ان کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک اس کی نگاہ اپنے محل پر پڑی اور وہاں اُسنے پدم راؤ کو بھی دیکھا۔ یہ دیکھ کر وہ نیچے اترا۔ اور وہاں گیا جہاں اس کا وزیر پدم راؤ تھا۔ کدم راؤ طوطے نے پدم راؤ سے بات کی اور کہا کہ اے پدم راؤ! کیا تونے مجھے پہچانا۔ پدم راؤ نے انکار کیا۔ بڑے لیت و لعل اور باہمی گفتگو کے بعد کدم راؤ نے جو طوطے کے روپ میں تھا پدم راؤ کو وہ واقعہ یاد دلایا جب ان دونوں کے سوا وہاں کوئی تیسرا نہیں تھا۔ اس پر پدم راؤ نے پوچھا۔

؏ کدم راؤ توں کیوں ہوا، کھول کہ

اسکے بعد طوطے نے سارا واقعہ جوگی کے دھوکا دینے اور اپنے طوطا بن جانے کا سنایا۔ یہ سُنکر پدم راؤ نے کہا۔

تُوئیں ساچ میرا گسائیں کدم ✦ پدم راؤ تجہ پاؤ کیرا پدم

کہ تو سچ مچ میرا آقا کدم راؤ ہے اور میں پدم راؤ تیرے پیر کی خاک ہوں۔ اور کہا کہ اے پنکھ راؤ! مجھے زبان دے کہ یہ بات جو میرے تیرے درمیان ہوئی ہے اُسے تو ویسے ہی چھپا کر رکھے گا جیسے سیپی موتی کو چھپا کر رکھتی ہے۔ کدم راؤ نے زبان دی۔ پھر پدم راؤ نے جوگی کی ساری باتیں بتائیں۔ اسکے بعد رات کے وقت پدم راؤ چپکے سے سیدھا اس جگہ گیا جہاں جوگی کدم راؤ کے روپ میں سو رہا تھا۔

چلیا ساندھرے ساندھرے ناگ راؤ ✦ کہ جیوں نیر سوں دھن چلے اپ بھاؤ

اور سوتے میں اس کے پاؤں کی انگلی میں کاٹ لیا۔ کاٹتے ہی زہر اس کے جسم میں چڑھنے لگا۔ اور اگھورناتھ کی روح کدم راؤ کے جسم کو چھوڑ کر پرواز کر گئی۔ اسکے بعد وہ دوڑ کر طوطے کے پاس آیا۔ طوطا اُڑ کر وہاں آیا اور پھر امر بید کی مدد سے وہ دوبارہ اپنے جسم میں داخل ہو گیا۔ پدم راؤ نے راجہ کو یہ بھی بتایا کہ جوگی ایک دن بھی چین سے نہیں بیٹھا۔ نہ محل میں گیا اور نہ رانی سے ملا۔ یہ بات سنکر کدم راؤ بہت خوش ہوا۔ خوش ہو کر اُسنے پردھان پدم راؤ کی عزت افزائی کی اور حکم دیا کہ ساری دُنیا کو دان اور خیرات دو۔ ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔

؏ طبل ڈھول برغوں نفیراں اُٹھے

جشن منانے کا یہ سلسلہ چھ مہینے تک جاری رہا۔ پھر راجہ اپنے محل میں گیا اور سنگھاسن پر بیٹھا۔ اس کے بعد کا حصّہ مخطوطے میں نہیں ہے۔ ضائع ہو گیا۔

یہ خلاصہ ہے مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کا۔ کدم راؤ انسان ہے۔ اور بیدر نگر کا راجہ ہے جیسا کہ مثنوی کے شعر ۲۸۲ اور ۸۲۲ سے ظاہر ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

رہیا مجوک دن لیس تن گھنٹہ پہ ٭ تل اوپر ہوا لوک ہیرا گر
ہا ایک بوں کیوں لیس ناؤ ہوں ٭ کدم راؤ ہیرا آگر کا سو ہوں

پدم راؤ اس کا وزیر ہے جو "ناگ راجہ" ہے۔ یہ بات بار بار مثنوی میں آتی ہے۔ پدم راؤ ارادہ کرتا ہے کہ کدم راؤ کو مار ڈالے تو یہ شعر آتے ہیں۔

چلیا مانڈ لے سانڈ لے ناگ وات ٭ سلاون کدم راؤ تب ناگ جات
بچارن کیا جیو سوں ناگ راؤ ٭ کہ جب بھول لے راؤ تب دیوں گھاؤ

ایک اور جگہ جب کدم راؤ خوش ہوتا ہے تو پدم راؤ کہتا ہے کہ اے راجہ میرے سر پر کستوری مل تاکہ میں عزت سے گھر جاؤں اور میرے سر پر ہاتھ پھیرو۔ جیسے ہی کدم راؤ نے ہاتھ پھیرا پدم راؤ کے سر پر پدم ظاہر ہو گیا۔ اس سے پہلے ناگ کے سر پر پدم نہیں تھا۔

نتھا آد تھیں ناگ کے سر پدم ٭ تدھاں تھیں ہوا جد دھریا ہت کدم

پدم راؤ بہت لمبا ناگ تھا۔ جب کدم راؤ اصرار کرتا ہے کہ وہ مسافروں اور جوگیوں کی خدمت کرے گا تو پدم راؤ اتنا اونچا اٹھتا ہے کہ چھت سے لگ جاتا ہے۔

پدم راؤ اوبھا ہوا چھات لگ ٭ بناتی گئی تن پہر رات لگ
کہیا راؤ دھر ناگ راوہ ڈروں ٭ کہ جے راؤ انکھیں بناتی کروں

ایک اور جگہ جب پدم راؤ کو معلوم ہوا کہ طوطا تو اصل میں کدم راؤ ہے تو اسے پھن زمین پر بچھا دیا۔

سنیا راؤ یہ بول الکوڑ کر ٭ بچھا دیا پدم راؤ پھن کیہہ پر

"عذر خواہی کردن پدم باکدم" کے عنوان کے تحت یہ شعر پڑھیے:

پدم راؤ اٹھیا ہبا کر دین ٭ کنڈل پھیر اوبھا ہوا سر دین
کھڑا تیر ہو جیوں رہیا تھا اڈھل ٭ کماں ہو پڑیا چکھ کے پانے تل

غرض کہ یہ بات مثنوی سے بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ پدم راؤ ناگ راجہ تھا اور کدم راؤ کا وزیر تھا۔ ایسی کہانیاں جن میں انسان کے وزیر یا مشیر جانور یا چرند پرند ہوتے تھے ہم نے آپ نے سب نے سنی اور پڑھی ہیں۔ اور یہ بھی ایسی ہی کہانیوں میں سے ایک ہے۔

مماثلات

حضرت سلیمانؑ نہ صرف جن و انس کے بادشاہ تھے بلکہ چرند پرند بھی اُن کے مطیع تھے۔ الف لیلہ میں بھی جانوروں کے قصے اس انداز سے آتے ہیں کہ وہ انسان معلوم ہوتے ہیں۔ انوار سہیلی میں بھی جانور انسان کی طرح چلتے پھرتے، بولتے چالتے

Scanned by CamScanner

نظر آتے ہیں۔ تمثیلی کہانیاں عام طور پر اسی انداز میں مشرق و مغرب میں ملتی ہیں۔ خارجی روح کا قصہ مختلف صورتوں میں برصغیر سے لے کر ہیبر یڈیز تک آریائی نسل کی تمام قوموں میں ملتا ہے[1] عقلی مذاہب کے آنے سے پہلے جادو اور سحر ہی انسان کے لئے مذہب کا درجہ رکھتے تھے۔ جادو یا سحر کے اثرات ساری مقدس کتابوں میں نظر آتے ہیں سحر سامری، معجزات اور عصائے موسوی سب ذہنِ انسانی کے اسی اندازِ فکر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جادو، مذہب اور پھر سائنس۔ ان تین درجوں سے انسان نے اب تک سفرِ ارتقاء طے کیا ہے۔

روح کی تبدیلی اور ایک روپ سے دوسرے روپ میں منتقل ہو جانے کے قصے اُس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب انسان طلسم، سحر اور جادو پر ایمان رکھتا تھا اور اس معاشرے میں جادوگر کا وہی درجہ ہوتا تھا جو آج ایک عالم یا ڈاکٹر کا ہوتا ہے۔ سر جیمس فریزر نے اس موضوع پر جو مواد جمع کیا ہے وہ قابلِ توجہ ہے۔ ہیڈا کے طلسم گر کے اوزاروں میں ایک ہڈی شامل ہوتی ہے جس میں وہ رخصت ہونے والی روحوں کو بند کر لیتا ہے۔ اور جن لوگوں کے جسموں سے وہ نکلی ہوں ان میں واپس ڈال کر انھیں دوبارہ زندہ کر دیتا ہے[2] روحوں سے متعلق ان تصورات نے جب قصہ کہانیوں کے روپ دھارے تو وہاں بھی یہی طلسم نظر آنے لگے۔[3] قصہ کہانیاں کسی قوم کے عقیدہ اور فکر کا اظہار ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں سر جیمس فریزر نے چند مثالیں دی ہیں۔ ایک ہندوستانی قصہ میں ایک راجہ اپنی روح کو ایک برہمن کی لاش میں منتقل کر دیتا ہے اور خود اس کے خالی جسم میں ایک کبڑا اپنی روح کو داخل کر دیتا ہے۔ اس طرح کبڑا راجہ اور راجہ برہمن بن جاتا ہے۔ تاہم کبڑے کو اس بات پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ ایک مرے ہوئے طوطے میں اپنی روح ڈال کر اپنی مہارت کا ثبوت دے۔ ادھر راجہ جو موقع کی تاک میں رہتا ہے اپنے جسم پر دوبارہ قبضہ کر لیتا ہے۔ اسی قسم کی ایک کہانی فروعی اختلاف کے ساتھ ملایا والوں کے ہاں بھی ملتی ہے۔ کسی بادشاہ نے بلا کسی وجہ کے اپنی روح ایک بندر میں منتقل کر دی۔ اس پر چالاک وزیر نے جھٹ اپنی روح بادشاہ کے جسم میں پہنچا دی اور اس طرح سلطنت اور ملکہ پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران میں اصل بادشاہ بندر کے روپ میں پڑا غم کھاتا رہا۔ لیکن ایک دن نقلی بادشاہ، جو جوا کھیلا کرتا تھا، مینڈھے لڑوا رہا تھا کہ وہ مینڈھا جس پر اس نے بازی لگائی تھی مارا گیا۔ اس میں جان ڈالنے کی بہتیری کوششیں کی گئیں لیکن ایک بھی کارگر نہ ہوئی۔ تا آنکہ بنے ہوئے بادشاہ نے ایک سچے کھلاڑی کی طرح اپنی جان مینڈھے میں ڈال دی اور وہ جی اٹھا۔ اتنے میں اصل بادشاہ جو موقع کی تلاش میں تھا بڑی ہوشیاری سے اپنے پرانے جسم میں منتقل ہو گیا جسے وزیر بے سوچے سمجھے چھوڑ گیا تھا۔ اس طرح بادشاہ تو اپنے اصلی روپ میں آ گیا اور غاصب وزیر مینڈھا بنا کیفرِ کردار کو پہنچ گیا۔ ایسا ہی،

---

[1] شاخِ زریں مصنفہ سر جیمس فریزر ترجمہ سید ذاکر اعجاز جلد دوم ص ۶۵۹، مجلس ترقی ادب لاہور۔

[2] ایضاً جلد اول ص ۳۶۵

[3] ایضاً ص ۳۷۳-۳۷۴

ہرموٹمس کلے زومنے نامی ایک شخص کا یونانی قصہ ہے جس کی روح اپنے جسم کو چھوڑ کر دُور دُور کی خبریں لاتی تھی جنھیں وہ اپنے دوستوں کو سنایا کرتا۔ ایک دن اتفاق سے جب اس کی روح گھومتی پھر رہی تھی دشمنوں نے اس کے جسم پر قبضہ کر لیا۔ اور اُسے جلا ڈالا۔ مثنوی گلزارِ نسیم میں بھی تبدیلی جسم کی مثال موجود ہے۔ اپی لیس (APELIUS) کا زریں گدھا (GOLDEN ASS) یورپ کا پہلا طویل قصہ کہا جاتا ہے۔ یہ قصہ یونان کے آخری دَور سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں بھی ایک لڑکے کی روح ایک گدھے میں ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس روپ میں مارا مارا پھرتا ہے۔

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کا قصہ بھی فروعی تبدیلی کے ساتھ ہندوستان اور ملایا کے ان ہی قصوں سے مماثل ہے اور مزاجاً اسی دَور کے تصورات کا حامل ہے جب انسان جادو اور سحر پر ایمان رکھتا تھا۔ "دھنوربید" اور "امربید" جو جوگی نے کدم راؤ کو سکھائے ہیں جادو کے انتہائی مدارج ہیں اور نقلِ روح اسی کا ایک حصہ ہے۔ اسی وجہ سے پردیسیوں کے ساتھ میل جول سے گریز کی احتیاط بھی کی جاتی تھی۔ اس دَور کے انسان کا خیال تھا کہ پردیسی عام طور پر جادوگر ہوتے ہیں۔ اسی لیے بادشاہوں کو پردیسیوں سے دُور رکھا جاتا تھا۔ بادشاہ چونکہ اپنی قوم کا محافظ ہوتا تھا اس لیے اُس کی حفاظت ساری قوم سے زیادہ ضروری سمجھی جاتی تھی۔ اس دَور کے تصورات میں جو چیز سب سے زیادہ خطرناک ہو سکتی تھی وہ جادو یا سفلی علم تھا۔ کدم راؤ پردیسیوں سے ملنے پر اصرار کرتا ہے۔ پدم راؤ اسے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ پردیسی اچھے نہیں ہوتے۔ یہ سامنے تجھے چاند سورج قرار دیتے ہیں لیکن ان کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ اور آخر میں ہوا بھی یہی کہ بادشاہ منع کرنے کے باوجود جوگی سے ملا اور جوگی نے اُسے اپنا گرویدہ بنا کر طوطا بنا دیا اور خود بادشاہ بن کر تخت پر بیٹھ گیا۔ اجنبیوں کے مضر اثرات کے خلاف پیش بندی اس زمانہ میں اسی لیے ضروری سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جب وہ سفیر جنھیں مشرقی روما کے شہنشاہ جسٹن دوم نے ترکوں کے ساتھ صلح کے شرائط طے کرنے کے لیے بھیجا تھا، اپنی منزل مقصود پر پہنچے تو انھیں لینے کے لیے شامن (آئمہ مذہب) وہاں موجود تھے جنھوں نے ان سفیروں کے مضر اثرات دُور کرنے کے لیے باضابطہ ایک رسم تزکیہ ادا کی۔[1] جیمس فریزر نے لکھا ہے کہ ایک سیاح جس نے وسطی بورنیو کا سفر کیا تھا بیان کیا کہ آس پاس بسنے والی خبیث روحوں سے زیادہ لوگ ان روحوں سے ڈرتے ہیں جو دُور دراز ملکوں سے مسافروں کے ہمراہ آتی ہیں۔[2] یہ جادو کے دَور کے انسان کا ایک عام رویہ اور طرزِ فکر تھا اور وہ واقعی ان پر اسی طرح ایمان رکھتا تھا جیسا آج کا انسان اپنے عقلی مذہب و عقائد پر رکھتا ہے۔ کدم راؤ پدم راؤ کے قصے کی بنیاد بھی انسان کے اسی فکری و تہذیبی مزاج پر قائم ہے۔

املا اور کاتب

تذکرہ نہ ہونے کی وجہ سے کاتب کے نام کا پتا نہیں چلتا۔ انجمن ترقی اردو میں اسی کاتب کے قلم سے لکھا ہوا ایک اور

---

[1] شاخ زریں ص۲۹۳ جلد اول

[2] ایضاً ص۲۹۳

نسخہ "سیف الملوک بدیع الجمال" ہے لیکن ترقیمہ اس کے آخر میں بھی نہیں ہے۔ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کا رسم الخط اور املا اصل میں ساری مشکلات کا ذمہ دار ہے۔ دکن میں نسخ کو ایران کی پیروی میں اختیار کیا گیا تھا اور کم و بیش سارے قدیم دکنی مخطوطات اسی رسم الخط میں ہیں لیکن مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کا نسخ کچھ اتنا عجیب اور مسخ ہے کہ بس ظاہرا مشابہت میں اسے نسخ کہا جا سکتا ہے۔ املا کے سلسلے میں یہ چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ املا کا کوئی معیار کاتب کے پیش نظر نہیں ہے وہ ایک ہی حرف کو مختلف طریقے سے لکھتا ہے۔ کاتب بدخط ہے اُسے اپنے فن پر قدرت حاصل نہیں ہے۔

۲۔ وہ آوازیں جو عربی و فارسی کے علاوہ صرف اردو زبان سے مخصوص ہیں ان کے لئے بھی کوئی اصول وضع نہیں ہوئے ہیں۔ کاتب نے اپنی مخصوص علامتوں سے ان آوازوں کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ طُرفہ یہ کہ کہیں ان علامتوں کو ظاہر کر دیا ہے اور کہیں انھیں پڑھنے والے کی عقل و ذہانت کے امتحان کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

۳۔ اعراب کا استعمال بڑی کثرت سے کیا گیا ہے اور اس میں بھی احتیاط نہیں برتی گئی جس کی وجہ سے پڑھنے والا غلط فہمیوں کے جال میں پھنس جاتا ہے۔

۴۔ جزم کے لیے "ہ" کا نشان ہے اور ایسے سہ حرفی الفاظ کے تیسرے حرف کو جن کا صرف پہلا حرف متحرک ہو زیر کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔ مثلاً "درد" اس طریقے کے مطابق "دَرْدِ" لکھا جانا چاہیے۔ یہ طریقہ اس وقت بھی سندھی زبان کے رسم الخط میں موجود ہے۔ یائے معروف و مجہول میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ اکثر ہائے دوچشمی کو الفاظ کے شروع میں استعمال کیا ہے اور ہائے ہوز کو درمیان یا بجائے ہائے مخلوط کی جگہ لکھا ہے[۲]

۵۔ قدیم مخطوطات میں، "کثرت" "کو ثرت" کی شکل میں لکھا جاتا تھا۔ اسی طرح گ کے لئے ک لکھ کر اس کے نیچے تین نقطے لگا دیتے تھے[۳] یہی اصول اکثر الفاظ میں کدم راؤ پدم راؤ میں بھی برتا گیا ہے۔ مثلاً "ناکینی" (ناگنی)۔ لیکن یہ اصول بھی یکسانیت کے ساتھ نہیں برتا گیا۔ سارا کام پڑھنے والے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس مخطوطے میں عیسیٰ لکھ کر موسیٰ پڑھنے کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔ انہی نقائص کی وجہ سے اسے پڑھنا جوئے شیر لانے کے مترادف بن گیا۔

۶۔ اب ہم ذیل میں کچھ الفاظ کی فہرست پیش کرتے ہیں تا کہ اس سے اندازہ ہو سکے کہ مخطوطے کا املا تین میں کس طرح ظاہر کیا گیا ہے۔

---

[۱] مقالات حافظ محمود شیرانی جلد اوّل ص ۲۰۶

[۲] مخطوطات انجمن ترقی اردو حصہ اوّل ص ۳۶۳

[۳] علمی نقوش۔ غلام مصطفےٰ خان ص ۱۰۲ اعلیٰ کتب خانہ ناظم آباد کراچی ۱۹۵۷ء

Scanned by CamScanner

نمبر شعر	املائے مخطوطہ	املائے متن
۱	کھسائیں	گھسائیں
۱	مانہ منہ	منہ۔ میں
۲	تھار تھار	ٹھار ٹھار
۱۱	جگ مگا	جگمگا
۱۲	نہ	ن
۱۵	کر	کرے
۲۸	آن کی یا	آکھیا آکھیا یعنی کہا
۳۴	دیتی	دیتا
۴۰	پہنچا دنہ	پہنچا دیں
۴۲	تھا	تھا
۴۴	نیہ	نے
۸۳	جگنہ	جگہیں
۸۴	کھوری	کھورا
۱۰	ڈنبی	ڈنبا
۱۹۶	کاتنہ	کانٹہ، کاٹھ، لکڑی
۱۸۹	کھاسی	کھاسنا
۲۰۹	کاس نہ	کاسنا
۲۶۳	نھوئی	نھوئے
۲۶۳	جمت	جمت
۴۸۸	جھرٹی	جھڑی
۴۲۳	کھڑی تھی	کھڑا تھا
۴۴۸	مآن	جان

Scanned by CamScanner

۴۲۸	آندھلا بتر	آدھا بٹر
۴۵۵	اگھوڑ راتی	آگھورراتے
۴۵۶	پو چتہ	پوچتاں
۵۷۸	سو	سواد
۵۸۲	منجگوں	منجگوں
۶۳۱	ڈ بر	ڈبے
۶۳۶	مرو	مرو
۶۵۸	پکر ریا	کڑریا
۶۶۹	آن تا	آنتا

اسی طرح شعر ۴۱۴ لیجئے۔ اس میں "گن" کو ایک مرکز سے لکھا ہے۔ "نہ بولے" کو لیتے معروف و مجہول کا فرق کئے بغیر "ہوں" لکھا ہے۔ "کسی سوں" کو ملا کر لکھا ہے۔ "پن" میں پ کے نیچے صرف ایک نقطہ لگایا ہے جو بی پڑھا جاتا ہے۔

شعر ۴۰۹ کے پہلے مصرع میں اکھر کو کاف سے لکھا ہے دوسرے مصرع میں اکھر کے کاف کے نیچے تین نقطے لگا کر گاف بنایا ہے۔

شعر ۴۲۸ کے پہلے مصرع میں "جب" کی جگہ "جن" لکھا ہے اور "سکھی" کو "سکی" کی صورت میں تحریر کیا ہے۔

اسی طرح کاتب نے لکھتے ہوئے بھی بہت سی غلطیاں کی ہیں خلاً

شعر ۴۵۱ کے پہلے مصرع میں لفظ "بچا" دو بار لکھ دیا ہے۔

شعر ۴۸۰ میں یہ مصرع یوں لکھا ہے ــ کرچ جا جانے آ جیسے کسی بینک پاس۔ اس میں بھی ایک "جا" زیادہ ہے۔ میں نے اپنے متن میں مصرع یوں لکھا ہے ــ کرچ جائے جیسے کسی پنچھ پاس۔

شعر ۴۳۷ کے دوسرے مصرع میں "پیچھے" کے لفظ کو دوبار لکھ دیا ہے جب کہ ایک بار لکھنا چاہیئے تھا۔

شعر ۴۴۳ کے دوسرے مصرع میں "جے" کو مصرع کے آخر میں لکھ دیا ہے جب کہ قافیہ کے لحاظ سے بھی اور وزن کے اعتبار سے بھی "جے" "کر" "کر" کے بعد آنا چاہیئے تھا۔ آد کا قافیہ واد درست ہے نہ کہ "جے"۔ مخطوطہ میں شعر یوں ہے۔

کبیا راڈ کوں دھات بنیاد آد ✦ کر زور کس نہ کیے دھات واد جے

میں نے اپنے متن میں اس طرح کر دیا ہے۔

کبیا راڈ کوں دھات بنیاد آد ✦ کر جے زور کس نہ کیے دھات واد

پدم راؤ میں کہیں "کے" "کو" "کر" کے معنی میں استعمال کیا ہے اور کہیں اس کے برعکس "کر" "کو" "کے" کے معنی میں استعمال

کیا ہے۔ یہ دو مثالیں دیکھئے :

سنیا تھا کے ناری دھرے بہت چھند
۱۵۵ سو میں آج دیٹھا تری چھند بند

یہاں "کے" "کہ" کے معنی میں استعمال ہوا ہے اب دوسری مثال دیکھیے :

جو کرتار محکوں کیا ہوئے راؤ
۱۵۶ اسنگت کر کیوں دیکھو سکوں انیاؤ

غرض کہ اس قسم کی الجھنوں اور تضاد سے اس مخطوطہ میں قدم قدم پر واسطہ پڑتا ہے اور پڑھنے والا رسم الخط کی بھول بھلیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ میں نے جتنی کوشش اور محنت اس مخطوطہ کو پڑھنے میں کی ہے اس کا اندازہ اہلِ علم اس مخطوطہ کے عکس پر ایک نظر ڈالنے سے لگا سکتے ہیں۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ مجھے ماؤنٹ ایورسٹ سر کرنے کی خوشی حاصل ہو گئی اور اُردو زبان کی تاریخ گیارھویں صدی ہجری سے نکل کر نویں صدی ہجری تک پھیل گئی۔ اور اب اُردو زبان کے ارتقا، اس کی ساخت اور اس کی لسانی تبدیلیوں کا مطالعہ بھی آسان ہو گیا۔

اُردو زبان کی پہلی تصنیف

اس سوال کے جواب کے لیے کہ مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" کو اُردو زبان کی پہلی باقاعدہ تصنیف کیسے کہا جا سکتا ہے اس مثنوی سے پہلے کی تحریروں کا جائزہ لینا ہوگا۔ یہ مثنوی جیسا کہ میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں ۸۲۵ھ اور ۸۳۹ھ کے درمیانی زمانے میں لکھی گئی۔ اس سے فوراً پہلے کی جو تصانیف ہمارے سامنے آتی ہیں اُن میں ایک مختصر "رسالہ" ہے جسے سید محمد اکبر حسینی (م ۸۱۲ھ) سے منسوب کیا جاتا ہے اور دوسری تصنیف "معراج العاشقین" ہے جس کے مصنف خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بتائے جاتے ہیں۔ نویں صدی ہجری میں ہمیں شیخ باجن کی "جکریاں" ملتی ہیں اور اُن سے پہلے امیر خسرو کی "خالق باری" کے علاوہ دوہرے، کہ مکرنیاں اور پہیلیاں بھی ملتی ہیں۔ امیر خسرو سے پہلے ہماری نظر بابا فرید گنج شکر کے کلام پر پڑتی ہے اور اُن سے پہلے کتبِ تواریخ میں مسعود سعد سلمان (م ۵۱۵ھ) کے "دیوان ہندوی" کا ذکر ملتا ہے۔ آیئے اب ایک ایک کرکے "ان تحریروں" کا جائزہ لیں۔

مسعود سعد سلمان (۴۳۸ھ — ۵۱۵ھ) کے دیوانِ ہندوی کے وجود کا پتہ دو ذرائع سے چلتا ہے۔ ایک

Scanned by CamScanner

امیر خسرو کے "دیباچہ غرۃ الکمال" سے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"پیش ازیں شاہانِ سخن کسے را سہ دیوان نبودہ مگر مرا کہ خسروِ ممالک کلامے مسعود سعد سلمان را اگر ہست اما آں سہ دیوان در عبارتِ عربی و فارسی و ہندوی است و در پارسی مجرد کسے سخن را سہ قسم نکردہ جز من"[۱]

اور دوسرے عوفی کی "لباب الالباب" سے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"او را سہ دیوان ست۔ یکے بتازی و یکے بپارسی و یکے بہندوی"[۲]

لیکن ان مستند حوالوں کے باوجود یہ "دیوانِ ہندوی" اب ناپید ہے اور جب تک یہ دستیاب نہ ہو جائے اس وقت تک اظہارِ افسوس کے ساتھ اس کا ذکر تو کیا جا سکتا ہے لیکن اولیت کا سہرا اس کے سر نہیں باندھا جا سکتا۔

شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر (۵۶۹ھ — ۶۶۴ھ) کے کلام کا کچھ حصہ سکھوں کی مقدس کتاب "گرو گرنتھ" میں محفوظ ہے[۳]۔ ان کے دو چار دوہرے اور اقوال "خزائن رحمت اللہ"[۴] میں بھی ملتے ہیں۔ لیکن ان متفرق اور بکھرے ہوئے تبرکات کو باقاعدہ تصنیف کے ذیل میں نہیں لایا جا سکتا۔

اس بات کا پورا ثبوت موجود ہے کہ امیر خسرو (۶۵۱ھ — ۷۲۵ھ) نے ہندوی میں بھی طبع آزمائی کی تھی خود غرۃ الکمال کے دیباچے میں امیر خسرو نے لکھا کہ "جزوے چند نظم ہندی نذرِ دوستاں کردہ شدہ است"[۵] لیکن اس زمانے کی ہوا اور تھی۔ فارسی منہ چڑھی تھی اور اردو گری پڑی۔ لکھنے والے نے تفننِ طبع کے لئے لکھا اور پڑھنے والوں نے وقتی طور پر اس سے لطف اٹھایا۔ پھر لکھنے والا بھی بھول گیا اور لطف اٹھانے والے بھی۔ لیکن عوام نے جن کی زبان میں یہ لکھا گیا تھا، اسے سینے سے لگایا اور سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل کرتے رہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ ہوا کہ اس کلام کی نہ صرف شکل بدل گئی بلکہ اس میں اضافہ بھی ہو گیا۔ اور پھر جب اردو کے بھاگ پھرے تو یہ بتانا مشکل ہو گیا کہ اس میں امیر خسرو کا کلام کتنا ہے اور الحاقی عنصر کتنا ہے۔ "خالق باری" امیر خسرو کی تصنیف ضرور ہے لیکن اولاً تو یہ لغت کی کتاب ہے۔ ثانیاً ان کے دوسرے ہندوی کلام کی

---

۱ دیباچہ غرۃ الکمال: امیر خسرو ص ۶۲ مطبع قیصریہ۔ دہلی

۲ لباب الالباب، جلد دوم ص ۲۳۶ مطبوعہ کیمبرج ۱۹۰۳ء

۳ اورینٹل کالج میگزین میں موہن سنگھ دیوانہ کے مضمون کی پہلی قسط فروری ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی اور آخری قسط فروری ۱۹۳۹ء میں۔

۴ خزائن رحمت اللہ (فارسی)، قلمی مخزونہ انجمن ترقی اردو پاکستان۔ کراچی۔

۵ دیباچہ غرۃ الکمال

Scanned by CamScanner

طرح اس میں بھی الحاقی عنصر اتنا شامل ہو گیا ہے کہ اب یہ کہنا مشکل ہے کہ اس میں خود امیر خسرو کا کلام کتنا ہے اور الحاقی کلام کتنا ہے۔

شیخ بہاء الدین باجن (۹۰۰ھ — ۹۱۲ھ) سے ایک فارسی تصنیف "خزائن رحمت اللہ" یادگار ہے جس میں صوفیائے کرام کے اقوال کے علاوہ اُن کے اپنے پیر و مرشد شیخ رحمت اللہ کے ملفوظات و اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ ساتھ ساتھ شاہ باجن نے اس کے باب ہفتم میں اپنے دوہرے اور جکریاں[1] بھی جمع کر دیئے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ فارسی کی کتاب ہے۔ اس سے اُردو زبان کے قدیم ترین نمونے تو اخذ کئے جا سکتے ہیں لیکن اسے اُردو زبان کی پہلی باقاعدہ تصنیف کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

سید محمد اکبر حسینی (م ۸۱۲ھ) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے بڑے صاحبزادے تھے جو اُن کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے۔ عمر یافعی مرحوم نے تین صفحات پر مشتمل ایک رسالہ دریافت کیا تھا جس میں پندرہ سطریں نثر میں اور اڑتیس ابیات ہیں۔ رسالے کے شروع میں یہ الفاظ[2] ملتے ہیں۔

"ہذا رسالہ بندہ نواز گیسو دراز"

اور خاتمے پر

"من تصنیف سید محمد اکبر حسینی بندہ نواز"

کے الفاظ ملتے ہیں۔ عمر یافعی نے لکھا کہ "حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کو اُردو کا مصنف تسلیم کیا جاتا ہے تو پھر یہ تصنیف ان کی یا اُن کے بڑے صاحبزادے سید محمد اکبر حسینی کی تسلیم کرنی پڑے گی۔ لیکن بندہ نواز گیسو دراز کے نام سے جو معراج العاشقین شائع کی گئی ہے اس سے اس کی زبان صاف معلوم ہوتی ہے۔"[3] رسالے پر نہ سالِ تصنیف درج ہے اور نہ سالِ کتابت۔

---

[1] "خزائن رحمت اللہ" (قلمی) "خزینۂ ہفتم" میں شیخ بہاء الدین باجن نے "جکری" کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"در ذکر اشعار کہ مقولۂ ایں فقیر است بزبان ہندوی جکری خوانند و قوالانِ ہند آں را در پردہائے سرود می نوازند و می سرایند۔ بعضے در مدح پیر دستگیر و در صفت روضۂ ایشاں و در صفتِ وطن خود کہ گجرات است و بعضے در ذکر مقصد خود و مقصود ارادتِ مریدان و طالبان و بعضے در ذکر عشق و محبت۔"

[2] مجلۂ مکتبہ جلد ۴، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۲۸ء ص ۲۳۔ حیدرآباد دکن

[3] مجلۂ مکتبہ جلد ۴ شمارہ ۴ اپریل ۱۹۲۸ء ص ۲۳ حیدرآباد دکن

Scanned by CamScanner

آغاز اور خاتمے کی عبارتوں میں بھی تضاد ہے۔ پھر اس امر کا اعتراف سب نے کیا ہے کہ اکثر مریدان گرامی اپنی تصنیف کو اپنے پیر و مرشد کے نام نامی سے منسوب کرتے رہے ہیں۔ اہل دکن نے دکنی ادب کی تلاش و جستجو کے جوش میں بلا تحقیق تین صفحوں کے اس مختصر رسالے کو نویں صدی ہجری کے دکنی ادب کے دامن میں ٹانک کر یقیناً "تحقیق ستم ظریفی" کا ثبوت دیا ہے۔ یہی صورت معراج العاشقین کے ساتھ پیش آئی۔

"معراج العاشقین" کو پہلی بار مولوی عبدالحق مرحوم نے ۱۳۴۳ھ میں شائع کیا۔ اس کے بعد اہل علم و ادب[1] نے اُڑے اور کاہ کو کوہ بنا دیا۔ پھر کسی نے یہ زحمت گوارا نہ کی کہ یہ تصنیف جسے گیسو دراز سے منسوب کیا گیا ہے دراصل ان کی ہے بھی یا نہیں۔ اللہ دے اور بندہ لے۔ اب تو ایم اے کے طالب علموں کو بھی اساتذۂ کرام یہی بتاتے ہیں کہ یہ اُردو زبان کی پہلی تصنیف ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ معراج العاشقین کو مرتب کرتے وقت خود مولوی عبدالحق مرحوم بھی تذبذب کا شکار تھے۔ ان کی تحریر میں ایک طرف قیاس آرائی ہے اور دوسری طرف بے یقینی۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں۔

"چونکہ حضرت (خواجہ بندہ نواز گیسو دراز) کو تصنیف و تالیف کا خاص شوق تھا اور آپ کے قلم سے ایک سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں نکلی ہیں اس لئے یہ قیاس کچھ بے جا نہیں کہ عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے آپ نے بعض رسالے دکھنی اردو میں بھی تصنیف کئے ہوں"[2]

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"میرے پاس حضرت کے متعدد رسالے اس زبان میں تصنیف کئے ہوئے موجود ہیں لیکن مجھے ان کے شائع کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اس لئے کہ ہمارے یہاں قدیم سے یہ دستور رہا ہے کہ لوگ اپنی تصنیف کو بعض مشاہیر اور نامور بزرگانِ دین سے منسوب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری، غوث الاعظم حضرت عبدالقادر جیلانی کے نام سے فارسی دیوان شائع اور رائج ہیں..... اس بنا پر مجھے ہمیشہ یہ شبہ رہا کہ جو رسالے میرے پاس موجود ہیں وہ حقیقت میں حضرت بندہ نواز کی تصنیف ہیں یا نہیں کیونکہ بعض رسالے جن کی نسبت متعدد ذرائع سے اور متواتر روایتوں سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضرت نے دکھنی میں لکھے تھے تحقیق کرنے سے ثابت ہوا کہ اصل فارسی میں موجود ہیں اور یہ اُن کا ترجمہ ہیں"[3]

اسی لئے انہوں نے ڈرتے ڈرتے "معراج العاشقین" کو خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے نام سے شائع تو کر دیا لیکن زندگی بھر

---

[1] معراج العاشقین مرتبہ مولوی عبدالحق ص۳ (زیر سعی و اہتمام غلام محمد انصاری وفا مدیر تاج) ۱۳۴۳ھ

[2] معراج العاشقین مرتبہ مولوی عبدالحق ص۵ (زیر سعی و اہتمام غلام محمد انصاری وفا مدیر تاج) ۱۳۴۳ھ

اصرار نہیں کیا۔ آیئے اب دیکھیں کہ "معراج العاشقین" خواجہ بندہ نواز کی تصنیف ہے یا نہیں؟ اس امر کی تلاش و تحقیق میں جب ہم نکلتے ہیں تو ہماری نظر "سیرِ محمدی" نامی ایک تصنیف پر پڑتی ہے جسے شاہ محمد علی سامانی نے، جو خواجہ بندہ نواز کے مرید و خادم تھے، ۸۳۱ھ میں تالیف کیا تھا۔ گویا یہ کتاب خواجہ بندہ نواز کی وفات کے چھ سال بعد تالیف ہوئی۔ اس تالیف کے باب پنجم میں خواجہ بندہ نواز کی ۳۶ چھوٹی بڑی، اہم و غیر اہم تصانیف کا ذکر ملتا ہے جن میں ایک بھی کتاب دکنی اردو میں نہیں ہے۔ حتیٰ کہ معراج العاشقین نام کی بھی کوئی کتاب نہیں ہے۔ اب اس کے بعد یہ کہنا کہ خواجہ صاحب کی عمر ۱۰۵ سال تھی اور ان کی تصانیف کی تعداد بھی ۱۰۵ ہے یا ان کے "قلم سے ایک سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں نکلی ہیں" یقیناً نیاز مندانہ خوش فہمی ہے۔ شاہ محمد علی سامانی نے حضرت گیسو دراز کی جن "تصانیف" کا ذکر کیا ہے ان کی تفصیل[1] یہ ہے۔

"در تصانیف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بدانکہ تصانیف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بسیار است۔ ملتقط تفسیر[1] در قالب سلوک و تفسیرے[2] دیگر آغاز کردہ بودند بر طریق کشاف۔ موازنہ پنج سپارہ شدہ بود، بیشتر تمام نشدہ بود۔ حواشی[3] کشاف، شرح[4] مشارق در قالب سلوک، ترجمہ[5] مشارق، معارف[6] شرح عوارف[7]، ترجمہ عوارف، شرح[8] تعرف، شرح[9] آداب المریدین، عربی و پارسی شرح[10] فصوص، شرح[11] تمہیدات قاضی عین القضاۃ[12]، ترجمہ[13] رسالہ قشیری، و آں کتابے بزرگ است: خطائر[14] القدس و آں را عشقنامہ[15] ہم میگویند، رسالہ[16] استقامت الشریعۃ بطریقۃ الحقیقۃ۔ ترجمہ[17] رسالہ شیخ محی الدین ابن عربی، رسالہ[18] سیر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، شرح[19] فقہ اکبر دو صد یکے عربی، دوم[20] فارسی، حواشی[21] قوت القلوب، اسمار[22] الاسرار، حدائق[23] الانس۔ ضرب[24] الامثال، شرح[25] قصیدہ امالی، شرح[26] عقیدۂ حافظیہ، عقیدۂ[27] چند ورق، رسالہ[28] در بیان آداب سلوک، رسالہ[29] در بیان اشارت محبان، رسالہ[30] در بیان ذکر، رسالہ[31] در بیان معرفت، رسالہ[32] در بیان رؤیت ربی فی احسن صورۃ، رسالہ[33] در بیان بود و جہت و باشد، و خلافت[34] نامہ مخصوص برائے خدمت مولٰنا علاء الدین گوالیری نویسانیدہ بودند، و خلافت نامہ برائے قاضی اسحاق چبترہ خلافت نامہ برائے خدمت قاضی سلیمان برادر قاضی اسحاق، و خلافت[35] نامہ مخصوص بجہت شیخ صدر الدین خواندمیر، و خلافت[36] نامہ بجہت خدمت مولانا ابوالفتح علاء الدین گوالیری نویسانیدہ بودند۔ کاتب این سیرِ محمدی راجی برحمت ربانی محمد علی سامانی در فترت مغل برابر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در گوالیری بود۔"

خواجہ بندہ نواز کی یہ تصانیف سب کی سب فارسی، عربی میں ہیں۔ ربط و تعلق اور زمانی اعتبار دونوں سے شاہ محمد علی سامانی سے زیادہ مستند ماخذ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اب جب کہ یہ بات واضح ہو گئی کہ

---

[1] سیرِ محمدی مولفہ شاہ محمد علی سامانی، مطبوعہ یونانی دواخانہ پریس سبزی منڈی الہ آباد ۱۳۴۷ھ ص ۱۰۲ و ص ۱۰۳

معراج العاشقین خواجہ بندہ نواز کی تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ کے پروانوں نے جوشِ عقیدت میں آپ سے منسوب کر دی ہے تو سوال سامنے آتا ہے کہ آخر پھر یہ تصنیف کس کی ہے اور کس زمانے میں لکھی گئی ؟

"معراج العاشقین" دراصل "تلاوۃ الوجود" کا خلاصہ[1] ہے اور یہ رسالہ اور اس کا خلاصہ دونوں مخدوم شاہ حسینی بیجاپوری کی تصنیف ہیں۔ مخدوم شاہ حسینی، پیر اللہ حسینی کے مرید و خلیفہ تھے جو میراں جی خدانما کے مرید و خلیفہ تھے۔ میراں جی خدانما کا سالِ وفات ۱۰۷۰ھ ہے۔ یہ حضرت امین الدین اعلیٰ کا سلسلہ ہے اور "تلاوۃ الوجود" میں، جس کا خلاصہ معراج العاشقین ہے، "سلسلۂ امینیہ" کے مخصوص تصوف کو بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ تصنیف گیارھویں صدی ہجری کے اواخر اور بارھویں صدی ہجری کے اوائل کی تصنیف ہے جبکہ حضرت گیسو دراز کا سالِ وفات ۸۲۵ھ یعنی تقریباً پونے تین سو سال پہلے کا ہے۔

اس جائزہ کے بعد اب لے دے کر مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" رہ جاتی ہے جسے اردو زبان کی پہلی تصنیف ہونے کا شرف حاصل ہے اور جب تک کوئی اور تصنیف سامنے نہ آجائے اولیت کے تختِ سلطنت پر "کدم راؤ پدم راؤ" کی حکمرانی رہے گی۔

۳

لسانی مطالعہ

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کی اولین اہمیت یہ ہے کہ یہ اردو زبان کا قدیم ترین ادبی و لسانی نمونہ ہے جسے ۱۴۲۱ء اور ۱۴۳۵ء کے درمیانی عرصے میں، آج سے تقریباً پونے چھ سو سال پہلے بہمنی دورِ حکومت میں فخر دین نظامی نے تصنیف کیا۔ اس وقت شمال سے دکن پہنچے ہوئے اردو کو تقریباً سوا سو سال ہو چکے تھے اور مغل شہنشاہ بابر کے ہندوستان آنے میں ابھی سوا سو سال کا عرصہ باقی تھا۔ یہ مثنوی اس زبان کا نمونہ ہے جو شمال سے دکن گئی اور وہاں بازار ہاٹ کی عام زبان بن کر پھلی پھولی۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ شمال سے کوئی ایک بولی دکن نہیں پہنچی بلکہ علاء الدین خلجی کی فوجوں کے ساتھ، پھر امیران صدہ اور ان کے لواحقین و متوسلین کے ساتھ اور اس کے بعد محمد تغلق کے زمانے میں، جب دار الحکومت دلی سے دولت آباد منتقل ہوا اور دلی خالی ہو گئی، جو لوگ دکن پہنچے وہ مختلف بولیاں بولتے تھے۔ بھانت بھانت کی بولیوں کے درمیان یہ زبان ہی ایک ایسی زبان تھی جو ان کے اور مقامی آبادی کے درمیان ربط، اشتراک، اتحاد اور ابلاغ کا ذریعہ تھی۔ اسی لئے وہ زبان جو کدم راؤ پدم راؤ میں ملتی ہے اس میں نہ صرف ضمائر اور افعال کی شکلوں میں تنوع پایا جاتا ہے بلکہ ایک ہی اسم کے لیے مختلف الفاظ اور مختلف املا بھی ملتے ہیں۔ یہ اثرات اس مثنوی میں خصوصیت کے ساتھ اس لیے زیادہ اور واضح ہیں کہ ابھی تک دکنی، جو اردو کے ایک علاقائی روپ کا نام ہے، اپنا معیاری رنگ قائم نہیں کر سکی تھی۔ اس مثنوی میں بیک وقت کھڑی، پنجابی، راجستھانی، برجی، گجری، سندھی، سرائیکی اور مرہٹی کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ میں نے جب پنجابی، سندھی، کھڑی، راجستھانی، برجی

---

[1] معراج العاشقین کا مصنف از ڈاکٹر حفیظ قتیل۔ نیشنل پرنٹنگ پریس چارکمان حیدرآباد سنہ ۱۹۶۳ء

اور گجراتی بولنے والوں کو الگ الگ اس مثنوی کے اشعار پڑھ کر سنائے تو انھوں نے جہاں اور کئی باتیں کہیں وہاں یہ بات مشترک تھی کہ یہ زبان ان کی اپنی زبان سے قریب ہے اور آج بھی اس کے بہت سے الفاظ ان کے گھروں میں بولے جاتے ہیں۔ اس تجربے سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ قدیم زبان' جو اس مثنوی میں استعمال ہوئی ہے' اس میں صدیوں کے میل جول سے متعدد زبانوں کا خون شامل ہے اور ایسی خاندانی مشابہت کی وجہ سے مختلف زبانیں بولنے والے اسے اپنی زبان سے قریب تر پاتے ہیں۔ معاشرتی' تہذیبی اور سیاسی حالات کے ساتھ اُردو کا ذخیرۂ الفاظ' لہجے اور اسالیب تو بدلتے رہے لیکن یہ ہمیشہ سب ہند آریائی زبانوں کی ایک زبان بن کر پروان چڑھتی رہی۔ اسی لیے میں اس زبان کو برصغیر کی ساری ہند آریائی زبانوں کا مادۂ اعظم مشترک کہتا ہوں۔

دوسری قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ اس مثنوی میں جو زبان استعمال ہوئی ہے اس میں روزمرہ اور محاورے کی ایسی رچاوٹ ہے کہ اسے دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثنوی اس زبان کا پہلا نمونہ نہیں ہے بلکہ اس سے قدیم تر نمونے بھی ہوں گے جو یا تو ضائع ہو گئے یا ابھی تک ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ پروفیسر محمود شیرانی نے احمد دکنی (گجراتی) کی "لیلیٰ مجنوں" کا تعارف کراتے ہوئے لکھا تھا کہ "احمد کے ہاں جو نظم کی حالت دیکھی جاتی ہے اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ مثنوی کا ابتدائی نمونہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسے وقت کی یادگار ہے جب کہ نظم نے معتدبہ حد تک ترقی کر لی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ سلاطین بہمنیہ کے دَور میں بھی اُردو شعرا موجود ہوں۔"[۱] یہی بات کدم راؤ پدم راؤ کی زبان کی حالت دیکھ کر کہی جا سکتی ہے۔ "کدم راؤ پدم راؤ" میں فارسی عربی کے اثرات ہو رہے ہیں' اسلوب میں' ذخیرۂ الفاظ میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ اس مثنوی میں تقریباً بارہ ہزار الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے صرف سوا سو کے قریب الفاظ عربی و فارسی کے ہیں۔ ان میں بھی بہت سے الفاظ بگڑی ہوئی شکل میں آئے ہیں۔ مثلاً یہ چند مثالیں دیکھئے۔

شعر ۲	؏	مشالا ادک سُور اُجپایا سرشت	(مشالا = مشعل)
شعر ۷۵	؏	کہ جو زاد ھرے نت دُر باش کر	(دُرباش = دُوربَاش)
شعر ۶۳۵	؏	ہری پیکھ کانون جگ تھیں اُچاؤ	(کانون = قانون)
شعر ۲۶۳	؏	کہ بہت پن ہوئے اور جنت پن ہوئے	(جنت = جنت)
شعر ۹۲۳	؏	پڑیا یوں دِسے جیوں طبیلا ترنگ	(طبیلا = طویلہ)

ان کے علاوہ عربی و فارسی کے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں۔

قلم' سرشت' فلک' فرشتے' توحید' نغز گفتار' نور' بنیاد' شرع' کسری وکے' درویش' خدا باصفا' اُولوالامر

---

[۱] مقالات حافظ محمود شیرانی جلد اول ص۲۰۶۔ مجلس ترقی ادب۔ لاہور۔

Scanned by CamScanner

نعت، مدح، سلطان، شاہ، شہ، عطارد، مُسخّر، علم، یرغوں، طبل، جوزا، بارگہ، شہ، گنج، دُر، مُلک، تاج، شہنشہ، آل، ولی، لقب، جہانگیر، مستی، دُود، تفنگ، گشتہ سر (یعنی سرگشتہ)، مے، برائے، سلام، دُنیا، ذکر، اردگان، زنب، راہ رو، دل، بد، نابات، نقش، قضا، خر، فاختا (فاختہ)، جفت، عدل، قبا، وزارت، شبز، نقش باز، پائے بند، باادبی، اُمت، انشاءاللہ تعالیٰ، فراش، سقا، مطبخ، سخی، حلال، جلال، میزبانی۔

ایک آدھ جگہ پورا کا پورا مصرع فارسی کا آگیا ہے۔ مثلاً

شعر ۴۲۱ ؎ مُرقعِ مُکلّل قبا سر کلاہ

لفظ "برائے" (کے لیے) کا یہ استعمال بھی دیکھیے:

۳۹۲ ؎ ہمارے رب رائے ترلی برائے

اُردو زبان اپنے ارتقا کے دوران، اسلوب، لہجہ اور ذخیرۂ الفاظ کے لحاظ سے، دو منزلوں سے گزری ہے۔ اس کی پہلی منزل خالص ہندوی روایت ہے۔ اس دَور میں، اور یہ دَور مسلمانوں کی آمد اور ان کے تہذیبی اثرات کے ساتھ شروع ہوتا ہے، اس نے اپنے اظہار کے لیے پراکرت و سنسکرت کے علاوہ شورسینی اپ بھرنش کی بولیوں سے فیض حاصل کیا اور عربی و فارسی کے الفاظ خال خال استعمال کیے۔ اس دَور کی زبان، فکر اور تصوف پر ہندوی اسطور کا رنگ گہرا ہے۔ امیر خسرو کا کلام ہو، بابا فرید یا شاہ باجن کا، وہاں ہمیں یہی رنگ دکھائی دیتا ہے۔ وہ اہلِ علم و ادب جو اُردو ادب و شاعری کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اس نے صرف فارسی و عربی ادب اور اسلامی اثرات کو اپنایا اور ہندوی روایت و فکر کو نظرانداز کیا یہ بھول جاتے ہیں کہ اُردو شاعری کی پہلی روایت خالص ہندوی اسطور، اصناف اور اوزان پر قائم ہوئی۔ اور ہندوی تصوف کے اسی رنگ کو قبول کیا جو برصغیر میں ناتھ پنتھیوں، بھگتی کال اور نرگن واد کی شکل میں رائج تھا۔ اس دَور کی شاعری کی اصناف وہی ہیں جو برصغیر میں بھجن، گیت اور دوہروں کی شکل میں زمانۂ قدیم سے چلی آرہی تھیں۔ لیکن جب اس روایت کو استعمال میں آتے آتے تقریباً پانچ صدیاں گزر گئیں اور اس روایت میں نئی نسلوں کے نئے ذہنوں کی تخلیقی پیاس بجھانے کی صلاحیت باقی نہیں رہی اور اس روایت سے تخلیقی سطح پر جو کچھ لیا جاسکتا تھا لیا جاچکا تو نئے ذہن نے نئے راستوں کی تلاش شروع کی۔ بدلے ہوئے معاشرتی و تہذیبی حالات کے پیشِ نظر انھوں نے اب اُس ادب کی طرف دیکھا جو دربارِ سرکار میں پسندیدہ نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ اور جو نہ صرف اُن سے قریب تھا بلکہ ادب و شعر کی پختہ قدیم روایت کا بھی حامل تھا۔ اسی کے ساتھ فارسی ادب کی طرف رجحان بڑھنے اور پھیلنے لگا۔ ہمارے زمانے میں جو حیثیت نئے تخلیقی راستوں کی تلاش میں انگریزی و مغربی ادبیات کو حاصل ہے وہی حیثیت پہلے ہندوی روایت، اصناف و فکر کو حاصل رہی۔ اور پھر پانچ سو سال بعد یہ حیثیت فارسی ادب و اصناف کو حاصل ہوگئی۔ رد و قبول کا یہ فطری عمل ہے۔ امیر خسرو سے لے کر شاہ باجن اور نظامی تک اور نظامی سے میرانجی شمس العشاق برہان الدین جانم بلکہ ابراہیم عادل شاہ ثانی جگت گرو تک ہندوی روایت ہی کا دَور دورہ رہتا ہے۔ نویں صدی ہجری ہی فارسی

Scanned by CamScanner

اثرات مبہم دبے دبے داخل ہونا شروع ہوتے ہیں اور فارسی بحور و اصناف بھی خال خال استعمال میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اسلوب لہجہ اور ذخیرۂ الفاظ پر اب بھی ہندوی چھاپ گہری بلکہ غالب رہتی ہے۔ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ فارسی مثنوی کی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ اس کی بحر بھی "فعولن فعولن فعولن فعول" فارسی ہے لیکن بحیثیت مجموعی اسلوب و ذخیرۂ الفاظ پر ہندوی رنگ اتنا غالب ہے کہ فارسی بحر اور فارسی و عربی الفاظ کے وجود کا احساس مشکل سے ہوتا ہے۔ دسویں صدی ہجری کے اواخر اور گیارھویں صدی ہجری کے ابتدائی پچیس سال فارسی اثرات کے پھیلنے، بڑھنے اور مقبول ہونے کے سال ہیں۔ اس وقت فارسی ادب سے خوشہ چینی کرنے کا رجحان اتنا بڑھا کہ گیارھویں صدی ہجری کے ختم ہونے تک یہ واحد ادبی رجحان بن گیا، اور اسی کے ساتھ یہ طے ہو گیا کہ اردو زبان کا نیا اسلوب اب اسی اسلوب و روایت سے مل کر پیدا ہوگا۔ اسی رجحان کے ارتقا نے آگے چل کر اردو زبان کے اس عالمگیر معیار کو جنم دیا جسے آج ہم "ریختہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور جس کا سب سے بڑا نمائندہ "ولی دکنی" ہے۔ اسی کے ساتھ اردو زبان کا یہ نیا اسلوب برصغیر کے سارے علاقوں میں یکساں طور پر مقبول ہو گیا اور اردو زبان کے علاقائی روپ مثلاً گجری و دکنی وغیرہ اسی کے ساتھ تاریخ کی جھولی میں جا گرے۔ کدم راؤ پدم راؤ میں یہ رجحان اپنی ابتدائی شکل میں نظر آتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مثنوی میں جو زبان استعمال ہوئی ہے اس کا بنیادی ڈھانچہ، فاعل، فعل، مفعول کی ترتیب، مصرعوں کی ساخت، ضمائر اور افعال کا استعمال وہی ہے جو آج بھی اردو زبان کا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ مثنوی اردو زبان کی پہلی روایت کی نمائندہ ہے جس کا ذخیرۂ الفاظ، اسلوب، لہجہ آج کی زندہ اور بولی جانے والی زبان سے مختلف ہے۔ لیکن اگر اس کا مقابلہ آج کی اس زبان سے کریں جو ہندوستان کی ادبی کتابوں میں نظر آتی ہے اور جسے "ہندی"[1] کا نام دیا جاتا ہے اور جس میں سنسکرت کے تت سم الفاظ دوبارہ زندہ کئے جا رہے ہیں تو اس کا اسلوب جدید ہندی اسلوب سے مشابہ نظر آتا ہے۔ لیکن سوائے اس کے اس کی زبان وہی ہے جو آج ہم بولتے ہیں اور جسے اردو کے نام سے پکارتے ہیں مثلاً جب ہم یہ شعر پڑھتے ہیں تو ہمیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ ہم کسی بالکل مختلف زبان کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

جو کچ کال کرنا سو توں آج کر + نہ گھال آج کا کام توں کال پر
بھلے کوں بھلائی کرے کچ نہ ہوئے + برے کوں بھلائی کرے ہوئے توئے
نجے کی نجی بدھ مانے نہ کوئے + نجاں سو نجاں جے نبی پوت ہوئے

---

[1] ڈاکٹر منشی رام شرما نے لکھا ہے کہ "حالیہ زمانے میں انقلابی تغیر یہ ہوا کہ تمام آریائی زبانوں میں پھر سے قدیم ہند آریائی الفاظ (سنسکرت کے تت سم الفاظ سے مراد ہے) کا چلن ہوا"۔ دکنی زبان کا آغاز اور ارتقا ترجمہ غلام رسول ص۴ مطبوعہ آندھرا پردیش ساہتیہ اکیڈمی، حیدرآباد۔

کدم راؤ کہیا پدم راؤ سُن + کہ جے ساچ مانے کہوں آپ گُن

نہ اگلا سنبھالے کہ پچھلا کہاں + نہ پچھلا سنبھالے کہ اگلا کہاں

کہ جے بول میرا سُنے تیں کہوں + کہ جے نہ سُنے تِل گھڑی نہ رہوں

کہیا راؤ سُن دشت پر دھاں ابول + اٹھیا گرج یوں جیوں اُٹھے گرج ڈھول

جے جیسے کا جو ہوئے سو کر سکے + نہ بڑھی کیسرا کام باندر سکے

دھریا دھر پھیرے لوک کہتا پکار + دو دانا ہوا راؤ آکھور مار

نہ رو دوے کدھیں چور کی ماں پکار + رو دوے گھال گرُ مکھ کوٹھی منجھار

کدم راؤ جب بھول راد ان ہوا + ہوا ڈر ہوا ہو گیا باد ہوا

بچاریا ہری پنکھ کہتا اڑول + کہاں لگ اڑوں جانے کیدھر پڑوں

ہری پنکھ دیٹھا پدم راؤ ہوئے + پدم راؤ جانے نہ یہ کون کوئے

اکایک کہوں کیوں اپس نانو ہول + کدم راؤ ہیرا نگر کا سو ہول

جو جس گمتے کا دُود پیوے سو گمئے + ہوئی دیکھ باکھرا سے کاٹ کھائے

نہ فراش سقّا نہ توں مطبخی + کئی نانو دھر کیوں کہاٹے کئی

دو چتا نگر ساچ یک بول کہہ + کدم راؤ توں کیوں ہوا کھول کہہ

سبھی کھیل اُس کے کرن ہار دہ + کرنہار جوگی نہ کرتار دہ

پدم راؤ من میں دھریا ایک بات + کہ جس بات جیجے چڑھیا ناگ ذات

جو نیت کرے کام جے کچھ کوئے + اُسی کا بھلا بھی اُسی سات ہوئے

اس زبان میں اتنی خلیج بھی حائل نہیں ہے جتنی انگلش اور اولڈ انگلش میں حائل ہے۔

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں روزمرہ اور محاورہ کا استعمال کثرت سے ہوا ہے جس سے زبان کے ارتقاء اور چاٹ کا اندازہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ٹھکائی کرنا ـــــ کہیں بیس تجھے دیوں بار جگ + ٹھکائیں کروں جو کرے جگ ٹھگ ۵۰۹

گانٹھ باندھنا ـــــ ستم ایکسے گانٹھ باندھے جکوئے + کہ اس بدھ ہتیں کیوں ..... ہوئے ۵۰۳

کان پر انگلی دھرنا (دینا) ـــ جو آکھور کیرے کہوں کھول گن + تبیں کان انگل دھرے بات سُن ۵۵۲

پھول پھل ہونا ـــ بھلا دیکھ سنبھل برا دیکھ چھانٹ + کہ پھر پھول پھل ہوئے کتی کانٹ کانٹ ۹۰

یاد ہونا ـــــ گیا باد ہوا جیو تن چھوڑ بوجھ + بھوندا چلیا کرن لاگا اسو جھ ۲۳۶

Scanned by CamScanner

۷۳۵ ہوا ہونا ـــــــ کدم راؤ جب بھول راواں ہوا ✦ ہوا ڈر ہوا ہوگیا باد ہوا

۸۴۴ آنکھ بھر دیکھنا ـــــــ جو بونٹ اس دکھادے ..... ✦ جو بھر آنکھ دیکھے کہوں آنکھ پھوڑ

۸۶۰ میاں میں منھ ڈالکر دیکھنا ــ نہ پڑ آج تھیں توں اس ابھان منۂ ✦ تہیں دیکھ مُکھ گھال کر میاں منۂ

۶۹۰ بول اُٹھنا ـــــــ گیا راج تج جب اُٹھیا بول یو ✦ جو سیوٹ اٹھیا لوگ یو بول کہہ

۶۹۲ جوگ پڑنا ـــــــ نجانوں کہ تج جوگ یو کیوں پڑے ✦ کہ یو جوگ تج راؤ راجن اڑے

۳۹۴ باسی تواسی ـــــــ سو جوگی نہ ہوں ہوں جو باسی دھروں ✦ نہ باسی دھروں نہ تواسی دھروں

۲۴۲ کِل کِل ہونا ـــــــ جہاں تو لمیں پرکھ کِل کِل نہ ہوئے ✦ تہاں ہوئے کِل کِل جہاں نار دوئے

۲۰۶ سب کو ایک لکڑی سے ہانکنا۔ نہ سرباید کر دُود کوں ہین تاک ✦ سبھی استریاں ایک لکڑی نہ ہاک

۸۵۸ آسمان کے تارے توڑ لانا ــ گھر ابھی بہت جھونٹ نہ بول جوڑ ✦ جنگل دھرت آکاس تارے نہ توڑ

۸۵۴ آنکھ پھوڑنا ـــــــ ؍ جو بھر آنکھ دیکھے کہوں آنکھ پھوڑ

۸۶۴ کھول کر کہنا ـــــــ ؍ کدم راؤ توں کیوں ہوا کھول کہہ

۸۷۰ ناک کاٹنا ـــــــ ؍ بتولی دیا پو نچھتے کاٹ ناک

۸۷۴ سر چڑھنا ـــــــ ؍ سو بھیں آج منج سر چڑھیا پائے دھر

۷۶۱ ناک اونچی کرنا ـــــــ ؍ جناں ناک اونچی کرے باؤ بل

یہ صرف چند مثالیں نمونے کے طور پر میں نے پیش کی ہیں۔ ورنہ اس قسم کے سینکڑوں روزمرہ محاورات کے موتی پوری مثنوی میں بکھرے پڑے ہیں۔ یہی صورت ضرب الامثال اور کہاوتوں کی ہے۔ کچھ کہاوتیں ایسی ہیں جو فارسی سے ترجمہ ہو کر عام ہو گئی ہیں اور کچھ کہاوتیں ایسی ہیں جو صدیوں سے سینہ بہ سینہ چل کر ہم تک پہنچی ہیں۔ ذیل میں جو مثالیں میں دوں گا وہ آج بھی کم و بیش اسی طرح بولی جاتی ہیں۔

۱۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑ

۱۲۲ جو کچھ کال کرناں سو توں آج کر ✦ نہ کھال آج کا کام توں کال پر

۲۔ چھری سونے کی بھی ہو تو کوئی پیٹ میں نہیں مار لیتا

۱۷۰ چھُری ات کندن کی کہ سجے جوئے ✦ اسنگت نہ تس گھال لے پیٹ کوئے

۳۔ سانپ کا کاٹا رسّی سے بھی ڈرتا ہے۔

۱۷۱ ڈدھا سانپ کا ہوئے جے کا وڑی ✦ ڈٹے کیوں نہ وہ دیکھ پھاندا پڑی

۴۔ دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک مار مار کر پیتا ہے

بڑے سیانے کہہ کر گئے بول اچوک ✦ دُدھا دُدھ کا چھاچھ پیوے پھوک ۱۶۲

۵۔ چور کی ماں کوٹھی میں منہ ڈال کر روتی ہے۔

نہ رووے کدھیں چور کی ماں پکار ✦ رووے گھال کر مُکھ کوٹھی منجھار ۲۱۷

۶۔ کُتے کی دُم کبھی سیدھی نہیں ہوتی۔

جنتر گھال چھاچھ کس کھینچے جو کوئے ✦ نہ سیدھی کدھیں کوتری پُوچھ ہوئے ۱۹۸

۷۔ پانچوں انگلیاں کبھی ایک سی نہیں ہوتیں۔

۶ مہوسی کدھیں پانچ انگل سمان ۲۰۲

۸۔ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا

جیسا ادھ چھا دیہہ دے پیٹ بھر ✦ لے بِلی پھل چھینکا پڑیا ٹوٹ کر ۲۴۹

۹۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے۔

بڑے سیانے کر گئے گُن سگن ✦ گھیوں پیستے پیسیا جائے گُھن ۲۷۵

۱۰۔ سانپ بھی اپنے بل میں سیدھا چلتا ہے۔

سبھی ٹھانو جے سانپ کوڑھا چلے ✦ اپس ٹھانو دبھی سو سیدھا چلے ۵۶۲

۱۱۔ بغل میں چھری منہ پر رام رام

مردود دو رنگی جو ہے دھرستیں ✦ شکر در زبان اُستزہ آستیں ۶۲۵

۱۲۔ (۱) چھوٹا منہ بڑی بات (۲) چادر دیکھ کر پیر پھیلانا

نخیں منہ بڑا نہ قوالا اُچھاڈ ✦ پسار آپنا اوڑنا دیکھ پاؤ ۸۳۶

۱۳۔ تلوار کا گھاؤ بھر جاتا ہے زبان کا گھاؤ نہیں بھرتا

کھڑگ ماریا اوبری کے مرے ✦ سبد ماریا جیوم تپیا کرے ۸۶۶

۱۴۔ ایک در بند ہزار در کھلے

سنیا ہے کہ کرتار جس دیہہ جس ✦ تسے دوار بند ایک دے کھول دس ۸۹۲

۱۵۔ اپنا ہی سکہ کھوٹا تو پرکھنے والے کو کیا دوش

جب اپنا ہوا دام کھوٹا کہنگ ✦ کہیا پارکھی دوس دینا کا ڈھنگ ۹۰۶

Scanned by CamScanner

۱۶۔ جن کا منھ نہ دیکھا تھا اُن کے پاؤں دیکھنے پڑے۔

جنھیں مکھ دیٹھا تھا نہ راج + تنھن پائے دکھین پڑے منجھ آج ۸۲۳

۱۷۔ سب کھیل اس (اللہ) کے ہیں۔

سبھی کھیل اس کے کرنہار وہ + کرنہار جوگی نہ کرتار وہ ۸۲۵

۱۸۔ دُور کے ڈھول سہانے

کھلی جنسنے دور تھیں ڈھول ناد + برا وہ جو نیڑے کرے ڈھول ساد ۸۹۹

۱۹۔ مٹی میں ہاتھ ڈالے تو سونا بن جائے

جسے دیہہ سر بھاگ تو تس سرے + جو ماٹی پکڑ ہت سُنا کرے ۷۷۲

۲۰۔ بھاری پتھر تھا چوم کر چھوڑ دیا

جو پاتھر بسیں تھی اُٹھے تس اُٹھائے + اپس جو اُٹھے نا تسے چوم جائے ۷۷۹

ضرب الامثال اور کہاوتوں کی ایسی چند مثالیں جو فارسی سے جوں کی توں یا ذرا سی تبدیلی کے ساتھ اردو زبان کا حصہ بن گئی ہیں اور مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں ملتی ہیں۔

(۱) خشتِ اول گر نہد معمار کج + تا ثریا می رود دیوار کج

جو نیکا اُٹھے ترن بن رُکھ کوئے + سو سیدھا نہیں رُکھ بہ حسن نہ جوئے ۱۹۷

(۲) جان خوش تو جہان خوش

نہ سینا ہو لگ کر اس دہستان + سُکھی آپنا جیو تو سب جہان ۲۱۴

(۳) کند ہم جنس با ہم جنس پرواز + کبوتر با کبوتر باز با باز

پنکھیرو نہ ڈرے دیکھ کر آپ دنس + چڑی ل چڑی راو رل، ہنس ہنس ۲۳۱

(۴) خلق خدا تنگ نیست + پائے مرا لنگ نیست

نکل جاؤں سر اٹھ منج تنگ نہ + جہاں جاؤں سینار تو تنگ نہ ۷۵۵

(۵) نیکوئی با بداں کردن چنان است + کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

بھلے کوں بھلائی کرے کچھ نہ ہوئے + بُرے کوں بھلائی کرے ہوئے توئے ۸۳۹

(۶) چاہ کندن را چاہ در پیش۔

کہ جے کوئی کس تا نہ کھوٹے جے کوہ + بہی پڑمرے کود تس کرد وہ ۸۲۸

تلمیحات

جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں کہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں ہندو اسطور کا رنگ غالب ہے لیکن تلمیحات میں جہاں ہندو اسطور سے فیض اٹھایا گیا ہے وہاں اسلامی تلمیحات بھی موجود ہیں۔ ذیل کی یہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

بھلے تیں کہیا آج راماں منجہ + کہیا دیکھ توں کال ہنساں منجہ ۱۴۲
براہیم ادھم کہ جیوں چھوڑ راج + گیا راج تھل دے سنور آپ کاج ۲۱۵
کہ جے رام کے یار ہنونت تھا + نہ تجہ سار کا اوہ ہنونت تھا ۵۸۰
نہ منجہ دھیر ایوب نہ نوح نانو + نہ منجہ درب قاروں رکھوں کت ٹھانو ۶۸۵
دھرم بھیم سہدیو ارجن چپل + اکسل کروں پانچ پانڈو کھکل ۷۶۱
کروں بن کتک توں سوچ تجہ کام + نہ ہنونت ستے نہ لکھن نہ رام ۶۶۸

مرہٹی زبان کے اثرات

"چ" تاکیدی اور حرف انکار "نکو"

شمال سے جب اردو زبان اپنی قدیم شکل میں دکن پہنچی اور وہاں کی مقامی زبانوں سے اس کا واسطہ پڑا تو اس میں ان زبانوں کے الفاظ اور لسانی خصوصیات بھی در آئیں۔ اس پر سب سے زیادہ اثر مرہٹی کا پڑا۔ اس کی بنیادی وجہ یہی کہ مرہٹی ہند آریائی زبان تھی اور اس کے الفاظ اس میں آسانی سے گھل مل کر ایک ہو سکتے تھے۔ "چ" کا لاحقہ (" ہی" کے معنوں میں) مرہٹی میں استعمال ہوتا ہے۔ وہاں سے اُردو میں آگیا اور دکنی اردو کی پہچان بن گیا۔ کدم راؤ پدم راؤ میں مجھے دو شعروں میں یہ لاحقہ "چ" تاکیدی نظر آیا۔

گھرے کوئی اُچھا رنا چار پاپ + نہ بھاوے مجھے وہ جو میراچ باپ ۲۲۸
اکایک کہیا تو تجہ میراچ سیکھ + دھنور بدیا میں دیا تدہ بھیک ۵۵۴

اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دکن میں قدیم اُردو نے "چ" کے لاحقے کو اپنے ابتدائی دور ہی میں قبول کر لیا تھا۔

اسی طرح لفظ "نکو" جو حرفِ انکار ہے، مرہٹی سے اُردوئے قدیم میں آیا اور آگے چل کر "چ" تاکیدی کی طرح دکنی اردو کا کلیدی لفظ بن گیا۔ نظامی کے ہاں بھی یہ ایک جگہ ملتا ہے۔

ڈھٹائی نکو کر..... جیو دھیٹ + نہ جیو تے بہن ڈر نپٹ جے ایٹ ۸۲۵

مرہٹی کے اور بھی بہت سے الفاظ اس مثنوی میں موجود ہیں۔ ایک جگہ نظامی نے مرہٹی سبد کا حوالہ بھی دیا ہے۔ وہ

شعر یہ ہے۔

سبد رتن جے کیہنے ایک چت ۔ کرے آپ سے داس را دان گت ۔۳۰

پنجابی کا اثر

اُردو اور پنجاب کا تعلق ابتدا سے نہ صرف گہرا رہا ہے بلکہ پنجاب اردو کا پہلا گہوارہ ہے۔ اسی لئے پنجابی کا اثر قدیم اُردو پر بہت نمایاں ہے۔ نہ صرف اسمائ افعال وغیرہ پر یہ اثر واضح ہے بلکہ اردو کے پہلے بنیادی لہجہ کی تشکیل میں بھی پنجابی نے سب سے اہم کردار ادا کیا ہے۔ کدم راؤ پدم راؤ میں بھی یہ اثرات گہرے اور نمایاں ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں ملاحظہ ہوں جن سے اردو، پنجاب اور پنجابی کے قدیم رشتے پر روشنی پڑتی ہے۔

آنیں ۔ آنا، لانا	۶	ہنیں ساکھ ہو کر نہ آنیں دوئی	۴
	۶	بڑا دُکھ آنیا شرع کی ادان	۳۰
دِیسے ۔ دکھائی دے	۶	جو مجہ ایک دِیسے سو منداں تجہ	۹
سنوتے ۔ پنجابی طرز تخاطب	۶	سنوتے فخر دیں تو بسر آنکھیا	۲۸
کیتا ۔ ماضی مطلق کی شکل	۶	بنی بیر منہ دند کیتا بنار	۲۸
لوڑے ۔ لوڑنا، ضرورت کھنا و تلاش کرنا	۶	فلک بیچ لوڑے جے سر سبجری	۱۰۴
	۶	بھلا لوڑیے کوئی جے دے ادھار	۲۲۳
نیکا ۔ چھوٹا	۶	جو نیکا اُٹھے ترن بن دُکھ کرے	۱۹۷
چھوڑسی	۶	نہ تھک تھک پنا چھوڑسی جگ ٹھگ	۲۰۰
ہنوسی	۶	ہنوسی کدھیں پانڈر پنک لگ	۲۰۰
کدھیں	۶	ہنوسی کدھیں پانچ انگل سمان	۲۰۲
رہسی ۔	۶	نہ رہسی جو دیسے کچھو نقش نانو	۲۱۷
اَگ ۔ آگ	۶	کپٹ بھاؤ تیں مجہ اُٹھے سیس اگ	۲۲۹
دوجا ۔ دوسرا	۶	جو دوجا نہ دیکھے پُرکھ تب لگ	۲۳۰
آکھے	۶	کدم راؤ آکھے سنی بات دھن	۲۵۱
آن	۶	کوئی جے سبے بھوک گر آن رہس	۲۸۱
سوں ۔ قسم	۶	نزادھار کی سوں اُدھر کہ کھول	۳۳۷

Scanned by CamScanner

بہرے = باہر	ع	نہ آؤں بہر مکہ تجہ مکہ بول	۳۳۷
آڑسی	ع	نہ پرگور میں توں رہن آڑسی	۳۹۷
بدل = بادل	ع	پڑے کیوں نہ بجلی بدل سیں ٹوٹ	۵۲۱
نگرسوں	ع	نگرسوں تدر دای دیوں اتال	۵۹۰
جاسوں	ع	ترے پائے تیں چھوڑ جاسوں کہیں	۶۲۸
بارسی	ع	رہے راج تیں دیکھ کیوں بارسی	۷۴۲
پچھیں	ع	اُجا سیں پچھیں سر یا دوے پلٹے	۷۱۹
گراس	ع	جو اٹاس لائے وہی سنجھ گراس	۸۲۵
اکھیاں = آنکھیں	ع	جو اکھیاں تجے ہوئے آنکھوں تجے	۸۳۶
ویل = وقت	ع	سبا روں تسی ویل کے سب بجن	۹۱۵

یہ میں نے یہاں چند مثالیں دی ہیں ورنہ مثنوی کے مطالعے سے ان اثرات کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ اثرات شاعری کے مزاج میں، لہجہ میں، ذخیرۂ الفاظ میں کثرت سے نظر آتے ہیں۔

گجراتی اثرات

اسی طرح اس مثنوی کے زبان و بیان پر، افعال و ضمائر، واحد جمع کے طریقوں پر مختلف زبانوں مثلاً کھڑی بولی، برج بھاشا، ہریانی، راجستھانی وغیرہ کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں جن پر ہر پہلو سے لسانیات کو کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اردو زبان پر مختلف زبانوں کے اثرات اور رتعت کی تصویر سامنے آسکے لیکن یہاں میں صرف گجراتی، سرائیکی اور سندھی کے اثرات کی نشاندہی کروں گا۔ ذیل میں گجراتی اثرات کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

جے	ع	تری ایک میں جے تکو کموں ہوئی	۲۳۹
سہدیس نا		جو کچھ میں کہیا بھید سہدیس نا	۳۱۸
پردیس نا		کہوں اب کچھ بھید پردیس نا	
انے	ع	بجر انگ انجن انے بند دھار	۳۸۳
سانہہ	ع	کھلیں جانیا راؤ تس ویل سانہہ	۹۰۷
باپڑا = غریب، بیچارہ	ع	کہیں باپڑا نا رہوں جان کال	۶۵۰
بیجو = دوسری مرتبہ، بعدم		نہ بیجو کیرا ہیسر جھگڑ دھروں	۶۳۱

Scanned by CamScanner

پونگڑا ء لڑکا، بچہ	؏	پچھو پونگڑا کھانے جن بیچ مائے	۱۵۰

اسی طرح "ترت" "دوجے" پچھو اور بہت سے دوسرے الفاظ اس مثنوی میں ملتے ہیں۔

سرائیکی، سندھی اثرات

اس مثنوی میں آخری حرف پر "زبر" عام طور پر لگایا گیا ہے یعنی آخری حرف متحرک آواز دیتا ہے۔ اردو زبان نے اس قاعدہ کو بعد کے دور میں ترک کر دیا اور اب "ہندی" میں بھی اسے تیزی سے ترک کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے لیکن سندھی میں یہ قاعدہ آج بھی رائج ہے۔ سندھی اثرات کی یہ چند مثالیں دیکھیے:

کے (سندھی کھے) یعنی کو ء	؏	تلن کے کیا اوپج تل بھر تھیں	۲۱۰
گھُرے یعنی مانگے، چاہے ء	؏	گھُرے کوئی اُچپار ناچار پاپ	۲۲۸
	؏	دھنی راج کوں پیونان تد گھُرے	۳۲۵
کے یعنی سے	؏	اکھرنات پرمان سے راو کے	۴۷۲
اچے یعنی ہو، آؤ	؏	سکھی راج توں اُچے چھتر راج کر	۹۰۷
منجھار ء میں، درمیان میں	؏	رودے گھال کر مکھ کوکی منجھار	۶۱۷
ترلی	؏	ترلی کیوں کرے وہ دوانا کنھال	۸۴۰
تلہار ء نیچے	؏	نہ منجھ سدھ اوپر نہ تلہار سدھ	۹۴۰
منجھار	؏	تدھاں تھیں رہیا راؤ پچھے منجھار	۱۰۱۷
باہ ء آگ	؏	کر مکھ پھول دے جیئے باہ ہول	۲۹۵
گال یعنی بات، گالی	؏	کر داواں گیا آج منجھ دیہہ گال	۵۱۱
ہیّن ء دل	؏	نہ میرے ہیّی سدھ نہ سیس بدھ	۹۴۰
ادبھا ء سندھی میں اُبھا	؏	کنڈل پھیر ادبھا ہوا سرد بن	۹۳۳
اُچا ء اوچے، اونچا کیا	؏	اُچا سیس باہر کئی یک نہ بات	۹۳۵

کدم راؤ پدم راؤ کا ایک "مصرع" ہے

؏ نہ چنتا کریا ناگ اس بھاؤ توں

"کریا" یہاں صیغۂ امر ہے اور "کر" کے معنی دے رہا ہے۔ کریا یعنی کر آج بھی سندھی میں مستعمل ہے۔

جس طرح ان زبانوں سے، جن کی مثالیں میں نے اوپر دی ہیں، اردو کا تعلق قدیم رہا ہے اسی طرح برج بھاشا

Scanned by CamScanner

کھڑی بولی، ہریانی، راجستھانی اور دوسری بہت سی زبانوں کے اثرات بھی اس مثنوی میں ملتے ہیں۔ اب جب کہ یہ مثنوی شائع ہو رہی ہے اور آسانی کے ساتھ سب تک پہنچ سکتی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل علم اور ماہر لسانیات اردو زبان وادب کے اس قدیم ترین نمونے کا تجزیہ کرکے اردو زبان کے ارتقا کی داستان سنائیں۔ اس کے تجزیہ اور مطالعے زبان کے ارتقا کی بہت سی گم شدہ کڑیاں مل سکیں گی۔

اسم فاعل

قدیم اردو میں مصدر پر "ہار" یا "ہارا" لگانے سے اسم فاعل بناتے ہیں۔ اس کی سب سے پہلی شکل کدم راؤ پدم راؤ میں ملتی ہے۔ سندھی و پنجابی میں اب بھی یہ صورت رائج ہے جیسے منگنہارو یا منگنہار، دینہارو یا دینہار۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

دینہار = دینے والا	؎	بروبر دنہ جگ تہیں دینہار	۱
رچنہار = بنانے والا خالق	؎	رچنہار انگھے جنہار توں	۳
رہنہار = رہنے والا	؎	رہنہار بچیں رہنہار توں	۳
کہنہار = کہنے والا	؎	نظامی کہنہار جس یار ہوئے	۲۸
سنن ہار = سننے والا	؎	سنن ہار سن نغز گفتار ہوئے	
کرنہار = کرنے والا	؎	کرنہار توں، باج تجھ کس کہوں	۷۸۳
		سبھی کھیل اس کے کرنہار وہ	
		کرنہار جوگی = کرتار وہ	۸۷۵

لاحقے

اردو نے سابقوں اور لاحقوں کے سلسلے میں فارسی کے علاوہ برصغیر کی بہت سی زبانوں سے فیض حاصل کرکے اپنے دامن کو وسیع کیا ہے۔ اس مثنوی میں "پن" لگا کر بہت سے لاحقے بنائے گئے ہیں۔ بعض علما کا خیال ہے کہ پن سنسکرت سے آیا ہے لیکن اردو میں یہ سنسکرت سے نہیں بلکہ اپ بھرنش کے ذریعہ داخل ہوا ہے۔ کدم راؤ پدم راؤ میں اس کی یہ شکلیں ملتی ہیں۔

بھاؤپن	؎	کہیا ناگ دھرتن گیت بھاؤ پن	۱۰۷
دھنورت پنی	؎	برے گھات کا کام دھنورت پنی	۳۱۱
ترن پن	؎	ترن پن بھلا کچھ جگ پت ہوئے	۳۹۳

ٹھک ٹھک بنا	؏	نہ ٹھک ٹھک بنا چھوڑ دسی جگت ٹھگ	۲۰۰
سنگت پن	؏	ملاوے سبھا وک سنگت پنی	۳۱۲
میتر پنا (دوستی)	؏	سرب نول میتر پنا جد گھرے	۳۲۵
جان پن	؏	جو انجان کوں دیبہ توں جان پن	۱۰۰۳
بال پن	؏	سو کوئی جان جانے نہ بجھ بال پن	۱۰۰۳

سابقے

قدیم اُردو میں "سابقوں" کی کئی شکلیں ملتی ہیں۔ بعض الفاظ پر "پر" لگا کر، بعض پر "نر" لگا کر، بعض پر صرف "ن" لگا کر، بعض پر "ک" لگا کر با معنی لفظ بنائے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ سنسکرت میں بھی رائج رہا ہے اور پراکرتوں اور اپ بھرنشوں میں بھی۔ ان کی چند شکلیں جو مجھے مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں ملیں، یہ ہیں:۔

"پر" لگا کر

پرنار	ء	دُنیا میں بڑا کام پرنار سنگ	۱۰۰
پردار	ء	کہوں آن پردار کبھلا کروں	۸۹
پرمکھ	ء	نہ پرمکھ کھائیں کوئی تن اگھلے	۵۹۴
پرچال	ء	جو چال آپنی چھوڑ پرچال جائے	۷۴۳
پردیس	ء	کہوں اب پرکھ بھید پردیس نا	۳۱۸

"ک" لگا کر

کڈھنگ	ء	کر اس تھیں بُرا کچھ نا ہیں کڈھنگ ؎	۱۰۰

"ن" لگا کر

نروپ	ء	نروپ یوں دیا رائے پردھان کوں	۷۴
نرس	ء	سوا جتر بھلا کد نہ دیسیں نرس	۶۱۴
نسنگ	ء	مناتی کئی پنکھ طوطے نسنگ	۸۲۰
نکھنڈ	ء	پرن دیبہ مکھ آج نکھنڈ رات	۱۳۲

"نر" لگا کر

نردھار	ء	جسے ایسا گوسائیں نردھار ہوئے	۸۹۵

؎ مزید مثالوں کے لیے دیکھیے فرہنگ حرف "ک"۔

نراسی ، سوے باز آندھی نراسی کہ بان ۸۸۴

نرجیو ، گھڑی کھانڈ لگ دیکھ نرجیو کر ۹۹۳

نرملا ، سدا...... تھا بول تجہ نرملا ۶۲۹

"کو" لگا کر

کونگ ، حب اپنا ہوا دام کھوٹا کونگ ۹۰۶

کوبھیس ، کہ دیس آپنا دیکھ منڈول کو بھیس ۸۹۶

الف لگا کر (نفی کے لئے)

اوگھڑ (بغیر گھڑا ہوا ، ناتراش) ، پرا دگھڑ سبد فرنسی کیوں رہوں ۶۴۷

اچل ، نہ چلنے والا ، اچل جے...... راتے تجہ راتے پے ۶۹۹

ابھاگ ، بدقسمتی ، تہیں دیہہ ابھاگ توں دیہہ بھاگ ۷۷۱

اکھاناں ، نہ کھانا ، اکھاناں رہے نیوں نہ تجہ سنوزکر ۷۷۰

اسی طرح ادچنا ، اچیت ، اپار ، اچک ، اڈھل ، اسنگت ، اکھاڈ ، اوشکن وغیرہ الفاظ بھی مثنوی میں آئے ہیں۔

نون غنہ کا استعمال

اس مثنوی میں فعل ، حرف ، اسم وغیرہ کے آخر میں ن کا استعمال کثرت سے ملتا ہے ۔ زبان کے ارتقا کے ساتھ ساتھ یہ استعمال کم ہوتا گیا نہ صرف ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی کے ہاں نون غنہ کا استعمال (گو دورِ قدیم کے مقابلہ میں بہت کم) ملتا ہے بلکہ محبت خان کی مثنوی "اسرار محبت" تک یہ استعمال نظر آتا ہے ۔ جدید اردو میں اسے ترک کردیا گیا ہے اس سے الفاظ کی ادائیگی نسبتہً آسان ہوگئی اور بولنے میں روانی پیدا ہوگئی ۔ کدم راؤ پدم راؤ سے یہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

، سوں توں شاہ گھنبیر گڑ وا کبیر ۶۸

، اچنتیں توں بولساں بدھ نہ ۶۹

سو بولیا تجے جو نہ تھا بولناں ، اتاں لیک سنجری رہیا کھولناں ۱۲۶

کہی بات راتیں کہ تجہ چھاڑ بل ، ہمیں جیوناں جسرم تجہ جیا ڈتل ۱۵۲

نہ اب بھتیں کسی نار تپساؤ ناں ، نہ تپساؤ ناں نہ تمے راؤ ناں ۱۶۵

گھڑی کھانڈ کا سکھ مد پیوناں ، خسادی کیرا دکھ لے جیوناں ۳۲۳

اکھر سیں تن راؤ بچپتاؤ ناں ، کرکت ڈھنگ اپ راج چلواؤ ناں ۱۸۵

Scanned by CamScanner

نال ایک اپکار کرناں لگے ٭ کر جس تھیں سنبھال آپ رہناں لگے

اسی طرح انفی آوازیں بھی تلفظ کا حصہ بن کر استعمال میں آئی ہیں۔ کھڑی بولی، برج بھاشا، اودھی میں عوام کی زبان پر یہ آج بھی چڑھی ہوئی ہیں لیکن جدید اردو نے انفی آواز کو ترک کر کے تلفظ کو سہل کر لیا ہے۔ یہ چند مثالیں مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" سے ملاحظہ ہوں:

گھانس۔ گھاس	؏	روئی گھانس تھیں آگ جھانپی نہ جائے	۱۸۳
اُڑنتا۔ اُڑتا	؏	اُڑنتا پکھیرو دھرے دل اداس	۲۳۱
جھونٹ۔ جھوٹ	؏	اُڑائے گئے دھر جری جھونٹ کر	۵۷۲
شنک۔ شک	؏	نہ اس بھاؤ شنکا دھردل ہوں نہ شنک	۱۸۴
پونچھتے۔ پوچھتے	؏	تبولی دیا پونچھتے کاٹ ناک	۸۷۰
ڈھانک۔ ڈھاک	؏	نہ ہر چھپاک کا چند کوں آؤ ڈھانک	۳۰۷
منجھ۔ مجھ،مجھ	؏	کراب بھین تھیں منت منجھ پیہ بھاگ	۲۵۶
بونٹی۔ بوٹی	؏	نہ جھاڑی نہ بونٹی ڈرے باؤ کوں	۳۱۶

جمع کی شکلیں

نظامی کے ہاں جمع بنانے کی ایک شکل تو وہی ہے جو قدیم اردو میں عام طور پر ملتی ہے یعنی "اں" لگا کر جمع بنائی جاتی ہے اس کی چند مثالیں اس مثنوی سے درج کی جاتی ہیں۔

؏	جہ اپڑے کچھو دیس جیلاں اکھائیں	۱۲۹
ڈھنڈورا پھرا دے گلیاں کوچیاں ٭ کراواں گیا راؤ دے کالیاں		۵۸۷
پڑی کھلبل سندریاں رانیاں ٭ تل اوپر ہویاں واسریاں چیریاں		۹۵

اس کے علاوہ چند شکلیں یہ بھی ملتی ہیں۔

کھیلتیں	؏	اسنگت دیٹھے کھیلتیں لانپ جھانپ	۱۵۸

قدیم اردو کے لحاظ سے یہاں جمع "کھیلتیاں" کے بجائے بالکل اسی انداز سے ملتی ہے جیسے آج بھی اردو میں رائج ہے۔

ایک اور شکل یہ ہے کہ "گنوار" (جاہل، گاؤدی) کی جمع "گنواریں" بنائی گئی ہے۔

؏	گنواریں کرے کن میں بدھ کوں	۲۶۵

Scanned by CamScanner

اس کے علاوہ ایک شکل یہ ہے کہ "ن" لگاکر جمع بنائی گئی ہے۔ مثلاً پردیسی کی جمع پردیسین ۔

ع	جو پردیسین کتی ڈرے وہ نڈان	۳۰۱

اسی طرح "اکھر" (لفظ) کی جمع "اکھرن" ملتی ہے۔

ایک اور جگہ "کاندھا" (کندھا/شانہ) کی جمع "کاندے" ملتی ہے:

ع	چلیا پالکی جانے کھاندے کہار

زبان کا یہ وہ دور ہے جب مختلف زبانوں کے اثرات ایک ساتھ کام کر رہے تھے اور سب کے سب زبان میں رائج تھے۔ اسی لیے یہاں بھی پنجابی، راجستھانی، کھڑی اور برج بھاشا وغیرہ کے اثرات ساتھ ساتھ نظر آرہے ہیں۔

ضمیر، اسم ضمیر اور دوسری شکلیں

یہی صورت ضمیر اور اسم ضمیر میں نظر آتی ہے یہاں بھی مختلف اثرات ساتھ ساتھ کام کر رہے ہیں۔ کدم راؤ پدم راؤ سے ضمائر کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

سوں (سی) = وہ	ع	سوں توں شاہ گنبھیر گڑھوا کبیر	۶۸
تیں، توں = تو	ع	قلم گیان سوں تیں لکھیا جگت جگ	۵
تمھیں = تم	ع	تمھن سبت دے پان سبت آپ کر	۴۱۱
ہموں، میں = میں	ع	نہ ایک ڈر دل ہوں نہ پایک ڈردل	۸۶
	ع	جو میں پائے دھر یا تھا بھیں اُپر	۸۶۴
ہمیں = ہم	ع	ہمیں کون مانس جو کارن ہمن	۳۴۴

چند اور مثالیں

تس	ع	نہ گھٹیں پڑے پائے تس کا چتال	۲۶
تنھن	ع	جو میں نہ کہیا تو تنھن دور کر	۸۰
ہمن	ع	ہمن بل بنے گا نہ پی بل سوا	۳۹
تنھوں	ع	کہ ہموں نہ تنھوں میں تجے لیکھیا	۸۹
ایہہ	ع	ہرا کر ذکر ایہہ کدم راے تئے	۱۰۸
ہمن ۔ تمن	ع	کہ کارن ہمن بھوگ رہناں تمن	۳۴۴

Scanned by CamScanner

تن	ع	بساتی کی تن بپسر بات گت	۳۰۷
تہاں	ع	تہاں اج جسم پال رکے سوکوں	۳۰۵
جے	ع	کر جے ولساں جوتے نہ پوں دوں	۴۶

حرف کی چند مثالیں

تگ = تک	ع	سکا یا قلم بھاگ لکھ جزم تگ	۵
تھیں = سے تھی، ای = سے	ع	کیا جگ مگا تا اُدھک سور تھیں	۱۱
تے = سے	ع	نہ پورن لکھن تد توحید تے	۲۳
منہ مانہ ماں = میں	ع	بنی جیر منہ دند گیتا جبار	۳۹
تے = پر	ع	بنی یار سکے یار تے جھار جھار	۴۳

اسی طرح حرف کی اور بھی مختلف شکلیں ملتی ہیں۔

سیتی = سے	ع	چلو پیار سیتی جو پر کور دِشٹ	۱۶۹
ستیں = سے	ع	مردہ ددسنگی جو ہوتے دھر ستیں	۴۲۵
لگوں = تک	ع	رہیا پالگوں کال ہو کر بجبار	۱۱۵
تد = تب بھی / پھر بھی	ع	نہ پورن لکھن تد توحید تے	۲۳
جد = جب	ع	تزب نول میتر پنا جد گھرے	۳۲۵
جدکد = جب کبھی	ع	کہ جنکار سی راؤ منجھ جد کد	۲۶۹
جدھاں = جب کہ	ع	جدھاں سمند سر جیانہ کتا تد تتیں	۳۸۱
سے = سے	ع	سنور فخر دیں اب کسی سنور سے	۵۰
کیرا = کا (مذکر)	ع	مچھندر کیرا پوت۔ آکھور نات	۳۶۶
کیری = کی (مونث)	ع	ڈھنڈورے کیری شدھ چندگا وجائے	۴۰۶

جنے = جو، جن   جو ایک سیت پاکر کھانے جنے ۔ نہ کپا نہ پکا بجھانے جنے   ۴۰۷

صفتِ عددی (گنتی) کی یہ شکلیں ملتی ہیں جن میں سے بیشتر معمولی تغیر کے ساتھ آج بھی رائج ہیں:

بیس = ایک   ۶   بیس بہت کھنڈا، بیس بہت دان   ۳۷

بیس کے علاوہ ایک اور بیک بھی ملتے ہیں۔

دش	۶	تپے دوار بند بیک دے دش کھول	۸۹۲
سنتر = ستر	۶	جو سنتر جگا لیہ اسی جگ بس	۸۸۳
سسنتر = ستتر	۶	سسنتر نگر دان دیوں اسے	۵۰۰
سو = سو	۶	جو جوبن گئے یہ بیے سو برس	۶۱۴
سہس = ہزار	۶	کون جیئو سا گر سہس رائے دوے	۳۴۳
دس لاکھ		کیوں ایک نہ جے سنوں دش لاکھ	۷۰۰
دس لک = دس لاکھ	۶	جہاں دش لک دھر ..... کھتری	۶۴۵
سہسر = ہزار	۶	سہسر پائے منہ جانے جے ایک پائے	۸۴

ایک اور جگہ لاکھوں کے لئے لکھاکوں آیا ہے:

۶   تری ایک میں جے لکھا کھوں ہوئی   ۲۳۹

فعل و متعلقاتِ فعل

جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کدم راؤ پدم راؤ کی زبان سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ زبان شمال سے گئی اور دکن میں پھیل کر عام زبان بن گئی۔ اور تقریباً سوا سو سال کے عرصے میں وہاں کی زبانوں کے اثرات کو اس طرح جذب کر لیا کہ وہ خود اس کا حصہ بن گئے۔ دوسرے یہ کہ یہ اثرات کدم راؤ پدم راؤ میں ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ صورت اسمار میں بھی نظر آتی ہے، حروف، ضمائر میں بھی اور یہی صورت فعل و متعلقاتِ فعل کے ساتھ ہے۔ اب اُردو مصدر کی عام پہچان یہ ہے کہ مادّے سے مصدر بنانے کے لئے "نا" لگا دیتے ہیں جیسے کرنا، کھانا، پینا وغیرہ۔ کدم راؤ پدم راؤ میں مصدر "ناں" کے ساتھ ملتے ہیں۔ یہ شکل آج بھی پنجابی میں رائج ہے۔ چند مثالیں "کدم راؤ" سے دیکھئے:

بولناں = بولنا	۶	سو بولیا تجھے جو نہ تھا بولناں	۱۲۶
کھولناں = کھولنا	۶	اتال ایک سنجری رہیا کھولناں	۱۲۶
کرناں = کرنا	۶	اتال ایک اپکار کرناں لگے	۵۰۷

رہناں = رہنا ؎ کر جس تھیں سنبھال آپ رہناں لگے ۵۰۷

دوسری صورت مصدر کی یہ ملتی ہے کہ مادّہ کے ساتھ حرف "ن" کا اضافہ ہوتا ہے۔ یہ شکل برج بھاشا میں بھی ملتی ہے۔ اور پنجابی وغیرہ میں بھی۔ مصادر کی یہ شکل مثنوی کدم راؤ میں کثرت سے نظر آتی ہے۔ اس صورت سے مصدر بھی بنائے جاتے ہیں اور مضارع و امر بھی۔ ملی جلی مثالیں یہ ہیں:

پڑھاون = پڑھانا ؎ کوا کھیب راواں پڑھاون کتائے ۵۸۵

مرن = مرنا ؎ ہری پنجھ کا جنے کت گئو مرن ۵۹۳

اُڑن = اُڑنا ؎ نکل آج ہنوں توں کر سدھیں اُڑن ۵۹۳

کرن = کرنا ؎ نہ مرباد توں چھوڑ ادگن کرن ۵۹۶

دھرن = دھرنا ؎ کنک لے چلیا سات رداں دھرن ۵۹۷

گُن = جانا ؎ نہ ہنوں چھوڑ تجہ پائے کرسوں گُن ۶۲۴

بچارن = سوچنا ؎ بچارن جتے رائے ایسا بچار ۵۹۸

ترن = تیرنا ؎ کدم کون گنڈا جو سکے ترن ۷۸۱

اسی طرح امر و مضارع کے صیغہ کی یہ شکلیں ملتی ہیں:۔

ساکھ = قیاس کر ؎ سیوا ساکھ اُس بول جو مچ کہیا ۲۹۶

دھرے ؎ بھوندا دھرے من بہت دشٹ بھاؤ ۲۹۳

کریں بھی کر ؎ نہ چنتا کریں ناگ اُس بھاؤ توں ۳۰۵

تھاویں = حاصل کریں ؎ تھاویں نبی سال دھر ردم دے ۴۰

پیریں
کھائیں ؎ ہمیں کیا جو اس کا نہ پیریں نہ کھائیں ۱۱۴

کر ؎ گسائیں ہمیں جیب تجہ سنود کر ۲۵

دیہہ = دے ؎ چلے جگت اس تھیں ایسے دیہہ دھیر ۳۵

دیوں = دے ؎ کہوں بول کا بول دیوں اُتر ۱۵۴

دِکھلاؤ ؎ کسی ادبخ دکھلاؤ تل کھینچ لے ۱۸۰

"کدم راؤ پدم راؤ" میں سی کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ یہ استعمال بعد کے دور میں کم ہوگیا۔ پروفیسر

محمود شیرانی کو سب رس میں "سی" مستقبل کا استعمال باوجود تلاش کے صرف چار جگہ مل سکا۔[1] ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے لکھا ہے کہ لاہور کی پنجابی میں آج بھی "سی" بجائے مستقبل کے ماضی مطلق کے امدادی فعل "تھا" کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔[2] مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں سی اور "سوں" کی چند یہ شکلیں ملتی ہیں۔ اس میں امر و مضارع کے صیغے بھی شامل ہیں اور فعل مستقبل بھی۔

چھوڑسی = چھوڑتا ہے، چھوڑے گا ع نہ تھک تھک بنا چھوڑسی جگ ٹھگ ۲۰۰

رہسی = رہے گا ع نہ رہسی جو دیسے کچھو نقش نانو ۲۱۰

دھکسی = بھڑکتا ہے، غصہ کرتا ہے۔ ع کرجے دھکسی رائے دھن منجہ پہ ۲۶۶

سانچسی = سچ سمجھے ع نہ خد بیچ کر کوئی دھن سانچسی ۳۲۶

کرسوں = کروں۔ کرسکتا ہوں۔ ع نہ موں چھوڑ تجہ پاتے کرسوں گمن ۴۲۴

نکرسوں = نہ کروں گا۔ ع نکرسوں تد ردان دیؤں امال۔ ۵۹۰

نہوسی = نہ ہوگا۔ نہیں ہوتا۔ ع نہوسی کدھیں ..... پنک لک ۲۰۰

ہنکارسی = بلاوے۔ بلاوے گا، بلاتا ہے ع کہ ہنکارسی راؤ منجہ جد کد ۲۶۹

ہارسی = ہارتا ہے، ہارے۔ ع رہے راج توں دیکھ کیوں ہارسی ۶۱۳

مضارع و امر کی دوسری شکلیں

نکھن = نکھیں ع نہ پورن نکھن تد توحید تے ۲۳

سنن = اگر سنیں۔ اگر سنیں گے ع سنیں رائے زکھنڈ تجہ رائے پن ۵۱۷

جلو = جلے (جلنا سے) ع جلو جیب منجہ جو برا تجہ کہوں ۶۲۷

فعل حال کی یہ شکل بھی عام طور سے ملتی ہے۔

کہوں = میں کہوں ع کہوں جے سنے راؤ اُن کا بچار ۱۷۷

کہوں = کہتا ہوں ع دلے ہوں کہوں دیکھ اُس کا نیاؤ ۱۷۸

فعل کی ایک اور شکل یہ ہے:

---

[1] مقالات حافظ محمود شیرانی جلد اول ۱۹۶۶ء مجلس ترقی ادب لاہور

[2] جامع القواعد (حصہ صرف) ۱۹۷۱ء مرکزی اردو بورڈ۔ لاہور

Scanned by CamScanner

کہن نہ سکے	۶	کر کہوں .... کچلی کہن نہ سکے	۷۰۵
رہن نہ سکے	۶	اپس بھاؤ تے تیں رہن نہ سکے	۷۰۵
بولی سکے ۔	۶	نہ بولیا جو ہے بول بولن سکے	۷۸

فعل جمع

اتھیں = اتھی کی جمع (بمعنی تھی)	۶	جو جو ہی اتھیں بہت	۱۹۴
اہیں = اہے کی جمع (بمعنی ہے)	۶	جہاں تجہ پسیوا انکھ بہتے اہیں	۹۳۸

مرکب افعال

کدم راؤ پدم راؤ میں اس کی عام شکل یہ ہے کہ دیسی زبانوں کے الفاظ — اسم، حاصل مصدر وغیرہ کے ساتھ فعلِ امدادی لگا کر مرکب فعل بنایا گیا ہے۔ مثلاً

دکھاون سکوں	۶	دکھاون سکوں بول دینہ منہ بنود	۳۵۹
کرن لاگا ۔	۶	بھونڈا چھلیا کرن لاگا اسو جھ	۷۳۶
بنتی کرن ۔	۶	ین انکھیں ہنکاریں نہ بنتی کرن	۶۱۰
بلند اکرن (دو منزلہ بنانا)	۶	بلندا کرن گھر کہن تیں کٹاؤں	۸۴۰
دیکھین پڑے ۔	۶	تخن پائے دیکھین پڑے منجہ آج	۸۷۳
ہنکارن کروں ۔	۶	برس پانچ (رنگ) ناہنکارن کروں	۵۱۳
چکن لگے ۔	۶	چکن لگے جب کتک بہت پر	۵۶
اروگن کرن ۔	۶	کہوں لوڑنے تھی اروگن کرن	۱۰۷
دیکھہ سکوں ۔	۶	اسنگت کر کیوں دیکھہ سکوں اپناؤ	۱۵۹

لیکن ساتھ ساتھ ایسے مرکب افعال کی مثالیں بھی ملتی ہیں جن میں " اردو " فعل کو فارسی عربی الفاظ کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ یہ رجحان آئندہ دور میں بہت عام ہوا۔ سب رس میں ایسے مرکب افعال کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ اس عمل نے اردو زبان کی قوتِ اظہار کو بہت آگے بڑھایا ہے۔ اسی سلسلے میں بھی کدم راؤ پدم راؤ کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔

مسخر ہوا ۔	عطارد مسخر ہوا سے قلم	۵۴
مسخر کیا ۔	مسخر کیا سور تے بہت علم	۵۴

Scanned by CamScanner

ماضی مطلق

ماضی مطلق بنانے کے لئے مصدر کا "نا" گرا کر "یا" لگایا گیا ہے۔ یہ صورت بعد تک قدیم اردو میں رائج رہی۔ پنجابی میں آج بھی رائج ہے۔ کدم راو پدم راو سے چند مثالیں دیکھیے:

سریا = پیدا کیا	۶	تھیں اُپجے انبر سریا باج اَدھار	۱۰
سرجیا = پیدا کیا	۶	رتن سرجیا تیں جیلا نکور نتھیں	۱۱
کہیا = کہا	۶	کہیا ناگ دھرتن گپت بجاؤ پن	۱۰۷
ماریا = مارا	۶	کرپی دوسں منج کہہ کر ماریا آچاتے	۱۰۸
رہیا = رہا	۶	رہیا پانگوں کال سو کر بچار	۱۱۵
اٹھیا = اٹھا	۶	گیا راجہ تجہ جب اٹھیا بول یہ	۶۹۰

"کر" فعل کا استعمال

محمود شیرانی[1] نے لکھا ہے کہ "کر" دو فعلوں میں عطف کے لئے آتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ فاعل نے پہلا فعل کر کے دوسرے فعل پر عمل کیا۔ اس کا دائرۂ عمل بہت وسیع رہا ہے۔" اس کی چند مثالیں "مثنوی کدم راؤ پدم راؤ" سے ملاحظہ فرمایئے:

۶	نسٹے کوئی بُدھ میں کر بچار	۱۸
۶	سپت سمند پانی جو تس کر بھرین	۲۳
۶	سرے دوئے تیں جگ توڑ آد کر	۳۰
۶	کرتے دلی بلگت کرن راج کر	۳۱
۶	تنحی دور کر کر مجھے دے اتر	۴۰
لے دے کر ۶	گئی نھاس ناگن پران آپ تے	۱۶۱

چند اور دلچسپ خصوصیات

۱۔ ایک جگہ "کر" بمعنی "یا" استعمال ہوا ہے جو اردو کا جدید استعمال ہے لیکن اس جدید کا قدیم ترین استعمال کدم راؤ

---

[1] مقالات حافظ محمود شیرانی جلد اول صفحہ ۲۳

Scanned by CamScanner

پدم راؤ میں اس طرح ملتا ہے،

ع	کدم راؤ ہو کہ پدم راؤ ہو	۳۲۳

اسی طرح کئی مصرعوں میں "کہ" اور "کے" ساتھ ساتھ استعمال ہوئے ہیں مثلاً

ع	کرکے یوں ہوا توں دوتی بھاؤ سوں	۶۱۸
ع	نکل بیگ چپل توں کرکے راج کر	۶۳۷
ع	بجینن کر راون کرکے کنبھ کرن	۶۷۰

۲۔ دکنی اردو میں عام طور پر جب ایک ہی لفظ کو دوبار استعمال کیا جائے تو بیچ میں "ے" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے گھرے گھر، رومے روم، چمنے چمن، تھارے تھار۔ لیکن نظامی کے ہاں یہ شکلیں ملتی ہیں۔

ڈھک ڈھک	ع	نہ تیسا کچھو بولتے ڈھک ڈھک	۹۳۱
پھاٹ پھوٹ	ع	پون کی نہ کیتا بدل پھاٹ پھوٹ	۵۲۱
برسا برس	ع	سولا دسے کسی بھاگ برسا برس	۷۷۶
تھار تھار	ع	دھرت مارگ آسن دھرے تھار تھار	۱۰
تل تل	ع	سیوا نسیو تل تل کرے دن مان	۳۷
جھار جھار	ع	بنی یار تھے یار تے جھار جھار	۴۳
کانٹ کانٹ	ع	کہ پھر پھول پھل ہوئے کتی کانٹ کانٹ	۹۰
گھر گھر		پھوبھیکیوں نہ سب لوگ گھر گھر لبسار	۵۳۶

ایک جگہ یہ شکل بھی ملتی ہے۔ یہاں "یو" کا اضافہ کیا گیا ہے:

ع	دھریو دھر بھرے لوک کہتا پکار	۱۸۸

۳۔ "ر" کے بجائے "ل" کے استعمال کی مثالیں:

لوال بمعنی اوار	ع	کھڑا آت تادے جو لوہا لوال	۵۶۱
دوال بمعنی دیوار	ع	کہ سر تھیں تھا پائے لگ جیوں دوال	۶۲۳

۴۔ "ل" کے بجائے "ر" کے استعمال کی مثالیں:

چیرا بمعنی چیلا	ع	نہ یوناں نہ تامن نہ چیرا کروں	۳۰۲
جر جر بمعنی جل جل	ع	بسادے اپس کیوں (رتن) جر جر مرن	۷۸۹

۵۔ ہکاری تلفظ — ان الفاظ میں ھ کا استعمال جن میں اب ھ استعمال نہیں ہوتی:

گاڑھ = گاڑ ؎ علم گاڑھ تھمی سُود جل ستر اجاڑ ۵۵

لابھ = لاب (فائدہ) ؎ کر جیتا کہوں لابھ نہ باج ہان ۳۳۰

لیکن ایک جگہ "لاب" بھی استعمال میں آیا ہے:

؎ کر تس بول ہمیں لاب بن ہان ہوئے ۷۹

پچھتے = پیتے (دودھ پیتے) ؎ نہ باپ پچھتے کدھیں سیس تھیں ۵۰۴

مندھر = مندر ؎ کہ جدھوں اجاڑوں مندھر راؤ اس ۴۹۱

بجیلی = بجلی ؎ کہ کہوں مے بجیلی کہن نہ سکے ۷۰۵

جھار = جار (ہمیشہ) ؎ تہاں کیوں کرے راج .... جھار ۸۴۳

کنجھال = کنجال (کائی) ؎ مکھ اچھا ہنیں سند پکڑیا کنجھال ۹۴۴

۶ - وہ الفاظ جہاں ہ استعمال ہوتی ہے لیکن کاتب نے استعمال نہیں کی۔ مثلاً

بکی = بکھی ؎ بکی دو پہر رات رام اور رام ۱۴۷

لیک = لیکھ (دیکھ) ؎ کہ بے ہوئے پر تیو تو منجہ لیک ۴۰۶

موڑک = موڑکھ ؎ سو موڑک نہوں جل جو لابھ آپ دیکھ ۹۹۵

لیکن لفظ "گانٹھ" ــــ گانٹ اور گانٹھ ــ کی دونوں شکلیں ملتی ہیں۔

گانٹ = گانٹھ ؎ رتن کوئی نہ مول لے گانٹ کھول ۲۰۵

گانٹھ ؎ لگی گانٹھ دیتا موا کت تبسن ۵۰۷

۷ - حرفِ رابطہ یا حرفِ اضافت کے بغیر دو لفظوں کو جوڑنا۔ نظامی کے ہاں اس عمل کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اسلوب میں اختصار کے لئے ضروری ہے کہ اس عمل کو پھر سے زندہ کیا جائے اور کثرت سے استعمال کیا جائے۔ نظامی نے اس عمل کو دیسی زبانوں کے الفاظ ملا کر کیا ہے بعد کے دور میں یہ عمل فارسی عربی کے الفاظ کے ساتھ بھی ملتا ہے۔ چند مثالیں دیکھئے:

بھگت جگ = دنیا کی تقدیر ؎ قلم گیان سوں تمیں لکھیا بھگت جگ ۵

آپ بل = اپنی قوت سے ؎ بل اوپر جتیں کر سکے آپ بل ۴

نُردھر ؎ بتھایا امولک رتن نُردھر ۳۱

لگی ڈال تھان ؎ دھرت ہیر بیٹھے لگی ڈال تھان ۳۶

بنی یار ؎ بنی یار ستے یار تے جھار جھار ۴۳

پاؤ تل ؎ دوئی آن میں سر دھرے پاؤ تل ۴۷

Scanned by CamScanner

تبت علم	۶	مسخر کیا سود دے تبت علم	۵۴
مکھ پانی	۶	کدیں مکھ پانیں اپس نہ گنواؤں(ل)	۸۹۸
بنی لپٹ	۶	نخاں سونخاں سے بنی لپٹ ہوئے	۶۹۴

۸ ۔ آج کل "لپیٹ" (لپیٹنا سے) کا لفظ استعمال میں عام ہے لیکن نظامی کے زمانہ میں اس لفظ کو "پلیٹ" کے تلفظ سے استعمال کیا جاتا ہے۔ قریشی کی بھوگ بل میں بھی پلیٹ یعنی لپیٹ استعمال ہوا ہے۔ نظامی کے ہاں اس شکل میں یہ لفظ دو بار استعمال ہوا ہے۔ ایک مثال یہ ہے:

۶	کرجس بھینٹ تھیں رنج سب دے پلیٹ	۳۷۴

۹ ۔ حرف علت "نے" کا استعمال مجھے کدم راؤ پدم راؤ میں نہیں ملا۔

مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" کی اشاعت کے بعد اردو زبان اور اس کے ارتقاء کا مطالعہ کرنے والوں کے سامنے فکر و تحقیق کے نئے راستے کھل جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اہل علم و ماہرین لسانیات اس موضوع پر جلد داد تحقیق دیں گے۔ اس مثنوی سے زبان کا وہ بنیادی ڈھانچہ سامنے آتا ہے جس پر اردو زبان نے اپنی روایت کی دیو ہیکل عمارت تعمیر کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ بات بھی طے ہو جاتی ہے کہ اردو زبان ہمیشہ سے عوام اور معاشرے کے ہر طبقے کی مشترک زبان رہی ہے اور اس وجہ سے آج تک ساری سیاسی بدبختیاں بھی نہیں ہٹا سکی ہیں۔ یہ دنیا کی وہ زبان ہے جو آج بھی دنیا کی ایک بہت بڑی آبادی کے لئے اظہار کا ذریعہ بنی ہوئی ہے اور جس میں آج سے تقریباً چھ سو سال پہلے ادب کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ وہ لوگ جو دنیا کی مختلف زبانوں کی تاریخ سے واقف ہیں جانتے ہیں کہ یہ سعادت دنیا کی معدودے چند زبانوں ہی کو حاصل ہے۔

جمیل جالبی

۱۲ مارچ ۱۹۷۳ء

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ

مُصنّفہ

فخر دینؔ نظامی

مرتبہ

ڈاکٹر جمیل جالبی

Scanned by CamScanner

متن میں یہ علامات استعمال کی گئی ہیں:۔

۱۔ جہاں مصرع کو وزن میں لانے کے لیے کسی لفظ یا حرف کا اضافہ کیا گیا ہے وہاں یہ بریکٹ استعمال کیا گیا ہے ( )

۲۔ جہاں مصرعے میں لفظ یا الفاظ زائد تھے وہاں ان زائد الفاظ کو اس بریکٹ میں دکھایا گیا ہے۔ [ ]

۳۔ جہاں مصرع میں کاتب سے کوئی لفظ چھوٹ گیا ہے اور کوشش کے باوجود اُس لفظ کا اضافہ نہیں کیا جا سکا وہاں سوالیہ نشان بنا دیا گیا ہے ؟

۴۔ جہاں کرم خوردہ یا مشکوک ہونے کی وجہ سے لفظ نہیں پڑھا جا سکا وہاں مصرع میں نقطے لگا دیے گئے ہیں ....

(جمیل جالبی)

Scanned by CamScanner

وا ٣ ١
٢٨١

بسم الله الرحمن الرحيم

ڪهڙا آهين تهين اوڪنڊن جڪه آدآرڊ بڻو بزدن جڪه تهين دڻهار

اڪاس انجو بڙل ڌمري تهين جهان ڪيم فڪو بڻين تهان آجي تهين

رجنهار انکهي دڪنهار تون ڌهنهار بجهڻين ٻهنهار تون

تهين رکيا جکه ابرآر تل تل ماو بر تهين اکر سکو آپ تڪ

قلم ڪيان سون تين لکيا بهڳ جکه لسڪا يا قلم جهاڳ لڪه جرم لڪ

سرآئين تري جت اکتي هوئين ڪهين ساڪه هوڪرڻ آنئين دوئين

کون موڙ ٻين تدا آئين ڏرختڻ مشالا آدڪم سورآجا ياسر شيہ

ڌهرت ساٿ روجنڊا ڪاس سات رڃي ديرجم ميٿ فلڪ نوسنڪهات

جهو مجهه انهمدو نسي سوڪنڊان محمدﷺ منڌا منڊهو هوي نيڊان تحمه

نهين آدانجا رسربا باج آدهار ڌهرت مارڪ امس ڌهري تهار

رتن سڙ نياين جلانڪو رهين ڪيا جڪ مڪاتا آدهڪ سو تهين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گسائیں تہیں ایک دُنہ جگ آدار   بر دبر دُنہ جگ تہیں دینہار
اکاس اُنچہ پاتال دھرتی تہیں   جہاں کُچہ نکوئی، تہاں بے تہیں
رچنہار انگھے رچنہار توں   رہنہار پچھیں رہنہار توں
تہیں رچیا جگت اپار تل   تل اوپر تہیں کرسکے آپ بل
قلم گیان سوں تیں لکھیا بھگ جگ   سِرکایا قلم بھاگ لکھ جرم لگ
سرانی تیری جب اننتی ہوئی   نہیں ساکھ ہوکر نہ آئیں دوئی
کَون سوہ بن تد اپنی درشت   مُشالادِھک سورا چایا سرشت
دھرت سات رو چند اکاس سات   رچے دیرچہ مے فلک نو سنگھات
جو مجہ انک دِلیسے سو مندان تجہ   جو منداِمنہ میں ہوئے بندان تجہ
تہیں اونچہ انبر سریا باج آدھار   دھرت مارگ آسن دھرے ٹھارٹھا
رتن سرجیا تیں جلا نگور تھیں   کیا جگ مگاتا ادِھک سورتھیں

پهڻين ٻاتر نه ٿيهين ڏيتي سُورَ تن، جنهن جي مڪه آهي ٻدا آرڻ ٻجهو
پگهين ڌهرَ مُ سگي ٿيهين رڳي، جو گهٽ گسيئي هوئي تن سمجهوس
گري اُگلا جه گرتي سڀو گوئي ملم جٻ ٻگر سيو ٻجهه گهر سهوڪ
نه ٻرهي نگرجي ٻن ۾ سنگي ٿرڙڪ مد هوتِ سينس اُجاڙن ندي آه زرو
رڪيا مٿ سينسار نيلا بجوڙ نه ٻاٿهر نه ماڻهن ساڻي نو اور ڪ
ڇون اڪ ماڻي آڌ مک ڪتا آت ٻار ڪه نه ملڻي ملائين رکيم لڪاءِ
ڳون جتري جتري اي ٻکار نه سڪي ڳوٺي ٻڌ مين گرنهار
ڇڪيڪ جو سيبي جو مائين سو ڏهڻي نڇاڻي ڪرتين ڪيا ڪيا سمجهائين
ٻهو ٻيان سمنڊ مڪ ڪهاڻ مارڪ ٻجي ڪجو هيري ٻجي ڪرديئين ڏوئي ڪن
ڏتو نهن آڌ هڪ تيئن ڪيا مڪ ٻجي ٻجي مڪه تيل ٿيئن ڪيا جڪه رتن
سبت سنمد ٻاري جو ٻهڻ گو ٻڪون مکلر ڏڪ ڏڪ ٻاڻ پيش گو نه
جماڙي لکين سڀ فرشي ڪري ٻنو تہ نه لکين محمد تو حيدي
سمڪند ٻهيٽين سمند ٻجهه اڪ ٻتا جو اوڀي موٽيا نير نگلي سمنڊ

یہیں باترن کھیں دیتے سو رتن　　جنھے مکھ اپنے پدارت بچن

گگن دھرت سکے تہیں رچنے　　نہ جو کرت کسی ہوئے تس سمجھنے

کرے آگلا تجہ کریں سیو کوتے　　کہ جب نہ کرے سیو تجہ کم ہوتے

نہ برہے نہ کرجے بن اُسکے نردپ　　دھرت سیس چاون ندے ایک رُوپ

رچیا سب سنسار نیکا بجور　　نہ پاتھر نہ ماٹی نہ پانی نہ آدر

پون آگ ماٹی اَدِھک دھات چار　　نہ ملتی ملائیں رکھے ایک ٹھار

کون چتری چترے اے نگار　　نسکے کوئی بدھ میں کر بچار

بہت جو یسی جو ملیں سو ڈھنے　　نجانے کہ تیں کیا کیا سمجھنے

ہیاں سمند لکھ کھان نانک بچن　　جو ہیرے بچن کر دیں دوئے کن

رتن بھیں اَدِھک تیں کیا لکھ بچن　　بچن مکھ تل تیں کیا جگ رتن

سپت سمند پانی جو مس کر بھرن　　قلم رُکت رُک بان بپتر کرن

جمارے لکھیں سب فرشتے کہ جے　　نہ پورن لکھن تند توحید تے

سمندر تہیں سمن تجہ ایک بند　　جو ادبھے سوئی نیر نکلے سمند

Scanned by CamScanner

آهن همين جيب جي سنوار ڪرڻ ۾ نه جنتين برا ڪجهه بچه ڪام پرڻ ۸
ڪرڇي ڪوي بجهه تهين اڃا ڊي ڪيا آهه نه ڪهستين پوري پائي تنکا پتال ۾
ڪسي رائي سرتون دهري مکتهن ۾ نه پائي ڪسي پائي تل دهر تهين ۾
سنوي فخر دين تون بسل آ ڪي پاڻ محمد نبي خاتم انبيا ۾
نظاميءَ کهنهار جنس يا زهو يه سنهار معنٰي نغز ڪفتار هوئي ما

نعت رسول الله صلي عليه و سلم

تهين ايڪ ساجا ڪسابين آمن ۾ سري دوي تين جل تو را دڪن ۸
بيتها يا آمولڪ رتن نور دهر ۾ ڪري وئل بلڪت ڪون راجڪن ۾
آمولڪ مکت ميش سنسار ڪا ۾ ڪري ڪام تن دهار ڪرتار ڪا ١٠
محمد جرم ادبنيا دنوءِ رڻ ذوبي جڳ سري دي پرسا د نور ۾
نه آڪاس دهرتي نه دنبو نه چند ۾ نه سوريا ڪهوا ديتي نور سند ۾
مُشا لا اسيکا جو ديسي ڪيهڙو جلي جڳ اشتهين ايسي ديه ديتو ۾

گُسائیں ہمیں جیب تجہ سنور کر — نہ چنتیں بُرا کچہ تجہ کام پر
کہے کوئی تجہ بھیں اُچاوے کپال — نہ گھسٹیں پڑے پائے تِس کا پتال
کسی رائے سر توں دھرے مُکٹ بَن — نہ پائے کسی پائے تَل دَھر نَہَن
سنوے فخر دیں توں بسر آنکھیا — محمد نبی خاتم انبیا
نظامی گنہار جس یار ہوئے — سُنن ہار سُن نغز گفتار ہوئے

نعت رسول اللہ صلی علیہ وسلم

تُہیں ایک سا چا گُسائیں امر — سرے دوئے تیں جگ توں آد کر
پچھایا اموُلک رتن نُور دھر — کرتے دیل بِلگت کرن راج کر
اموُلک مُکٹ سیس سنسار کا — کرے کام ہر دھار کرتار کا
محمد جرم آد بنیاد نور — دوے جگ ترے دے پرساد نور
نہ اکاس دھرتی نہ دنبو نہ چند — نہ بھریا کُھُوا دیتا نُور سند
مثالا اسی کا جو دیسے گہیر — جلے جگ اس تھیں ایسے ذہیہ دھیر

Scanned by CamScanner

ٻڌا ڏي ٿو انبا شرع کي آران، ڌهريٽ پر بڪري لڪن دال ٿهي آن ؛
ديوا سو تلند ڪري دن مان، يڪ هٿ کهندا ٻس ساڳي ڪا آن ؛
نيا بڻي دهون جرم ڪا هو آ، همن بلڌ بني ڳا نبي بل سيتو آه ؛
نبي نبي نه ڏنڊ ڪينا بنار، انهان هٿ ڪر جند ڪينا ڏو ٻها آ ؛
پيتها و نه نبي مال ڌهر نوم ريڪه پيتها و نه نبي ڀهيند ڪشي موڪي
سوا ڌمي رتن ڏان دين ڪر سرڙ ڪهڙڪ مار مري ڪرڪ سنهو ؛
محمد برار اوٿ جڪه تهاڪ ڪه ٻجرا جرنه راءِ جڪ مڪه تها ؛
نبي يار تهي يار تي جها جهار، بجار نبي ڳام ڪري بجار ؛
رتن چار تهي لي ڪيني چا رجنه، رتن بنبحتابن بحم رکي جيو ڳهن ؛
ابا بڪر نسا چا عمر ڪا نيا و اڪه عثمان ڀهندا ري علي ڪهڙ ڪل راو ؛
نه ڪجهت ڪس راد ڌتر ويش ڀهلسي، پنڪ مو ل لي لاڌ ٻيجي بد نيسي ؛
اود ڏانت لڪ لاڌا ٻس راد بلنه ڌو ڏبڪي آن نبي سر ڌهري يا ڌنڌ
ڪجهڪا جوت دنبر ڪري اند ڪار، اجالا ڪيا ٻين ڌهون جرم تهار ؛

بڑا دکھ آنیا شرع کی آران — دھرت پیر بکڑے گگن ڈال تھان

سیوا سیونل تل کرے دن مان — یکس ہت بھنڈا نکیں ہت دان

میاں جے دموں جرم کا ہم ہوا — ہمن بل بنے گا نبی بل سوا

نبی بیرین دنہ کیتا بنار — انگل ہت کر چند کیتا دو پھاڑ

پچھاون نبی مال دھر دم دے — پچھاون نبی بھینٹ کسریٰ وگے

سنواریں رتن دان دے در نمر — کھڑگ مار بیری کرے ستبر

محمد بڑا اوت جگت تھا — کر شجرا چرن راتے جگ مگت تھا

نبی یار تھے یار تے جھار جھار — بچارن نبی کام کرتے بچار

رتن چار تھے لے گئے چار جن — رتن بیجتیں جسم رہے جیو کھن

ابا بکر سا چا عمر کا نیاو — کر عثماں بھنڈاری علی کھڑگ دے او

نہ کچھ ہت تس دے او درویش بھیس — پتک مول لے راو بھیجے بدیس

او دو انت لگ دے وا پس راو بل — دوئی آن میں سر دھرے پاو تل

جگا جوت ڈنبر کرے آندکار — اجالا کیا تیں دہوں جرم ٹھار

Scanned by CamScanner

خدا سنوریا مصطفیٰ سنوریا خدا با صفا مصطفیٰ سنوریا ؛

سنور نخر ہتی آنبر کیسے سنور سیسے الو الامرا بینا آرسی سنور سیسے ؛

نظا جیسی اوپچ پھیرے ایک جگہ رتن لال موتی بھرے تسی ٹھگہ ۵

مدح سلطان علاؤ الدین بہمنی نور اللہ مرقدہ

برا شاہ وہ شاہ جیسی شاہ جگ ادھین سیوئی جرم تسی پائے لگ ؛

آپنیں ملہ کیا شاد رکھی دھرتا بگین دل دھوت دل مسخر کرن ؛

عطارد مسخر ہوا لے قلم مسخر کیا سورج ہت علم ؛

علم کارہ کہتی سنور چل صبا جا و طبل دھول بوغون بدلتوہ بجاؤ

جمکن لگے جب کتک ہتین جڑھا وا کیا دھرت کا ابی پڑ ۵

چمک بجلیاں تیغوں ن علم مجہ جیونہ علم سنگ توں کرج کہتی جیو توں تا ؛

فلک لیہ جو دول کہندا آپ چل ادہل راکہ پھند آپ جو دو دل تلک ۵

جتر میک دنبر دھرے سیس پن کہ جوڑا دھرہت درناش گرہ
چھتر

Scanned by CamScanner

خدا سنوریا مصطفیٰ سنوریا   خدا با صفا مصطفیٰ سنوریا
سنور فخر دیں اب کسی سنورے   اُلوالامر اپنا اُسی سنورے
نظامی جس اُپر پھری ایک چک   رتن لال موتی بھرے تِس مُکھ

مدح سلطان علاء الدین بہمنی نوّر اللہ مرقدہٗ

بڑا شاہ وہ شاہ جس شاہ جگ   رہیں سیو تے جرم تِس پائے لگ
اُنھیں شہ کیا شاد دکھن دھرن   گگن دَل، دھرت دَل، مُسخّر کرن
عُطارد مُسخّر ہوا لے قلم   مُسخّر کیا سُور، دے ہت علم
عَلم گاڑھ گھن سُور چل سرا جاو   طبل ڈھول برغوں بدل توں بجاؤ
چمکن لگے جب کنک ہتیر   چڑھاوا کیا دھرت اکاس پر
چمک بجلی تیوں عَلم مجہ جیوں   عَلم سنگ تُوں گرج گھن جیو توں
فلک لیہ چوڈول کھند آپ چل   اڈھل راکھ کھنڈ آپ چوڈول تل
جھمتر میگ ڈنبہ دھرے سیس پر   کہ جوزا دھرے ہبت دُرباش پر

Scanned by CamScanner

نجم سان

ڳڻين مر تبني ٻار ڪر نان ڏئي، دهرت ڀيلو تسا وا سنو رسينس لي،
رتن ڳڻين سمند تون ڪنج تيتا دهرينه دهرت چيؤلي ڪن سمند لهرين
ڪونڪا ر تون پرس جون سانپ ڀرو جهجهر ٻهڙ بدلي ڪان جڳ سنيڪ،
هيين سمند ٿيي دڪار هوڏ سدا مالڪ ڪلا تاج جو ڪر دهرون شڪال
شهنشه ٻادشاه احمد ڪنو آر، پرتبال سينسا ڪره تار ادهار،
دهنين تاج ڪاڪون راجا ڀهنڪه ڪنور شاه ڪا شاه احمد ڀنجنگ،
لقب محمد علي آل ٿمن ولي ولي ٿي. ٿمت ٻده تدا ڪلين،
جهانگير تون شاه ڪر واکهير، سمند رمنو ڪت سمند رسر بر،
جومن ٿين سمند رسمند ز سرير، سون تون شاه ڪنهن ڪروا ڪهين،
متهان بل ڏبا دبه، تدا آت بله جڳا جوت راجا ڪنور شاه نهل،
آ دهڪ سنو تهين مڪ ديئي سو سر الها تي ديي جند جڳ جوت ڪر
ٻور سي ڪون سشا لوه ٿهينه تراهت پرس سون پرس ٻه تهين،
تهرت جيون تنڪ ڪنيي دان بله ڪرجانر ڪيا لوب ٻجه دان تنڪ م
ڄنمي ترس نها ديي سو تڙنڪه سنو ڪيا ڪهو دبه هستي ٻهنڪ

پڙي

گگن موتینہ بار گہ تان دے — دھرت ساوساوا سنور سیس لے
(رتن) گگن سمند توں گنج تیتا دھرے — دھرت جیوتی کر سمندر بھرے
کرت کار توں پرس جیوں سانپ بھر — جو بھر بندلے کان جگ سیپ کر
جیں سمند بھی دُر کاڑھوں مُنڈھال — کُنہ تاج جڑ کر دھرد ل شہ گپال
شہنشہ بڑا شاہ احمد کنوار — بِرت پال سنسار، کرتار آدھار
دَھنیں تاج کا کون راجا ابھنگ — کنور شاہ کا شاہ احمد بھجنگ
لقب شہ علیؑ آلِ بہمن ولی — ولی تھی بہت بُدھ تدآ گلی
جہانگیر توں شاہ گڑوا کبیر — سمندر منو کت سمندر سریر
جو من تھیں سمند رسمندر سریر — سو تُوں شاہ گنبھیر گڑوا کبیر
مہاں بل دِیا دیہہ تداتّ بل — جگا جوت راجا کنور شاہ کھل
اَدِھک سور تھیں مُکھ دیپے سو تَر — لَلھاٹی دیپے چند جگ جوت کر
پَرس کون اُسنتا کرے لوہ تھیں — ترا ہت پرس سوں پرس پہ تھیں
دھرت جیوتے تیں کتے دان بل — کہ حاتم گیا لُوپ تجہ دان تل
جنھے ترس نہ تھا دیے سو ترنگ — سوئی کیا کچھو دیہہ مستی ابھنگ

Scanned by CamScanner

نرڏپ پوئان ڏِيا رَآوِ پوڏهان ڪون نجم تون نڪلي ٿيو ايڪ پرواز سُون ؛
آسنگت ٺڪت ٻول نه ڏيڪ ٻول ٻوآبت سبڌ ڪي سٽ بار ڏيڪ ٽوڙ ول ٻا
گيت ٻول ٿيئن جس ٻري ڪاٽنه ٿئو ٻکي ٻولنا هوئي نه ٻول ڏون ؛
غلولي گري ڇيئون تعنگ سلهه نه يا آجنٿين تورين ٻولنا يا ٻدنه ؛
نه ٻولڪيا جو هي ٻول ٻولڻ سڪي، او ٿي ٻولنا ڪيئون سميان سڪي ؛
سوبي ٻول جس ٿيئن وراسائي گوئي ڪر تس ٻولتين لاآب بن ها آ ڇوي ؛
جو منين نجم کهيا تون تنهن دور ڳون، تنهن دور ڪر ڪو مجهني دلي ترسر ؛
سيوا ڪي ٿيا هوئي جس سنزامت. تس ڪهر ملي پائي جلد ڪهمت ؛
ٻهري سمند مين جيو ٻهريا ايڪ مات، نه کهالين آ ڌهڪ هوئي کهرين نه ڪهات ؛
ٻري ٿهسچند ايڪن سوز ڪونه ڪرنا ري جکنه ڪشته سوز سوز سوڻ ؛
سهنسهائي منهه ڇلي جي ايڪ باڻي ڪهجوڙي ڪيري جال جهيلي نه جائي ؛
نه ڪلاالله مجهگون سدا سيوڪ ؛ تن لوجهد نڪرنان پلڪ دهانله جڪ ؛

. . . .

(یہاں سے تسلسل قائم نہیں رہا) ج۔ج

. . . .

نروپ یوں دیا راؤ پردھان کوں — کہ توں بھی ہوا ایک پروار سوں
اسنگت بہت بول نہ دیکھ بول — پراپت سبد کی سب بار دیکھ تول
کپٹ بول تھیں جس پڑے گانٹھ کھوڑں — کہ جے بولنا ہوئے نہ بول ڈول
غلولے گرے جیوں تفنگ سُدھ نہ — اَچِنتیں تویں بولناں بُدھ نہ
نہ بولیا جو بے بول بولن سکے — اَدگھڑ بولناں کیوں سمین سکے
سوتی بول جس تھیں دراس آئے کوئے — کہ تس بول تیں لاب بن ہان ہوئے
جو یں تج کہیا توں تھن دور کر — تھن دور کر کر مجھے دے اُتر
سیوا کی کمیا ہوئے جس سر اُمت — تبی گھر ملے پائے جگ لگ مت
بھرے سمند میں جو بھریا ایک مات — نہ گھالیں اَدھک ہوئے گھریں نہ گھاٹ
پڑے تھیپ جیندا اگگن سُور کوں — کہ تارے جگیں گشتہ سر سُور سوں
سہسر پائے میں جائے جے ایک پائے — گجھورا کیری چال جھیلی نہ جائے
نہ گل لاؤ مجہ کوں سدا سیو لگ — تن ادجھل نہ کرنا پلک ڈھانک جگ

نهنا يڪ ڏ ڏون هوئا نه پاڻ يڪ ڏيهن • ڳڻو ناڻا موءِ آر کهلا ڪوڙون

کهوڙين پهي مٿي آتم نه هوئي گا جو ماکهي ڪيون ڪمکه سب ڪرمين ۶

هووت منڌتها جو ڪا ٻڪڙا اکهر ٽئه ڪهاتا نا تس جاءِ سب بر حر ۶

ٿجهي مين ٻهڪلي ادِ شعهت ڪر ديکهيا کر هون نه تنهون مين تجهي ليکها ۶

ٻهڪا ديکه سنڀهل برا ديک جهانت ڪر ٻهتر ٻهول ٻهل هوئي نهر ڪا ڪانڌ ۶

ڪرڇي لوڻ ما دوس ٻجهنتا ونين ٻهتو نه بري ديکه ٻجهتا ونين ۶

ڪتڪ ديه جا ڏهين جيون نجر ٻها وٺ ولي مجنون آج نکو گساءُ ۶

ٻهجي ٻهول ڪرا وٺ مندر ڪيا ! نه ڏيٿها سلام ايک ڪن ڪن ڪيا ۶

ڪيار آور نواسين مين کهنت ڪو پاسکها سن جرت جا بتها ڪو بکر ۶

ٻوٽي کهلٻلي سوندر کان آن راڻيا ان تلاوت هوبان ڏا سوا جريان ۶

نه ڪوڪت ڪسٽي هوي تس جا آيا پاس اڌيها کڦت ڪرا کها ڪا پاس

ٻهو. کهنت

نہ نایک ڈروں ہوں نہ پایک ڈروں　　　کہوں آن پہ دار کہلا کروں
کھری بھی میٹھات .... ہوتے　　　جو ماکھی کیرے مُکھ .... سب کوئے
ہُواتِ میٹھا جو گانڈا اگھر　　　نہ کھاناں تسے جائے سب بیر چر
تجھے میں بھلی دِشٹ کر دیکھیا　　　کرموں نے تھوں میں تجھے لیکھیا
بھلا دیکھ سنبھل بُرا دیکھ چھانٹ　　　دکھیتر بھول پھل ہوئے تھی کانٹ کانٹ
کرے جے لوڑتا دوس بخشا وَنیں　　　پھتر نہ پڑے دیکھ بچھتا وَنیں
کتک دیہہ جا دِھیر جیوں تجہ بھاؤ　　　ولے تُجہ سوں آج نہ کر کساؤ
یہی بھول کہہ راؤ مندر گیا　　　نہ دیٹھا سلام ایک کن کن کیا
گیا راؤ رنواس میں گھنٹ کر　　　سنگھاسن جڑت جا بیٹھا کوپ کر
پڑی کھلبلی سندریاں رانیاں　　　تل اوپر ہویاں داسریاں چیریاں
نہ جو کت کیسے ہوتے تس جائے پاس　　　رہیا گھنٹ کر راؤ کہہ کا اُپاس

بہر

پوءِ ملاقات ڪانه ٿي، ٿيو آپ دريا ۾ سنگهجي ڪو مي نار ڪري راءِ ترام ۾؛
پڪ بات ڏهن واري جي من لڙڪيا ڪري، جت پوڊ پکه وه بڌ ڏني؛
ايهين راڪو يه بات وه بات ڪه، جو نالي ڪيا جهند سو جهند ڪه؛
ڏٺي مين ٻرا ڪام پورا نه سنڪسا، ڪر استڪهين برا ڪچ نا آهين ڪدهند؛
اُجکر ڌهون جڪ سو هوي جن اچو پر نا آرد يکهت ڪهي مائي ٻهني؛
سوءِ فخر ادين ڪوٺا ديا دي جنس مجبور نا رستو ڏهن گهاوي ايسر خر؛
جواداد ٿهين ڏجلي پون ڪوئي نظاميه ڪڍهين تني ٻرسن ٿهويه؛
فلک ٻنبح پوري جي سر سنجري ڪه ڪي جيولي ڪي رسوا ڪري؛
ڪئي نار جندال نا ڪر اڌ هال لهبوا نا مرڪه جهوڙا اپنا آن سنڀال؛
ڪنوا ڪر ڪئي پونجه نا ڪن ڪنارا مکو ڪر بوري پائي با مسڪ نهار؛
ڪهيا نا ڪه ڌهرتي ڪبت لهاوين ڪه هونا لوڏي تجي ارد ڪي ڪرن؛
هڏا ڪوڏ ڪوايه ڪدم نا ي آئي؛ ڪه بن دوس منجه ڪهر ماريا اجائي؛

پھر رات گذری ہوا آپ درام — نہ سکی کوئی نار کر رائے رام
پکڑ بات دھن رائے جے من لڑے — کرے جیت پر دیکھ وہ پی (ابد) ڈرے
کہیں راکھ یہ بات وہ بات کہہ — جو ناگن کیا چھند سو چھند کہہ
دنیا میں برا کام پرنار سنگ — کہ اس تھیں برا کچھ ناہیں کڈھنگ
اچگر دہوں جگ سو ہوئے جن — جو پرنار دیکھت کہے مائی بہن
سوئی فخر دیں کوں دیا دے جس — جو پرنار سو دھن کہاوے اپس
جواد آدتھیں نا چلے یوں کوئے — نظامی کدھیں تس پرسن نہ ہوئے
فلک بیخ لوٹے جے سر سبزی — کہ کئی جیوے کئی رسوا کری
کئی نار چنڈال ناگرا ڈھال — برا نا پرکھ چھوڑ اپناں سنبھال
گنوا کر گئی تو نچھ ناگن کینار — مگر گر پڑی پائے باسک بھتار
کھیا ناگ دھر تن کپٹ بھاؤ بن — کہ ہوں لوڑتے تھی ادگن کرن
ہرا کر ذکر ایہہ کدم لائے آئے — کہ بن دوس منج کہہ کہ ماریا اچھلئے

بہت وآئی تھے جگ انیکے انیک ، نہ دیٹھا کوئی بجبن رکہ ایک ،،
کرے گونا ماتس جو بجز رنجبن ، سنتا تھا تو بجز آئی سو دیے ابن ،،
فلک دیکہ جگ ہند کو اب انکہ ، نانہ سا آج رہیا بجبن مین نرپنک ،،
کوئی نیبکی باد کس جہار کا انت ، نر آراج تھا نک کیا لیے جہانت ،،
کہری چی ہوئی پوبجرا کلی تلکھار ، آرائی ابس انکہ ماکہے جو کہ ار ،،
ہمیں کیا دوا اسکا نہ بوین نہ کھامینہ ، جو اپنا ہمیں ذکرا اسکا سُہانہ ،،
ہمارے تلا دراج منکا سنجار ، رہیا یا لگون کال ہوکر بجا ر ،،
کہ جیے آج منکا نہ موندیے تلاوہ ، علاالا بھے بال سر جائی سنور نہا و ،،
کسیے کوئی جیے آج بولے تھبین ، کہ چی سن رہی کال ماری بکہن ،،
سنور داج اپنان سنواری نرکاج ، انہ ابڑی درب بجہ نہ کو مہ راج ،،
برآمت سکی کوئی کش جانب کھو ، تہ گرد نم جیو کیا بجبن نہائی ہوت ،،

دبرا

بہت رائے تھے جگ اَنیکی انیک — نہ دیٹھا کوئی بچپن رکھ ایک
کہ یہ کون مانس جو بجہ بچپن — ستا ٹھا تو تجہ آئے سُو دھے اپن
نِکل دیکہ جگ ہنڈ کر آپ انکھ — نہ ساوج رہیا بچپن میں نہ پنکھ
کوئی نہ سکے پار کس جھاڑ کانٹ — تُرا واج تھانگ کیا لیہہ جھانٹ
کھڑی جے ہوئی تو بچہ اگلی نکھار — اُڑائے اَپس انگ ماکھی جو کھار
ہمیں کیا جو اُس کا نہ پیویں نہ کھائیں — جو اِبتا ہمیں دُکھ اُس کا سُہائیں
ہماری تلا واج منکا سنجار — رہیا پالگوں کال ہو کر بجار
کہ جے آج منکا نہ مونڈے تلاؤ — بہے پال سَر جلتے سَرود رہاؤ
کِسی کوئی جے آج بولے تھکین — کہ جے سُن رہے کال مارے بَدھن
سنور راج اپناں سنوارے نہ کاج — نہ انپڑے دَرَب تجہ نہ کر... راج
پرایت سکے کوئی کس جانب کھوت — کدم جیوں کیا بچپن ہائے ہوت

دَبک

Scanned by CamScanner

د ٻڪ ڏِي منجهان ڏند ڪاڙهه آندِ ٻند، ٻجهو ورِهين ڪڏم سڻون ڪڏم اندهه ڪنده

ڪري سانگ توُن نڪوئي پينڊ، ٻڌا ٻني ڪوئي ٻيچ ٻن پي سنڌ!

جو ڪجهه ڳالهه ڪرنا سو تُون اڄ ڪرهه، نه ڪهالَ اڄ ڪا ڪام تُون ڪاليهه،

سڪياڄ رِسي تون ڪوي يار ٻت، ٻهري جڪمين ٻجهه سنڪرت آت ڪٿ؛

جيئي نه سڪي ساهه هو ٻيسي ڪره، ڪه ڪي جور هو ماز رسي ٻنسي ڪيهر؛

نه سُڻيا ڪتا را ڪمو ساهه هوئي، دو ڪن جو رڪون لا ٻڃالاهه هو ڪي،

سڀ ٻو لِيا ٻجهي جو نها ٻولتا ن، اتالَ ايڪ سنجري رهيا ڪهو لتان،

نه تيسيءَ ڳوڙن جليب جسي تقين ڏرون، جو سينوت اسي جيئن ٻها ڳهونا،

سو ڪجهه فخر دين جو ٻه نا ڪني، ڪڏهين هو ي جو جسو ڪيون ڪرين نا ڳني،

ٻجري نا ڪني جسو تان رات ڪهاين، جو ٻري ڪجهه ڏيس جيلاڻ آيها تين ٻن،

ڏو ڏي ٻاڪ ٻهو ڪي ميلي ايڪ ڳاڻي. جو يڪو نڌي ڏومند سو نيها ڏڪهاڻي..

ذبک دے نکل دند کا ڑھ اَند بَند   نہ چھوڑیں کدم سوں کدم اندا[ھ] گند
کبھے سانچ توں نہ کرے بکھیڑا   بھانیں کوئی بیچ بِن [بے] ستّرا
جو کچ کال کرنا سو توں آج کر   نہ گھال آج کا کام تو کال پر
سکے آج نِس توں کرے پار پت   بھڑے جگ میں تجہ سکرت اُت کت
جیے نہ سکے ساد ہو بَیس کر   کہ کی چور ہو مار تِس بَیس گھر
نہ سُنیا کتارا کمر ساد ہوئے   دو گن چور کوں لاب کا لاہ ہوئے
سو بولیا تجھے جو نہ تھا بولناں   اتال ایک سجری رہیا کھولناں
نہ تَیسی کروں جیب جِس تھیں ڈلاؤں   جو سیلوٹ اُسی جیب پہلے کروں
سو کچ فخر دیں . . . . جو یہ ناگنی   کدھیں ہوئے جو جیو کیوں کریں ناگنی
مَری ناگنی جیو تاں رات کھائیں   جو اُپڑے کچھو دِیس چِیلاں اگھائیں
دُونی باگ بھو کے ملے ایک گائے   جو یک دَندی دو مُنہہ سوئی مار کھائے

Scanned by CamScanner

ڪفيتي: ڪڏهن مهرآءُ ٻانا لئي

سُنيا آداي ٻا سنڌ ٻجهاٽان اڌهائي ٻکر جڪڇير ڪرڏات منجهه ديگ ڪهائي

ٻرن ديه ڇڪاج نکهند ڙآت، مُلا دن ڪڏهن ڙاو تب ناگم ڇات

ڪڪڻ سارڪي منجهه ڪتڪ بارڏ ڪاڻ ٿو زنب ڙاه رو بجند تاري ساجهه

ڪتڪ بهار تيتا ڌهرُو نه ڙاه ٿيئه ڪه زند ٻڌه ٻاڌهون سڙ اسير سيت

نه سنيهه ڪيون دل مليا راه ڪيته ڪلهي جند سُورجي ڪتڪ واه ڪهلت

ٻهت ٻول نه ٻولسون ٻڌهو تو ڪو تکه ڪرون ديس ٻن راتو ا

نه ڪبي ڏنهن رات ڙام ادر آرام، ڏهيا سوت پور سوت اٻ ديکه ڪام ڙ

ڪڏهن آوا ايسا هوا ڪهتري، ڄو منجهه ڪال سُون ليه ده اپسري ته

ڪڏهن ڪي جي جوهون نکرو ڙاندري، ڪڏهن ڙائي منجهه هوي تبڪاري ه

ڪه جي منجهه نهوئي ڪو تار دڙي، ڪڏهن سوه ڪتک ٻهک ٻهلڪون نه ڪري

دلي مار ٻيري سيدهيڙي ڪي جهاٿي نه ٻيجهو ڪيئر ابن جهنڪر ڏهڙون

نه علم.

گفتن کدم[۱] راؤ با ناگنی

سُنیا راتے باسُک پُھپانا آدھاتے ۔۔۔ کہ چک دھیر کر رات مُنج دیک کھاتے
پرن دیہہ مُچک آج نکھند رات ۔۔۔ سُلا دن کدم راؤ تب ناگ جات
گگن سار کے مُنج کتک ار دگان ۔۔۔ زنب راہ رو چند تارے سمان[۲]
کتک بھاڑ تیتا دھروں راہ کیت ۔۔۔ کہ رند بندھ باندھوں سراسر سُبیت
نہ سُنیا کہ کیوں دِل ملیا راہ کیت ۔۔۔ کھلے چند سورج کتک راہ کھیت
بہت بول نہ بول سوں بد ہوا ۔۔۔ نہ کوتک کروں دیس بن راتوا
گئی دو پہر رات رام اور زام ۔۔۔ رہیا سوت برسوت اپ دیکھ کام
کدم راؤ ایسا ہوا کھتری ۔۔۔ جو مُنجہ گال سوں لیہہ وہ اڑ مری
کدم کے بچے جو ہوں نہ کر ور اندری ۔۔۔ کدم رائے مُنج ہوتے تب کاوڑی
کہ جے مُنج نہ ہوتے کرتار ڈر ۔۔۔ کدم سوں کتک بھگ بھگوں پکڑ
وے مار بیری سیندری کروں ۔۔۔ نہ بیچھو کیرا بیر جھنگڑ دھروں
بھیلیں

---

۲ اصل میں "ساہ" لکھا ہے۔ (جمیل جالبی)
۱ مخطوطے میں کدم لکھا ہے لیکن موضوع کی مناسبت سے "پدم" ہونا چاہیے (جمیل جالبی)

بَعلين مين ڪَهِيا آج رَاماَ ، مُنجهه ڪهيا ڏيکه ٿُون لاَل ھنمان مُنجهه !

ڏبي جهوٽ جي جيونا ، جهوٽ ڄاڻ ، نَڪو جيڳَڙ ۾ ، مين نڪلي آن !

گڏم رَاو تيرَا جو ڪتنا آڏمار ، آ ڏهاَرَا ج ڪهوڻ ڪلاَنترا ڏهار !

رَفتن بدم رَاو تلن ڪَي ڏن گڏم رَاو رَا ! . .

تاڪر ڪهيت جَليا بدَم رَاي تاڪ ، جَليا تاڪ دمر لي ڪدم رَاي ماَ ڪي ،

دَليا سا ندري سانڊري ٺاڪ دوات ، سلاون ڪدم رَاو تب ٺاڪ ڄا !

هراڪن نڪر جاَئي بيٺهاَ نکهه ، ڪرن رَاي ڪا سيسن ٻن رَاج دَنڊ ، بيٺهه

سرهات لين دهري ديکر يا ، ٻهولنه ڪي ڪيا ٻول ، مين ٻسڪر ٻج ڪول !

ٻجاَرن ڪيا جيئو سُورت ، تاڪر رَاو ڪر جَب ٻهول لي رَاو ، تب ٻوئي تاڪهاو !

يعني جنت مين رَاو بات سڪ ڪدم ، ڪر رَاي ڪيئي ، پاس رَاجي ڪدم

لڳ پاي جاَئي اُٺهاَ جا ڪر رَاي ، ڪري جو ڏري رَاو ڪي جانب ڪي !

بھلیں تیں کہیا آج راماں مُنجہ ‏ ‏ ‏ کہیا دیکھ توں کال ہنماں مُنجہ
دُنیا جھوٹ ہے جیونا جھوٹھا جان ‏ ‏ ‏ نہ کر جیو گدلا نہ نیرا نکھ ابس آن
کدم راؤ تیرا جو لگتا اَدھار ‏ ‏ ‏ ادھار آج کہروں کلنتر اَدھار

رفتن پدم راؤ تلف کردن کدم راؤ را

رکھیپ چلیا پدم رائے ناگ ‏ ‏ ‏ چلیا ناگ دھرلے کدم رائے ماگ
چلیا سانڈرے سانڈرے ناگ دوات ‏ ‏ ‏ سُلادن کدم راؤ تب ناگ جات
ہر اکر نگر جائے بیٹھا نکھند ‏ ‏ ‏ کرن رائے کا سیس بن راج دند
سرہانیں دھرے دیکھ کر پان پھول ‏ ‏ ‏ دکی کیا نول میں بیس کر رنج کول
بچارن کیا جیو سوں ناگ راؤ ‏ ‏ ‏ کہ جب پھول لے راؤ تب دیوں گھاؤ
یہی چنت تیں راؤ باسک پدم ‏ ‏ ‏ کہ رانی گئی پاس راجے کدم
الگ پائے چانپی اُٹھا جاگ رائے ‏ ‏ ‏ کہ ہی جوڑری راؤ کے چانپ پائے

لِکھیئے بات تَ رانیءَ کہ مُجھ جہانو بان ہِھیئین چِٹو نہ آئی جرم تُجھ جاوَ ہو تک ہا
کِرمی رآؤ بچکون نہ کِیئے کھول کریں کھون بُول کا بُول دیوئی نہ اُٹھی ؛

کفتی کتم رآؤ اوقضیہ کو ریال ونا کِن بارا ئی خود
کدام رآؤ آکھیئے نین دنہ آدھرے کہ کھنی پاک سُنی بات پرکن نگر
سُنیا تھا کی نارِ دھرکی بہت جھپلہ سُو میں آج دِنبرہا تری جھند بلا
وَ ھیئے جھند جبین دِیترہا حک مین ، انہنی ویل تھے تھین ہون پریا دکہ سین
سَتیا جو کن تہا بر دیتہا آج انکے نہ دتھا تنھین دیکھنی نین بنگ
مُنجھات ایک نا کنُ کجاتا ایل سا آنب ، آسنکت دیتھے کہیلتین لا ت جھان ؛
مُجھکرتا آر بچکون کیا ہوی رآو اسنکت کہ کیون دیکہ سکوہ آ نیا ؛
کھرکھکارہ ذوکھا تھا یا نکھما آری ایسے تھا ر کھون من کیا مشت تکار "
کی ؛

کبی بات رانیں کہ تجہ چھانو بَل　　ہمیں جیوناں تجرم تجہ جپاؤ تَل
کہ جے راؤ مجہ کوں کہے کھول کر　　کہوں بول کا بول دیوّں اُتر

گفتنِ کدم راؤ از قضیۂ کوڑیال و ناگن بارانیِ خود

کدم راؤ آکھے زن دِنہ آدھر؟　　کہ دھن پاٹ سُن بات یک چِت دَھر
سُنیا تھا کہ ناری دھرے بہت چھند　　سو میں آج دیٹھا تِری چھند بند
وہی چھند جب میں دیٹھا جگت میں　　اُسی دِیل (تھی) ہوں پڑیا دگ میں
سُنیا تھا جو کن پر دیٹھا آج انک　　نہ رہا تھیں دیکھتیں نین بنک
سُجات ایک ناگن کُجات ایک سانپ　　اسنگت دیٹھے کھیلتیں لانپ جھانپ
جو کرتار مُجکوں کیا ہوئے راؤ　　اسنگت کے کیوں دیکھ سکوں اُنیاؤ
کھڑگ کاڑ دو کھا تہا یا تکھار　　اُسی ٹھار کھورس کیا شب تہار

گمتی

Scanned by CamScanner

ڪَيئي نه آهِن ناڪَنِ پَرَ آهنا اُنِ لئي، هو آن اَبِ ليکو ڪَيئي پُو مُجَر دِئي
نه مارِتَ ڪَيا سَانَب يڪ ڪون ڏڪي، ڪهسن ڪو تَنا سانب پُن ڦوڻ ڏڪي
نه مَرَتا جو ڪَهُور رَسُ نه ڪَرَنا بَتَال، بَلي ڏُعدَ دِيتَهَا آ نه بَرڪا ڪپال
مڪو ڏاهتي مڪه دُنيا نَجَائي، اُجو هاتي ڪَرِي مڪه ڪَا نَدا نکهائي
نه اُبَ تَهِين ڪسي نا آ رِيضيا وُناه، نه بِيَتيا وُنان آ نه نسيم راوُ نا آن ما
نه مرئي مرئي نام اُجار ڪُوٺا مرئي ما ڍهي ڍهي مرئي جاڙ ڪون
شُهاڳي ڪَيئي اَج نا ڪِن ڪِنار نيوي جهار نَنڌ جهُور ڪَرو مڪ نهتار س
تهي ڏيکه مُنجَهه مَن ڀهڪيا نَرِئي نا نُو، ڪَهي اجهر بان هُوئي ليهي سنجهو نُوا
رِتَرئي نا تو ڪا آن جي آن هُوئي، ڪرون نه اور ڪن مَرُون جي کهُوئي
جهري آت ڪو نَدَنا سئي ڪي جي هُوئي، آسنڪت نه تش ڪهالي لي بت ڪوئي
ڏَ ڏَها سانب ڪا هوئي جي ڪا ڏي، ڏري ڪيون نه وه ديڪه سڪند بي

گئی نھاس ناگن پران آپ لے — پران آپ لے کر گئی پُو بچ دے
نہ مارت گیا سانپ یک کون دُکھ — کِھن کو تِنا سانپ پن دُون دُکھ
نہ مرتا جو کھورَس نہ گرتا پتال — بِلی دُود دیٹھا نہ برکا کپال
مکوڑا ہتی مُکھ دریا نجائے — جو ہاتی کرے مُکھ گانڈا نہ کھائے
نہ اب بھتیں کسی نار پتیاوَ ناں — نہ پتیاوَ ناں نہ تِسے راوُ ناں
نہ مرتی مَری نام اُجیار کوں — مَری ماڈہی دھی مَری جار کوں
سہائی کئی آج ناگن کنار — پڑی جھاڑ تل چھوڑ کر مکھ بِھتار
یہی دیکھ مُنجہ من بھگیا تری نانو — کہ جے اچھریاں ہوئے بھی ناپتیاوَ
تری نانو کا اَن بجے اَن ہوئے — کروں نہ اور گن مروں جیو کھوئے
چُھری اَت کندن سی کہ جے ہوئے — اسنگت نہ تِس گھال لے پیٹ کوئے
دُوھا سانپ کا موئے بجے کاوڑی — ڈلے کیوں نہ وہ دیکھ پھاندا پڑی

Scanned by CamScanner

بَرِيُن سَاج کم ڪري ڪيئي ٻول اَچوڪ، ڏڪّا کوڙ ڪا جهاجهڙا موتي ٻُڌوا،
جنِهين ڀُري سَري هَٿَ ڪاڙهِ ڇَنوڙو پيئي ڏيکهَ نِيشِ هَٿَ ٻِهوئِي ڀُنوڙ
ٻَڌا آيت لفو رِيُن اوَنَت ڪون ڄِنڌ ڪهائي، ڪهڪوڙا ڪون ڪَجهه جو ڪهڻ ڏائي،
تهين نَخر ديني ڏيکهه آنيا وَرآهو ڪه بن ڏوس ڏهَن پَڙ هري ڏڪا آؤ
نِطايُم ٻِهي ڌهر ڍُم ڏکه ڪيئون راڌ ڏيئه ڪه ٻُٽ ورٽ ڪي پات ڏهن سو ڪي

عرض داشت وائي باراو

ڪمرجور ڏهن پات ٻنوي سُنارڻ ڪهڙن جي سُني ٻِلاوا نڪاڙ بجار،
ڪه جتنا ڪهيارا ۽ سبب سَاج ٻَهاوُ، دلي هون ڪهون ڏيکها اُسڪا نياؤ،
مَلو بِيار رِسَني، جو ٻَرڪور دشت؛ نه اِتم نه مُڌهم، سِپهو رنگ ڪنت
ڪيسي آشتي، ڏيکه ڪيسي ڪوچ ڏيئي، ڪيسي اُو ٻجر ڏِکهلا وَتَل ڪهڻ لي
ڪِرچي تُوس ڦِي ڇِنو انا لِي؛ نه ڄُنڊ نَس ڪادوس مُنجم ڏوس ڏيئه؛

ٻر

ڪون

بڑے ساچ کہہ کر گئے بول اچوک　　دَدھا دُود کا چھاچھا ہوئے پھوک
جنبھیری ہُری ہت کارن سنور　　بیبی دیکھ تس ہت بھوگے بھنور
پراپت نہ ہوئے اوٹ کوں چند کھائے　　مکوڑا کون کچھ چوکھنڈ جائے
تُہیں فخر دیں دیکھ انیاؤ راؤ　　کہ بن دوس دھن پر ہری دُکھ لاؤ
نظامی دھرم دُکھ کیوں راؤ دے　　کہ پت ورت گن پات دھن سو دیے

عرضداشت رانی با راؤ

کر جوڑ دھن پات بنوی سُنار　　کہوں جے سنے راؤ اُن کا بچار
کہ جتنا کہیا راؤ سب ساچ بھاؤ　　دلے ہوں کہوں دیکھ اُس کا نیاؤ
چلو پیار سیتی جو پر کور دِشٹ　　نہ اُتم نہ مدھم سپورن کنشٹ
کسی آشتی دے کسی تُوج دے　　کسی اُوچ نچ دکھلاؤ تل کھینچ لے
کہ جے دوس ہے جیو اتپال لے　　نہ پرونس کا دوس منجہ دوس دے

کون

کون پُرکھ جو نکرئی پاوتھیں کون نرک جو ندلیے باوتھیں ۞

دو بئی لکھا انس نفین اکہ تمہا اپنی سمجھی جائی تب او کیو گیا کچھ سکے چھپائی ۞

سنوب آکلا جنہ تبی کلنک ۞ انہ آنس نہا و سنکا تھرون ہوہ نسنکر ۞

رتن بگھیا جائی ما انس نجائی ۞ کہ جب لک بری ایک سرکار تہا آئی ۞

تری اور توھوئی جو گت دیہ منجھہ انگھول پائی جو سر بیت لی ۞

کہ جیون رکہ سر کھند برملدھری ۞ سو بھی رکہ جو بھر سو کندم کری ۞

تربن جات مین میری سمجھات ۞ نجانون کیت کہا و بسواس گہاد ۞

نہ مانون بوکلاس جیسے نہاس ۞ نمانون تری آس جیسے گاس ۞

نہ مس نہا دینہ باس بیس حی جیئی ۞ نہ لمت پاو نما لک بھر لیجئی ۞

نہ تیشا کرون کام جستھے دیون ۞ نہ تتا کرھین کہاو نہ جل مرون ۞

ستم لی بھری کوئی سبھی کچھ تول ۞ نہ بشوی سبھے کوٹ نا بات کھول ۞

کَوَن پُرک جو نا گرے پاؤ بِھتیں — کَوَن رُکھ جو نا ڈُلے باؤ بھتیں

روئی گھانس بھتیں آگ جھانپی جے جائے — تب او گھر کیا کُچھ سکے چُھپائے

سر دپ آ گلا چند تس بھی کلنک — نہ اُس بھاؤ سنکا دھروں توں نسنک

رتن پرکھیا جائے مانس نہ جائے — کہ جب لگ پڑے ایک سرکار دھائے

تری اور تو ہوئے جو گھٹ دیہہ — مُنجھ انکھول پائیں جو سر بیٹ لیہہ

کہ جیوں رُوکھ سر کھنڈ پر مَل دھرے — سو بھی رُکھ جو بھی سو کندم کرے

تریں جات مین (ادر) میری سجات — نجانوں کپٹ بھاؤ لبواس گھات

نہ مانوں پُرک اُس جیے بھا سنا — نہ مانوں تری آس جیے کا سنا

نہ مَس بھادینہ[1] پاس بلیسی (؟) جیے — نہ ہت پاؤ کالک بھرا بیجیے

نہ تیسا کروں کام جس بھتی ڈروں — نہ تت اکدھیں کھاؤں نہ جل مروں

ستم بے بھرے کوئی سی کُچھ کول — نہ چھوے تُسے کوٹ نا بات گھول

---

[1] بھادینہ ۔ بھادیں (بادیں) برتن، دعات

درون ته بکرهين رکم جو بڻ بجائي ملا روٽي پيو عيتا بيهي برت آڇائي

جلوجو بڻ اٿهڻا آٻهارا جولڻ نا جوجو بڻ اٿهين پرٺ ٻره ٻڌم هين

آهي جکين دُرن اوين اُمت سَنتنا نه بوجهي کي سوکي ٻي ٻڌرت سمر کل ٻي مک

ٻڌا جوکري سوبرائي لکهي ما آبد کا تنه ها نري جوا ٻين کرهي

جوبنکا اُنهي ته ترن بڻ ذکر کوئي، سوسيتها کرهين رکم بدهن تنهو کيو

تنهن کهال جهماس کهنجي جوکوئي نه سيڏهي کرهين کو ترين تُوهي هوئي

سنکر دُودنت کهال بالي جي کوئي، بجائين سهند نيب پيتها تهو ڪ

نه تهک تهک بنا جهو ڊسيجک تهکه، تهو سي کرهين باندپينک گي

جنس دا دتهين هوئي سنديه کئه، بهلي کيت کن هوئي وه ديه کن

آدو هوئي بنجم که روپ بها نه، تهو سي کرهين ٻانج انگل سمان

مدهر نه کهتر هوئي کهتر نه مدهر، مدهر سوملهه هوئي کهترسون هين

سدا کال باجهي ديهه منجهه نيرئي نه بيهي کرهين کهاه بانجي ستر

تجهي

ڈروں نہ کدھیں دُکہ جو بن بچائے — ڈروں جب جو جیتا رہے پرت اُچائے

جلو جوبن اپتھیا اُبھارا جولیں — جو جوبن اتھیں پرت بیوہ پڑھیں

اسی جگ میں جوبن اَدیں اُمت مت — نہ برھے کسے سوک بن پرت مت

بُرا جو کرے سو بُرائی لے — ابل کانٹھ[۱] ہانڈی جہ آپیں رہے

جو نیکا اُٹھے تُرن بن دُکھ کوئے — سو سیدھا کدھیں رُکھتہ بدھن نہ ہوئے

(جنتر) گھال چھماس کھینچے جو کوئے — نہ سیدھی کدھیں کو تری پوپنچ ہوئے

شکر دُود نِت گھال پالے جے کوئے — نِکا بن سہند نیب میٹھا نہ ہوتے

نہ ٹھگ ٹھگ بنا چھوڑسی جگ ٹھگ — نہوسی کدھیں پانڈ رینک لگ

جس اَد آدھتیں ہوئے سند دیہہ کن — بھلے گت کن ہوئے وہ دیہہ کن

اَدو ہوئے پنجم کر ہوئے روپ بھان — نہوسی کدھیں پانچ اَنگل سمان

مدھر نہ کھتر ہوئے کھتر نہ مدھر — مدھر سو مدھر ہوئے کھتر سو کھتر

سدا کال پاچھے رہے منجہ نیر — نہ بیٹھے کدھیں کھان بانچے سر پر سبھیں

۱؎ کانٹھ = (کاشٹھ) لکڑی

سڀئين ٻا ٻهتر ٻه ڄڻوي ڄي ايڪ مُلِ، رُتن ڪو ٻيا نه مُول لٻي ڳانت ڪهول،

نه سرٻاد ڪرد ود ڪُونه هين تاڪ، سڀهي استر ٻا ايڪ لڪوي ٿهاڪ ما

نه پرڇهاڪ ڳا جند ڪون اُ اُدهانڪ، نه ڪهون ڪين ڪيي مڪ سنور ڦهاڪ،

ڌرم ڪون ڌرم ٻاڪيون سا آنته، ٻتو لي نه ڪنبلي مون ديه ڪا ٻته ڪاتا،

ڪه جي ٻا آن اڪلا هوا ڪاج ڪون، نه سرٻاد ڪرنا، تسي ٻاج ـ دنا،

نهين آڏين اور ديهي آدمي مين، ڪلن ڪي ڪيا اونچ تديو تهين،

نڪر دشت سنگا ربي ٽوب ٻن، ڪرين دشت ترس ڳام ٻن آنڪه ٽوڙ،

لکها ڪهوت ڪا چير ڇجر ڇٽو ٻڪه، ڌهي آس ڪرجرم ٻجم ٻائي تل "

ترِي ڪهنت ڌنمان ٽون لا آياس، ٽمري ٻهوڪ ٻرنجا را اوڪلا نواس،

نه سنيا الولڪ ڪه اس عدد تمان، سڪي اپنا جيوُ تو سب جهان ما

ٻنا هيم آدهم ڪجيو ڇهو را آڄ، ڪيا را آڄ ٿهلا دي سنور اب ڪاڄ.

نه ٻجه ٻوت ٻلونت نه بير ٻلها سنور ڪون ٿهتبي ترا راڄ ڦل

سبھیں (با) پتھر ہوتے جے ایک مول رتن کوئی نہ مول لے گانٹ کھول
نہ سرپار کر دُود کوں ہین تاک سبھی استریاں ایک لکڑی نہ ہاک
نہ برچھیاک کا چند کوں آ و ڈھانک نہ گَھن کیت کے مُک سنور جھانک؟
دھرم کوں دھرم پاپ کوں (پاپ) سانٹھ تتولا نہ کنبلی پرن دیہہ گا نٹھ
کہ جے بان اگلا ہوا کاج کوں نہ سرپار کرناں تسے باج کوں
نہیں آدمیں اور بھی آدمیں گگن کے کیا اونچ تل پر تھمیں
نہ کر دِشٹ سنگار پر روپ پر کریں دِشٹ تس کام پر انگ پر
لکھا کھوٹ کا جیو تجہ جیو بَل رہے آس کر جَسم تجُ پائے تَل
کرے گھنٹ دَنمان توں لے اُپاس مرے بھوک پروار اور رانواس
نہ سُنیا الو لگ کہ اِس ورتمان سُکھی آپنا جیو تو سب جہان
براہیم اَدہم کہ جیوں چھوڑ راج گیا راج تھل دے سنور آپ کاج
نہ تجہ پُوت مُبد ونت نہ بیر بل سنور کون تھنبے ترا راج دَل

جو ڏيتيها ڳجھو ٿيا سمورا ڪيا آنهه ٿيا آڳو ٺهنڊا رهيس، جو ڏيتي ڳجھو ڪنهن نه ڪو؛
ڀلا ڪو جو ٿون پيو ڀلا آڳي لکيءَ، ڪه جم جم ڀلا آڳي ڦفا ڄجهو مڃي؛
ڪه جي فخر ٿون ڪيان ڪي ڏيه سڀ، ٻڌنم مڪه باڄي ڪدم ڪومن ٻڌا؛
ڳهنون سڌ ساڄي نظامي ڍهر ٿيا ٻڌم سڀ سڻي ٻات باڄي ڪدم؛

ٻاڏ ڪفتن راو ٻا ڙاڪي

ڪلاڻ راو ڪهيا ڌهن ٻات سڻه، ڪهيا ساڄ تين، ٻعيد ٻت ٽڙٽ ڪئي؛
ولي من ليڪاچي ٻها ڪي ڪهيئي، آسنڪت ڪروه مٽ لڪي پيلي ٿيئي؛
ٻهڪي همت ڪون ڪانب سون ٻانڌيه، ٻهڪي من ڪون ٻڌه ڪون ساٿڏي؛
ڪه جيئون تا ڪر ساليه ستي ڪانت ڏيڪ، تڪو ڪانت من موڙهي جوڪه؛
ڪه ٻت لگ ٻفڪي جيئو ٿي ڪانت ڌڪ، آتيري ڪري جيو نه ديري سگهي!
آڳٻانه هوئي ڪمنت جي هوي مڌهڙ، اجنبا هوي لوڪي جي هوي ڪهنن
ملکي ڪها ٻنه مري ڪوي ٿيا ٿو مري ململي جيئو سن ٿيو ٿيو ڪري

ڪهڙو ڪوئي اُڀجار، نا چاڙهائيو، بڦا مُڇي ويو جو ميڙ آڇ باب ؛
گيت ٿيو ٿهين ڄم اُٺي سيڙس لڳو بلندي جلي ڪو، پائي ٿيڻ سيبس لڳ ؛
مُڇي سُڪ تب ٿيو، دنه نين بهن ، سڄو جلي ڪوڙي جي سٽ پئي ؛
بنکهيرو اُڏي، ديکه ڪوا بڻ نس، جوري ملڪ جري هنس هنس ؛
نهن بانڀڻين ڪون سنکت پوئي ؛ نه خرما ختنا جنت ملڪ ڪري ؛
سيبا نا ڪري سُده سُون مدهه ڪن، اکنوارة ڪري ڪي مين جوڙ لاءِ تون ؛
ڪري ڳا ڍهرا دلڪ پئي دال ڪا ڍني ڍاڪ ڪري ڪون تن ديکڪا ئي ؛
وڻ ڍوڪ ماري کهنه کهاي، ٻوڙو پيوکڻ ڪا ڍڙي ڄڪ نڙ آڻيو ؛
سنکت ڪي ڪوئي براڪ ڪري بمري سُڪل چوه ڪوکي ڪهڙو ملا مري ؛
تو الا آ دهڪ مڪر لينا نجائي، نه جو ڪت ابس ڪام ڪرنا ن نجائي ؛
ڀلي نجات نيئي جات ناڪن سبجلت، ڪلنڪ اب لا يا لڳارت سنکهات
تري ايڪ مين جي، اڪهاڪهون هوئي، ڀلي ليڪ هيت ورت نهلي ڪي دوئي

Scanned by CamScanner

گھُرے کوئی اُپچار ناچار پاپ — نہ بھاوے مجھے وہ جو میراچ باپ
کپٹ بھاؤ کھیں مجہ اُٹھے سیس اَگ — بلندی چلے پائے تھیں سیس لگ
مجھے سُکھ تب ہوئے دِن نین بھر — سچوئی چلے کوئی جے ست پَر
پنکھیرو اوڑے دیکھ کر آپ وَنس — چڑی پل چڑی (اور) ہنس (مل) ہنس
مہریا.. کون سنگت پڑے؟ — نہ خَرفا ختا جُفت مِل کر کرَے
سیاناں کرے سِدھ سوں بُدھ کَن — گنوارہ کرے کَن میں جیوں پَوَن
کہ جے گا ڈَھرا ذلک پر ڈال کھائے — دھنی داکھ بِن کون تِس دیہہ کھائے
ولے دھوک ماریں گھٹا ٹوپ لوگ — نہ یہ گا ڈھرے جوگ نہ رائے جوگ
اسنگت کہ جے کوئی بُرا کچھ کرے — مَرے سُول چڑھ کر کھڑگ تَل مرے
نوالا اُدِھک مُکھ لیناراں، نچائے — نہ جوگت آپس کام کرناں نچائے
بھلی جات بھتی جات ناگن سُجات — کلنک آپ لایا کُجاتی سنگھات
تری ایک میں جے لکھا کھون ہوئے — بھلی ایک پَت ورت لکلے گی دوئے

ڪٽڪ پوءِ ڪٽ کھي ٻانڌ ونءِ جو لکڻ گئين پر تت هوءِ تت تڙي
دمڙ نہ ملتمان تت تلي ڀشت ڪرڪي بند جھنڊ ڪي ڏنا بوڇه ٻجائي
ٻي ڏوڙ نا جھان ڪل پٿلي هوئي تماهوئي لھوئي ڪل ڪل ٻرگا بلنه آيا تبان ڪهو
آيا جھنڊ سڪي ڪيا ڪڙ آڪرھ تت جي آڪي ٻڇاڻي آن ڪھان بشڪي لَسَن
اول ڪا تل ٽيس هوئي ڪر ديشي ڪدلي تل ڪي مرد جو وھ ستوي ارو تڙ
ڪِدھ تت کيھي ٻار سوه آ جھجھلي لڪ جب ناڪي هوئي نہ سثون
جھيل جو ڪرڻي جيونہ هوا ولا ٻا ايڪ برلہ سڻن بول گروه اروڪن
جھڪ سوراه ديه سوءَ جي آجاون اڪ جڪ لالاه ڪا دُج نا وتھا گروهن
هوئي جو ڏر جنتا بيتي ايڪ ٻيري هوئي ڏور ٻُھر جو بيتن ڀوڙ برڪيا
آئي مجهه بتهائي ڪيئي بن ٻا تهار جني ڪر آئي بجهائي ڪيتي تهار تسن ڪون بھلين
لتون انڌ آڪم ملہ ريھ دمار ڪھو ڪم ليوه سڌ ڪي آنال يا ٽوڻ جا کيھي
ن ڪر آڪفيا ڪسنگ نا ڪن ڪري ڏھن ڀات سني آلمي داڙ ڪم ڪد

ڄ ٢ ٥

Scanned by CamScanner

تری مت ہوئی مت پرکب لگ
جو دو جانہ دیکھے پرکھ تب لگ

نہ جانے پرکھ نار کے چھند بند
کرے دشٹ تل ہت من مانہ وند

جہاں سو ملیں پرکھ کل کل نہ ہوئے
تہاں ہوئے کل کل جہاں نار دوئے

لسن مشک کی کھان جھانپی جے جائے
تب اوگھڑ کیا کچھ سکے چھپائے

مرد استری دو جو پر پرکھ تل
کندل دیس کر ہوئے تس تل ادل

سنوں نہ ہوئی ناگنی جب لگ
مجھے آپ سو یا رکھے تب لگ

اَردگن کروں بول سن برلہ ایک
باولا ہوا جیو رکھے جو جھیک

کروں بھاونا جیو کا لاد چک
اچاون جے میر دیہہ سرواہ چک

گیا پور رپتن جو بھر پور ہوئے
پڑے ایک چنتا پتن چور ہوئے

بھلیں کون تس ٹھار کیتی بجھائے
کہ جس ٹھار پاپن گئی منجہ بچھلائے

کہیں جاؤں پاتال کی سدھ لیوں
کہ دبن کھود ماریں نہ مکھ آن لیوں

کدم راؤ آکھے سنی بات دھن
کرے کن باسکھ کہیا آکرن

کرکھب

جَبَش مُنهن مَلُوڪ جِي، ڪَتا جِنهن رُوپ؛ جِئين جَنهن جَنتا، جِن سين سَرُوپ

ڪَدَمَ رَاوُ ڪَرَدَا سَمند ڏِکين ۽ دَتن دِين مِلڪ سَمند کُولي آهين

کَهيا آج رَهه ڏِيک مُنجهه مُذرا، ڪرون آج هوئن نجهه مُلڪ جِتها نِرا

ڪَدَمَ رَاوُ ڏُوڄا پَدَمَ رَاوُ بڻ؛ نَتهه تِسَرا آدِ نه جَرَمَ رَاوُ بڻ

ڪَدَمَ رَاوُ ڪُجهه قَبُول نَڪرد مَآل پَدَمَ رَاوُ

ڪَدَمَ رَاوُ ڪَهيا ڪَڪوتار سَاڪَ؛ ڪه آب نِهين ٿِهين مَت مُنجهه لِيه نهال

کَهوُن اِڪ نجهه بول جِهينٽ ڪَري، ڪه جِي بَت ڪَري ڏڪه مُنجهه نه ڏَهري

سِنيا هِي ڪه جِي مَت ڪِها دِيه ڪهَان، نه تهيو، بِجَن مَت نه لِيه نهان؟

ڪه بِنهت نجهه ڪام مَت ڪا ڪَري، جِي دَفن لِي ڪَري ڪام بَسَن ڪَهن ڀَري

نه اِيڪيهون تِسي مَت جود ويءَ، سَرا آهي دَهن اَرمَاد مَنلُوب دَهن با

تِسي مَت لِيڪصُوف جو الجُهَان نِهَار؛ ڪهار رَهون دن يا ويڪهتا ڪها

سَتوالا ڪه مُنجهه لاَب اِيڪبول نجهه، سوا آبي ڪدهين تين ڪهيا کهول مُنجهه

. . . . . . (یہاں سے تسلسل قائم نہیں رہتا) . . . .

جنبش میں مکر کے گیا چند روپ   جنبشی جنبث آ جشنی سروپ
کدم راؤ گرڑ دا سمندر کہیر   رتن دین مکھ سمند کھولے اہیر
کہیا آج رہ دیکھ منجہ مُدّرا   کروں آج ہوں تجہ مکھ جھاڑا
کدم راؤ دوجا پدم راؤ بِن   نہ تھا تیسرا دن جَرم راؤ بِن

کدم راؤ قبول نکردما آل پدم راؤ

کدم راؤ کہیا کہ کرتار ساک   کر اب تھیں تہیں مت منجہ لیہ بھاگ
کہوں ایک تجہ بول جے ہت کرے   کر جے ہت کرے دُکھ منجہ نہ دھرے
سُنیا ہے کہ جے مت گُل دیہہ بھان   نہ تھینیں بچن مت نہ لیہہ ہان
کر بن مت کچہ کام مت کا کرے   جے دھن لے کرے کام بس گھر بھرے
نہ لیکھو تیے مت جو دوسے مَن   سرا ہے دَھن ارما دمَن لوب دَھن
تیے مِت نیکھوں جو اُلجھان تھار   کھڑا رہوں دُنہہ پاؤ دے ہت ادھار
سوا لاکھ منگ لاب ایک بول تجہ   سوائے کدھیں تیں کہیا کھول منجہ

ے دنہہ ۔ دونوں

جيسين آهي ڏٺي هو بيعت ۾ ٿيون ڪرمت ۾ ٿيون ۽ پر حيسترڻ ٿيو
سياڻا ڪلهوڙا بدهه وقت تڙون نڇيئي نه کهڙونا آور ڪيشڪون گهڙون،
ڪنوار نه ڪري ڪن ميان بدهه ڪيڻون پون بيجري هاڪ مين پين جيئون
ڪري ڏهڪلي اٿي دعن منجهه يڻ دهونيا ڪهڙون نهالو تا جت ڏهن
ڪري ڏرب منجهه ڏين ۾ ٿي نجهه دهيان ايا جهونگا اجهو منجهه نجهه آستا ڪي
گوڪون پت نجهه بول هون آور ايڪ ڪرا ڪهڙي ٿين سنور سون سڪ ليڪ
پڌم زادو سکيئي هو اس سلا ڪه هنڪار سيئي زادو منجهه جڏ ڪڏ
ڪڏم زاده ڪهيا پدم يت ڪيا ڪيا آيت پڙ ايڪ سنک لاکيا
ڪري نڪا بني ڏاي منجهه بيار ڪري سو ستر ڪهند ڪسنتو ڙين لي ڏت ٿلرئ
ڏمري سيئس پوهت منجهه بول لين ڪرن آڪرن تها نوجي بول ديه
سکهي هو بعد ڪوت پرد و آرمنه ڪسنوڪندم ڪرون باڻ سيسار منه
ڪدم زادو سنر ڪهند ڪسنتو ڙين مل. پدم سينس پوهت دم پا آدهل
ڪهند.

Scanned by CamScanner

جسیں آس دھن ہوئے ہت بن نہوئے   کہ ہت بن نہوئے اور ہمت بن نہوئے
سیانا کہے ات بُدھ ونت توں   تجھے نہ کہوں اور کیس کوں کہوں
گنوارن کرے کُن میں بُدھ (کیوں)   توں ن پنجرے ہانک میں نیر جیوں
کہ جے دھکسی راۓ دھن مُنجہ پر   دہوں کا کہوں بھاؤ تا چت دھر
کہ جے درب مُنجہ دین ہے تجہ دھیان   اَچھوتا اچھو مُنجہ تجہ آستان
کردں پت تجہ بول ہوں اور ایک   کہ اوگھڑ پڑیں تنور سوں مُسکت لیک
پدم راؤ سُکھی ہوا اِس سبد   کہ ہنکارسی راؤ مُنجہ جبد کد
کدم راؤ کہیا پدم پت کیا   کیا پت پر ایک سنگت کیا
کہ جے تھانبے راۓ مُنجہ پیار کر   سو سرکھنڈ کستوری لے دت بھر
دھرے سیس پر ہت مُنجہ بول لیہہ   کرن اکرن تھا نو جے بول دیہہ
سُکھی ہو پھروں گوت پرواردمنہ   سوکندم کروں؎ نانو نسار منہ
کدم راؤ سرکھنڈ کستوری مل   پدم سیس پر ہت دھریا اَدھل
نتھا

؎ "سوکندم کروں" کی جگہ حاشیہ میں "کمتا دلاں" لکھا ہوا ہے۔ (جمیل جالبی)

نتما آ ڏٺين ناڪ کي سر بدم، تڏھا ٿئين ھوا جڏ ڌر يا مت ڪدم

جوالي ڪھيا ڪو ڪيريا اڄ ھجول، تلا ويز سيد کي سبذ ديڪ ڀول

تعريض ڪري ڏن بدم راز ڪم ڪدم وآوءِ ڪرن اسٽ

ٽ. آيسيعلو دو ٻي رائي ڪرتي بنود آيو منجھ ملا فارلي سورڏي سات مجھ،

بدم راز اُٺيا ڪم سينوا ڏھن و ئن ڪري ڪن جي رائي ٻڻتي ڪرڻ ن،

سُنيا مين جي منجھ ڪال ڪاھي ايا سي، نه ڪھن اُغس نه پاڻي نه تنبول پاڻ،

ٻھوڪم ڦا رھي ڪوئي نه ڀلو ڪا اڄ، سکي ڏاو نون ڪيوڻ رھي آني ٻاڄ

ڪوٺي جي رھي ٻھوڪ ڪر آن ڏوس، تسيا ھي ايس آپ ڪرنار ڏوس،

ڏھيا ڀوڪ ڏن ڏيس نون ڪھنت ٻڻ تلا وير ڍھو آنوڪ ھيرا ڪر،

ڪي جي رائي ٻھوڄي ڪري ٻھوڪ مکه سکي منجھ ھو آڏيڪ منجھ ھوي مک

ابا سن اڄ رھنا ڀلا منجھ لفذ، ڀلا جو ڪيھي ڪھا ڪي ھوي ٿوڪ،

نڌيان جي مک ٿون جيو ٻھا آئي، نه ھون جا نو ڪھرا بيني ڪرنيا و،

نھتا آد تھیں ناگ کے سر پدم　　تدھاں تھیں ہوا جد دھریا ہت کدم
جرالی کہیا کوئی کنیا آج جوں　　تل اوپر سبد کے سبد دیک ٹھول

تعریض کردن پدم راؤ کہ کدم راؤ کدنہ است؛

دوئی رائے کرتے ہتوں آپ منجہ　　تلاوار لے سُورے سات منجہ
پدم راؤ اُٹھیا کہ سیوا دھرُوں　　کرے کن جے رائے بنتی کروں
سنیا ہیں جے تجہ کال کا ہے اُپاس　　نہ کھن اُس نہ پانی نہ تنبول پاس
بھوکالا ہے کوئی نہ بھوک آج　　سکے راؤ توں کیوں لہے آن باج
کوئی جے رہے بھوک کر آن رُدس　　بسا ہے الین آپ کرتار دس
رہیا بھوک دن دیس توں گھنٹ پر　　تل اوپر ہوا لوک ہیرا نگر
کہ جے رائے بھوجن کرے بھوک مُکہ　　سُکھی تجہ ہوا دیکہ مُنجہ ہوئے سُکھ
اُپاس آج رہنا بھلا تجہ نہوئے　　بھلا جو کہے گھاتکی ہوئے توئے
نہ دے آن جے مُکہ توں جیو بھاؤ　　نہ ہوں جاؤں گھر آپنے بیر نیاؤ

نتھا آدتھیں ناگ کے سر پدم   تدھاں تھیں ہوا جد دھریا ہت کدم
جرالی کہیا کوئی کنیا آج جول   تل اوپر سبد کے سبد دیک پھول

تعریض کردن پدم راؤ کہ کدم راؤ کدنہ است؟

دوئی رائے کرتے ہوئے آپ منجہ   تلاوار لے سور ڈے سات منجہ
پدم راؤ اُٹھیا کہ سیوا دھروں   کرے کن جے رائے بنتی کروں
سنیا میں جے تجہ کال کا ہے اُپاس   نہ کھن اُس نہ پانی نہ تنبول پاس
بھوکا لائے ہے کوئی نہ بھوک آج   سکے راؤ توں کیوں لہے آن باج
کوئی جے رہے بھوک گر آن روس   بسا ہے اَلین آپ کرتار دوس
رہیا بھوک دن دیس توں گھنٹ پر   تل اوپر ہوا لوک ہیرا نگر
کہ جے رائے بھوجن کرے بھوک مکہ   سکھی تجہ ہوا دیکہ منجہ ہوئے سکھ
اُپاس آج رہنا بھلا تجہ نہوئے   بھلا جو کہے گھاتکی ہوئے تو تے
نہ دے آن جے مکھ توں جیو بھاؤ   نہ ہوں جاؤں گھر آپنے بیر نیاؤ

Scanned by CamScanner

ڪڏهن راڻو ڪهڻيا پدم راڻو ٻڌي شڪر ڪري ٻاهر ماڻي ڪيهون آهي ڪين.
سيوا سنگهه ٻڌي ان نيتا ۾ آهي هون آرو ڪئي ٻڄانو ته ان ڄاڻو هون ها
ڪرا آداڻا ٿوري نهين ريتهم ۾ اسٽينر جلي رنيت سا سان جم
دسا آڏرين ڪ ايڪ دوت آن پاسي آرو ڪني ڪرون داڻي ڏي ان کي ڪيهڪ
نه پولي ڪڍهين جهوٽ ڪرتل سا ڪي آرو ڪين ڪرون دو ٽي ساڄ ڀاڪال.
ڪنهن پدم راڻو مضبوط صحبت مسافر آنو جوڪي وڃي ۽ ٻئي آن
پدم راڻو ڪهيا ڪه بنئي دهوڙون ڪر جي چڪ سني راڻو سيوا ڪرون.
جسڪتر ٻڌوندا نه هنڪار پاس ڪه توت آس دي ٻهون ڪر جاي ڀها
ٻهوندا جو ٻاڙي سلڪ چڪڙا ئي لڪي تا آب ڪون ڄاڻ دونڪه ڏکائي.
دسا ادرين ڪ سن دهري بهت سڀهله ڪر ملڪه ٻهول ديچو لي باهڙيا،
جوڳ هت پن تما سو مين نجم ڪهڻا سيوا سنگهه اُس ٻول جو مجم ڪيا ٿا.
سڀئي ٻڌ ڪر تون جو ڪرتا ردنيا ڏري دي سڪي بڪه ڪي شڌه لي ها

هيمنت مئي بس باڏ — ٿمت

کدم راؤ کہیا پدم راؤ سُن | کہ جے ساچ مانے کہوں آپ گُن
سیئوا ساکھ پردیسین باج ہُوں | اروگن بخانوں بہتر راج ہُوں
کہ اُد آد وادد تہیں رِیت ہم | تسنتر چلے رِیت ساسان جم
دساوَر پُرکھ ایک دوت آن پاس | اروگن کروں دان تِس دے اُداس
نہ لوبوں کدہیں جھوٹ کرتار ساگ | ۲۹۰ اروگن کروں دُوت نے ساچ بھاگ

گفتن پدم راؤ مضرت صحبت مسافران وجوگی وجنگم وغیراں

پدم راؤ کہیا کہ بنتی دھروں | کہ جے چک سُنے راؤ سیوا کروں
جگتر بھوَندا نہ ہنکار پاس | کہ ترت آس دے بھوند کر جائے نھاس
بھوَندا دھرے مَن بہت دِشٹ بھاؤ | پَسالے اگر پیٹ میں بیس پاؤ[1]
بھوَندا جو پاوے تسلک چک رائے | لگے سانپ کوں جان دو پکھ دھائے
دساوَر پُرکھ من دھرے بہت سہل | ۲۹۵ کہ مُکہ بھول دے جیو لے باہ ہول
جو پچھ ہت پن تھا سو میں تجھ کہیا | سیوا ساکھ اُس بول جو مجھ کہیا
سہی بُدھ گر توں جو کرتار دے | دہی دے سکے بُدھ کے سُدھ لے

تفت

[1] یہ شعر حاشیہ میں درج تھا (جمیل جالبی)

گفت شد کدّام راؤ بہ بدّام راؤ

کدّام راؤ سُڻ ٻُڌي جنا ناکِ مکہ بسري پيرما ٻول سُڻ ايڪ چڪ.
بعد پُڇيا راوا انجاڻ کُو نند ڀُوندا ٻُڌا اڪيو ان هُوا راؤ ڪُون،
ڀُوندا ٻڪ تو گهري جان هوئي، تيسي راکهين ڪنُون آئي جان هوئي،
سو ڪيسا آدت راوا سُڻ ور ٿانا، جو ٻرديسنہ نڦي درو ندان آن،
ڀونلا مري دشت تل يونءِ ديس، ڪر کيهٽ ٻيلا ڀلو يٿي، ابو جيولا
گگن ٻهير کي جي ملنہ لک ايڪ، ٻلا مت سڪين لک مُکم پاک تيڪ ما
کري جي هُوئي موج تيکت جات، سکي لوچ کر جڳ پاني سنگهات،
نہ جنتا ڪوئي ناکِ اُس لهاؤ، تون ڀوندا بلہ دت آرو ڪي ڪرون ما

باز گفتن بدّام راؤ کہ صحبت جوکي و مسافر بکردد

بدّام راو ٻيا هوا جهات لگہ، بنايو ڪيئي تن بهرات لگ،
گهايا آو ڪهڙ ناک راوه ڪرونہ، ڪري جي لادا نکهين منائي گردن،
نکو راوا تون ڪوب مجھ ٻول سُڻ، ڪہ ڪوبيائي ڏهري ٻهت ڪئي،

گفت شد کدم راؤ بر پدم راؤ

کدم راؤ سن بر جنا ناگ مکھ بسری پڑیا بول سن ایک مچک؟
پھر پوچھیا راؤ انجاو کوں بھونَدا بُرا کیوں ہوا راؤ کوں
بھوندا پُرکھ تو کھرا جان ہوئے تِسے راکھنیں کیوں اپس ہاں ہوئے
سو کیسا اَدِت راؤ اُس ورتمان جو پردیسین بھی ڈرے وَد نِدان
بھوندا مِری دِشت تَل یُوں دِسے کہ کسپِت پڑیا بھوئیں اُپر جیوں دسے
گگن بھیر کی جے بلن لگ ایک پرا پت سکیں لگ مُکھ پاگ ٹیک
کھری جے ہوئی مِرج تیکھت جات سکے تُو چ کر چکٹ پالی سنگھات
نہ چِنتا کریں ناگ اُس بھاؤ توں بھونَدا بلد ورت اَرو گن کردل

باز گفتن پدم راؤ کہ صحبتِ جوگی و مسافر نگردد

پدم راؤ اُو بھا ہوا چھات لگ بِناتی گئی تِن پہر رات لگ
کہیا راؤ دھر ناگ راوہ ڈروں کہ جے راؤ انگھیں بِناتی کروں
نکر راؤ توں گرب، منج بول سن کہ یہ کوڑ بانی دھرے بھوت گن

Scanned by CamScanner

نه ٻڌيا آ تون جم سهڻيس منجهه، ڏٺو لوڪ سهڻيس ليءِ ٻنهس مجهه

ٻهت ٻهيد ڪا لوڪ ڪي راج لڳي، ٻهت ڪا ترا ڪي ڌهري ڪاج راج

ڪري انڪه او جهل ٻهسجهند بند، ڪم دشت آنت ڳکو ن ڪهي سوڙ جند

ڪرڻ ڪهات ڪا ڪام ڍهنورت ٻني، ملا ڏي سڀها لوڪ سنگت ٻني

نجا نين ڪه ٻيري ٿهان تن ڌهري، ٿها ڪا نڪرا دانت تل ڪيا ڪري

نه جنڪي تهين جانيي هين ڪر ايڻي جهونيري لڳي لڪي ڏي لهن

نکو نان ڪيسي ڪسيي سنات هڻت، ڪه ڪست سڪي جا ڪيٿها رڪت

نه جهاري نه ٻو ني ڌرڻ ٻا ڏڪونده ٻرا ڪه ڌري مت ٻري ٻير شوفا

ڪه ڇي ڌيندهي، انبل هتر و آري نه ڪڌهين ترڻي ٻن ڪهو نڪرو

جو ڪم مين ڪها ٻهيد ڪهڻ ڌيسنه، ڪهو ن آب ڪج ٻهيند ٻر ڌيسنه

نه نيري اٻنس آن جڪ ڪا ٻري، نه ٻڌيا و جو ڪي ترڻ تا ٻري

نه جهڪي ڌهي جر جم ملا ماسي آج، نه رکهي تسي تري ڪنڪ آسي ڀاڄ

ترجمو

Scanned by CamScanner

نہ پیتاؤ توں جم سہدیس منجہ — دبی لوگ سہدیس لے بھیس منجہ

بہت بھید کا لوک ہے راج کاج — بہت کا ترا کی دھرے کاج راج

کرے انکھ اوجھل بہت چھند بند — کہ دشٹ انت تجہ کوں کہے سور چند

کرے گھات کا کام دھنوَرت پنی — ملا فرے سبھا لوگ سنگت پنی

نجانیں کہ بیری تہاں تن دھرے — نَنھا کا نکرا دانت تل کیا کرے

نہ چینگی تہیں جانئے ہین کر — اُٹھے جھونپڑی کتی لگے دولہر

نکرناں کسی کِشتی سات ہت — کہ کِست سکے جاگ گپھتار گت

نہ جھاڑی نہ بُونٹی ڈرے باؤ کوں — بڑا رُکھ ڈرے مت بڑے بیر سوں

کرجے دیدھے اِت بَل ہت رُد — اُڈے نہ کدھیں توتے بِن گھونگھرو

جو کچھ میں کہیا بھید بہدیس نا — کہوں اب کچھ بھید پردیس نا

نہ نیرڑے اپس آن جگ کا پڑی — نہ پتیاؤ جوگی ترڑی تا پڑی

نہ جوگی رہے خرم مدماس باج — نہ رکھے تسے کوئے کنک آس باج

جو جوگی

جو جوڳي ڏکي رڳين پاس اڀس اڀس ڏکن ۾، سو ٻِلِي ڪري ڪنز جوڳي لڄن ،

نجا نون ڪهه تجهه مهي گدهين باهه ٻهڦول ۾ لاڏي ڄجهي آن مت منڊ ٻهڦول ،

ڪنڦري ڪيهانڊ ڪا شڪ منڊ ٻو نا آنه خماري ڪرا ڏڪ لي جيئو نا آن ،

ٻهلانه ڏهني را جڳونه رات ڏيس ٻجو منڊ ٻو ٻيسي جتا ٻنگ ٻهنيس ،

سرت نول ميتر ٻنا جڏ ڪنڦري، ڏهني راجڪود ٻتو نا نه تڪ ڪوپ ،

نه ڏنه گهونز نا ينه جهڦر ڪونٽي پا نجسي مشه نه منڊ ٻو ڪو ڪوئي ڏهي سانجهي ١٠

ڪيه آسن ٻنسٽ يقين هات ڏعوي جڳوئي نه ڪو ڪانڌهين هوئي رتا ٿڦزي ،

جو جبس لکهن ڪرا هوڪي تن سو ٻي تن اسيني لو رتي ڏهن ٻنس ٩

نمفت جيشتي ٻن ڌهري جڳ انڪ نه جوڳي ڄجهي ٻهنڪ جوڳي اڀهنڪ ،

ڪها لڪ لهو هان جوڳي ٻيهان نه ڪر جيئتا ڳهون لا به نه باج هان ١٠

وَرِلي ايڪ ڪر ڏوت جڳ بار ديه نه ٻجن گهند سنبهال ٻر ڏارا ئي ١٠

نه مانون ڪتنڪ وه جيسي سنز ٿوئي ڪر جب سنز ٿوئي وه ڪڏهين ٿو ٿهوئي ،

جو جوگی رکھے پاس اپس آس دھن　　سو تلتل کرے کر جوگی لچھن

بجانوں کہ تجہ بھی کدھیں باہ بھول　　بلاوے تجھے آن مت مد پھول

گھڑی کھانڈ کا سکھ مد پیوناں　　تمھاری کیرا دکھ لے جیوناں

بھلا نہ دھنی راج کوں رات دیس　　جو مد پیویسی... جتا پنک بھیس

سرب نول میتر بنا جد گھرے　　دھنی راج کوں پیوناں تد گھرے

نہ دنہ گھورن اچھتر کوئی باچسی　　نہ مد پیو کر کوئی دھن سانچسی

کہ اس بست تھیں ہات دھوتے جکوتے　　نہ گو گانڈ میں ہوئے دوسرا ہوتے

جو تس لکھن کرا ہوتے تن ؟　　سوئی تن اسے لوڑتے دھن لبن

بہت جبلشتی من دھرے جوگ انگ　　نہ جوگی تجھے بھنگ جو کے ابھنگ

کہاں لگ کہوں ہاں جوگی پتھان　　کہ جیتا کہوں لابھہ نہ باج ہان

دلے ایک گردوت جد بار دیہہ　　بچن کھنڈ سنبھال پر دار ایہہ

نہ مانوں کتک وہ جسے سیر ہوتے　　کہ جب سیر ہوئے وہ کدھیں تھر ہوتے

Scanned by CamScanner

کرچی بارنہ دیہہ یک دیس رائی ۔ اجلی کا آرتا بیک نو کھند جا ئی
کہ جس جیوا دھار لگ جیو ھوئی ۔ کِرکھنت وہ جیو لگہ جیو کھوئی
توئی دشت ھے دشت کدم راو بازنار گانی پلہم داو رمار ر
نری دِسْت ھے دشت جیو تسو دشت ۔ گہر کی کھنت بلہیہ برکی اندیشت
کدم راو توں جم کدم را جگن ینجھے بیے پتھا آئی جا نو کھر
کہ جب لگ رھے جیو تن ذکر گیتنہ بسرون تجہ ابکار تیری سکت
بہت جیو کہا بیو اکھا و توں ۔ سکھے منجہ کیا جیو براراد تون ن
کراور او ~~تب کہ جیو نجم~~ تجہ ، تجابین دوئی تون کسینے کہا و مجہ
ایک بھنی کرون راو تجہ
لوب
گدتمرا و کہیا کہ جیون تجہ نروپ ۔ ~~تجابت تجہ~~ بندرا کھون رتن تجہ
ھین
پتھا یا بہت مان دین ناک راؤ ۔ جلیا ناگ سر جنتین دھر آب بہاؤ لا
بجین
سکھے ھو جلیا ناگ تن ما نا کون ۔ مکر راٰن جیون بھر جلیے کتک جیون
تون جیو نشا کر سکتس دلیندوی ۔ کدم راو ھوکے بدم راؤ ھوئی
کہ ایک

کہ جے بار نہ دیہہ یک دیس رائے   چلی ڈارنا پنک نو کھنڈ جائے

کہ جس جیو آدھار لگ جیو ہوئے   کرے گھنٹ وہ جیو لگ جیو کھوئے

کدم راؤ بازار گانی پدم راؤ ر مادر؟

تری دِشٹ ہے دِشٹ جیوں سُودِرشٹ   گھڑی گھنٹ پل مینہ پڑے اند شِشٹ

کدم راؤ توں جم کدم راج کر   منجے بھی بِتھاوا تنے جانوں گھر

کہ جب لگ ہے جیو تن رکھ رکت   نہ بسروں تجہ اُپکار تیری سکت

بہت جیو کھا..... ہوا گھاؤ توں   سُکھی مُنج کیا جیو بڑا راؤ توُں

کہ اور ایک بِنتی کروں راؤ تج   نجانیں دوئی توں کسی بھاؤ مُنج

کدم راؤ کہیا کہ جیوں تجہ نروپ   ھئیں سمند راکھوں رتن تجہ لوپ

بِتھایا بہت مان دے ناگ راؤ   چلیا ناگ سِر بھَیں دَھر آپ بھاؤ

سُکھی ہو چلیا ناگ تِس مان کوں   پکڑ ران جیوں پھر چلے کتک جیوں

کَوَن جیو ساگر سہس رائے دوئے   کدم راؤ ہو کہ پدم راؤ ہوئے

کرایک

اس مصرعہ کے بعد سے تسلسل پھر قائم نہیں رہتا (جمیل جالبی)

هِمِين کون مانس جو کارن هَمَن کر کارن هَمَن بهوک رهنا ن ٿمن
کر جي بهورِينه هار نسب تلملون تهان باج هم پال سکي سوکون
وجي لون هم، کون هَوَا بابُ بعد نرا کهي منکو ن همن اندگند
جو دهن پيوه هون نه رهي جبور سون. ٿو ستي کرين هوي دهن پيوه
کرِي بجو دوي ايک بعد آر را و. بهرکل راڌهم سيوکي آنا گها و
دينه د نه دينس هي آن برو آرند هه نه کن ماي دوي دن ديا بوت دود،
کدم راڌ سکيي هو اآت بون ل، سکيي هوي بينها آدر دنک کهول،
آمولک تن آنفي تبا بيجي سو نک بنها بي مدهر بده بيدهان اکي
گهيا رلو پدهان کون جيڏ کها و بلا داج بيوار کيوي دلا و،
ميا را وکي ديکه پڙدهان منکه گهنيا منکه پڙدهان برو آر سکه.
تشرِ ق دها نيلن مدهر بده ورزيرا آذشام را
مدهر بده پڙدهانهت آزيل. مکاديا مدهر بده سون راج کل

تمیں کوں مانس جو کارن ہمن ۔ کہ کارن ہمن بھوک رہناں تمن

کرے بھوریاں ہار سب تل ملوں تہاں باج ہم پال سکے سوکوں

دہی لون ہم کوں ہوا پائے بند نہ راکھے ہمن کوں ہمن اند گند

جو دھن ہیوہ سوں نہ لہے جیوڑ سوں سو ستی کدیں ہوئے دھن ہیوہ سوں

کرے جو دوئی ایک پروار راؤ بھرگ راؤ ہم سیو کی آن گھاؤ

نہ دُہنہ دِیس ہے آن پروار تد نہ کن مائی دوے دِن دِیا پوت دُود

کدم راؤ سُکھی ہوا اِتے بول سُکھی ہوئے بیٹھا آدر دنگ کھول

اُمولک تن اپنی قبا کھی سُرنگ پنھائی مدھر بدھ پردھان انگ

کہیا راؤ پردھان کوں جیو گھاؤ بلاؤ آج پروار کپڑے دِلاؤ

میا راؤ کی دیکھ پردھان مکہ کہیا مکہ پردھان پروار سُکھہ

تشریف دہانیدن مدھر بدھ وزیر احتشام را

مدھر بدھ پردھان بہت آن بل ہنکاریا مدھر بدھ سوں راج دل

٭ قافیہ غلط ہے۔ پہلے مصرع میں جیور کے بجائے ایسا لفظ ہونا چاہیے جس کا حرف آخر "د" ہو جیسے "جیو"۔ (جمیل جالبی)

ڪرڻ
ملائلي جليا ساٿ سر ٻڌين ڪَڍَ رن، ڪم سو ٻهيڻ ٿي ڏمرٿ پاڻي نڪرڻ

ڪني ٻهيت ٻنوا آرد ند وڪ ديه، لڳن پاڻي تڪلر ڍهر تر ستيسي لي؛

ديئي ڪيرئي اڪسن ايڪ تن رتنه، پوآبت ايڪسي تن ڄرت نور تن؛

ڪيي تن بنهائيي قبا سر ڪلاله، ڪيي تن ٻتولي پنائيي پوآه!

نه ڪجا نه ٻجا ٻجا رهيا دا ٻني، رهيا دا آن ٻنن نه رهيا مان ٻجن؛

ٻهتها پا، ٻهت مان دي راج دل، جليا راج دل سڪيلي لاو اجل؛

ڪهيارا ڏئي ٻن ٿهان ڪو ڪر بسا آسي، ردڪن ڪرين آج ٻهترين ايا سن؛

دنسا و ربعڪه ايڪ هنڪار آن، لا زو ڪين ڪرين سن دنساوز ڪيج آن؛

انهيا ايڪ سلڪي سمڀها ميان ڪال، سلڪ راڏ تهيڻ ڪيه لا ياڪيال؛

ٻنائي ڪيني تن سلڪ راڏ تهيڻ، نه پوڻج تهين نه ڪيت ٻهاڙ تهين؛

ٻنو دڪ ٻها جان جوڪي ڪنو ره، دسا ور ٻرآوه آيا نڪر؛

مجهند زڪرا پوت الهو زلته، امت ٻڌ يا جا تا او تهه مات؛

[illegible]

[illegible]

Scanned by CamScanner

مِلائے چلیا سات سِیر مُجھنبیں دَھرن   کہ سِر مُجھنبیں دھرت پائے تَل کُھن کرن
کسی بھیت پر وار ڈنڈ دت دے   گگن پائے تَل کر دَھرت سیس لے
دیئے کپڑے اکیس ایک تن رتن؟   پراپت اکیس تن جڑت نو رتن
کسی تَن پِنھائی قبا، سر کُلاہ   کِسی تن پَٹوُلی پِنھائی پراہ
نہ کچّا نہ بچّا رہیا دان) بِن   رہیا دان بِن نہ رہیا مان بِن
پھتایا بہت مان دے راج دَل   چلیا راج دَل سیکھ لے راوَ اچل
کہیا راوَ پر دھان کو کر بِسواس   ارو گن کریں آج بھتریں اُپاس
دِساوَر پُرکھ ایک ہنکار آن   ارو گن کریں سُن دِساور پران
اُٹھیا ایک سلکی سبھا میان گال   سلک راوَ تھیں کیہ لایا کپال
بناتی کئی تِن سلک، راوَ تھیں   نہ پرپنچ تھیں نہ کپٹ بھاوَ تھیں
نبو دی بڑا جان جوگی کنور   دِساور پراوَہ آیا نگر
مچھندر کیرا پوت آکھور نات   اُمَت بِدیا جانتا اوتھ نات

بڑا اسد

Scanned by CamScanner

برا سيد جو کي سهارا او ڄجل ملي لاو کو آج سنجوڪ جوڪ ؎

کهي راو سن بول دي ايڪ گهڪ سني بات سنسار رس جکہ ؎

کهيا راو بيڪ آن تب آنڙ ليئون آرڪن کودن بول رس ڳنلو ليئون ت ؎

کيا لوڪ سکي اکهر نات پاس دِيئي مدہ بنيکين الا سين الا س ؎

اکهر دهر کهيا تن سنور ڄج راو ؛ هنکار يا ڄجهي لوب کو آپ ٿهاو ؎

کهيا آنہ چل بيڪ راوا شمان ؛ کہ جب لگ ڄجهي جهي کراو بنهاسومان ؎

اکهر نات من بينہ اٿهيا کو الاس ڄجليا سات سکلي ڪدم راو ڀاس ؎

ڀهلا ديڪہ مهتر کيلي پاس بهيتہ کہ جس بهيت تهيئي رڄ سب ليطيت ؎

نہ پر ڍهان کون ڏوس اور نہ ڏوس تيس ڏوسي ڀجن کيا آپ اوس ؎

اکني کو نہ بات اکهر سنکهات ؛ بتها يا لوڪ کو کوٿ نات ؎

هنکار يا اکهر نات کون پاس آڪ . کيا پار نان راو اکهر لکهاو ؎

کلتم راو بوجهيا اکهر نات کون ، کون ديس ديکهيا کون ڍهات سون

بڑا سِدھ جوگی سبھا راؤ جوگ   ملے راؤ کوں آج سنجوگ جوگ
کہ جے راؤ سُن بول دے ایک چُک   سُنے بات سنسار سب تس مُکھ
کہیا راؤ بیگ آن تب ان لیوں   اروگن کروں بول تس کن لیوں
گیا لوگ سیلکی اکھرنات پاس   دئی سُدھ بگیں الاسیں اُلاس
اکھر دھر کہیا تن سنور تجہ راؤ   ہنکاریا تجھے تُوپ کر آپ بھاؤ
کہیا اُٹھ چل بیگ راؤ آستان   کہ جب لگ چھجے[۱] راؤ بیٹھا سومان
اکھرنات من منہ اُٹھیا کر اُلاس   چلیا سات سلکی کدم راؤ پاس
بھلا دیکھ مہتر کئی پاس بھینٹ   کہ جس بھینٹ تھیں راج سب لے پلیٹ
نہ پردھان کوں دوس اورن نہ دوس   تبے دوس یہ جن کیا آپ اوس
اگنتی کرن بات اکھر سنگھات   پچھایا لوگ کوں.... کون نات
ہنکاریا اکھرنات کوں پاس راؤ   کیا پارناں راؤ اکھر رکھاؤ
کدم راؤ بُوجھیا اکھرنات کوں   کون دیس دیکھیا کون دھات[۲] ں

---

[۱] "چھجے" کا نقطہ مخطوطہ میں دوبار لکھا ہے۔ (جمیل جالبی)

آڪهن نات ڪهيا ڪه سُن راڌ جلد اُحل مير تُرن رائي ٽُلڊ آج نهل
ڪرجي پوڇيا رائي پوڇن نڪته، ڪهون راڌ ڪون پرايت ڀهلت ٨
جڏهان سمند سنڌيا نتها نه ٿيئن ڪرڏه آج لڪ باي تدبير ٿيهيئن ٨
جري مول بنڌال ڪنس ليڪ ميھن سوالاڪه پريت مري نڪه مين
گگن اوڏ ڏهري سڪون تانته ڏي، سمند رسڪون ايڪ ڏم سڪي
بجرانگ الجن اي بند ڏهار تهنب چل جاتو ل ا يا ڏ
اتهارا جنس ڪور برهيوا تو آر، ڪرون بين تهين ڏور سر تهين سنولر
رت انڌها ڪه ٻڌيا ڪهين ڏوڪ روڪ ڪه سڪون ڏوڙ ڪر ڏوڪ رڪ ڪ ڪ لوڪ
بوٽي جري هوي لس ڪهو ڏمول، ڪرون ڏور جش هون سيت سڪي
ڪلب جي ڪهلاڏون ڪيسيڪون جهما سه چهر ري پري تن نه ستو هوڪ
سڪون ڪو ڪتڪا ڪو سڪون ڏها ڏوي ا ڪهل هه يار اور پو ڪهڏ هوي
ستوپ مڪ مکه سنڪه مڪ سارڏ سل ڪون ڪهند ڪر مڪرا نهين ٻ ڏيکول
انڌهاري ڪرجي منجهه ٻهاري ڪهين ڏ ڏيڻ نهه ڪهي ٻند سوز نج هين
سي

اکھرنات کہیا کہ سُن راو چل   اچل میر تُوں رائے دل راج کھل
کہ جے پوچیا رائے پُوچھن نکت   کہوں راو کوں (ہوں) پر اپت بھگت
جدھاں سمند سِر جیا نہ تھا تد تھیں   کروں آج لگ پائے تَل پر تھمیں
جڑی مُول بنڈال کس لیکھہ میں   سوا لاکہ پربت مرے بچہ میں
گگن اور دھرتی سکوں گانٹھ دے   سمندر سکُوں ایک دم سُوک لے
بجرانگ اجن انے بند دھار   گگن تھنب جَل تھنب جانوں اُپار
اٹھارا جنس گوڑ پرھیوا نوار   کروں بین تھیں دُور سر تھیں سنوار
رُت اندھا کہ بھیا کہیں روگ روگ   سکوں دُور کر روگ رگ رگ روگ
بولیسی چڑھی ہوئے تیس کھود مُول   کروں دُور جس ہوئے نس پیٹ سُول
کلپ جے کھلاوں کسی کوں چھماس   نہ جُھرّی پڑے تن نہ سر ہو کپاس
سکوں (کر) گُپتکا کر سکوں دھات دوئے   اوکھل ہوئے اور پوکھل ہوئے؟
سَرپ مُکہ مُکہ سنگہ مُکہ سار دھول   سکوں کھنڈ کر مُکہ اکھن باؤ بھول
ادھاری کہ جے منجہ بھائے کہیں   دلوں تھیگلی چند سُورج تہیں

سو کچہ

سوگجهه ڏيون او ڪهڙ ڪري راءِ ڪٿائي جا ڏيهه ڏاءِ مرني ٻوائي

ٽرنا ٻن ٻهلا ڪجو جلڪيت هوي سا ڪيا ٽون ٻن ٻات ٻو جيهي نه ڪوئي

سو جوڳي ٿهون هون جو باسي ڏهوو، نه نه باسي ڏکون ون نه ٽواسي ڇڙو

ٽري ٽا ٻوي آور جوڳي نه جاڻ ته جوڙ ي ڏيس ڏري ٻين ٿڪن رات ٿان

اهين جو جڳسانه مڃ جان جو رهاڄو وئي ٻٽ ڏي مٺ ٻو ڪهر مهٽور

جو جوڳي ڪهي آپ جاڻي نه جوڳ، اسو ڪيون جوڳي ماري ڪري بس ٻهوڳ

ڏوارت سبد جس ڪوٺ مين ٿهوي، ڏوارت سبد باجه رکهي نه ڪوي

ڏهتر وادان انجانون ڪهلا انڪ، سو الله ڪه ٻٽ ٻٽ سڪوه ڪر ڪنڪ ڪ

ڏهنو ڀهنڊت ڀهيدست ڀهيد ڪهاسم، ٻوسن ڀهيد ٻرهوه ڪوعن هيم ٻهات

نه ڪهولي ٻيق ٻهاڪ ڪو ڏينو ٻٽ، ڪر جيتني ڪهين لوڪ مڃه نث ڪهت

نه پوٺا ٿان نه ٿامن نه جيترا ڪروڦ، نه جنگي نه ڪوئن ٻال نيڙي ڏهول

نه بادا نه تابنا نه سيتسا ڪهبو، ڪرون لوڪي ڪهان ٻهنڪارا ٻهو

سو کچ دیوں او کھد کر جے رائے کھائے | جما لے رہے رائے ترنی برائے
ترن پن بھلا کچ جگ بپت ہوئے | گیا ترن پن بات بوجھے نہ کوئے
سو جوگی نہ ہوں ہوں جو باسی دھروں | نہ باسی دھروں نہ تو اسی دھروں
ترنی تا پڑی اور جوگی نہ جان | جو فے دیس دیویں تھکن رات تھان
انکھیں چور جیبا نہ منجہ جان چور | جو فے پت دے منہ پر کھر متور
جو جوگی کہے آپ جانے نہ جوگ | سو کیوں جوگ مارگ کرے لبن بھوگ
دو آرت سبد جس کوت میں ہوئے | دو آرت سبد باج رت بجھے نہ کوئے
دھتر واد آن آن جانوں کھل انگ | سوالا کھہ پربت سکوں کر کنگ
دھنور بید رت بھید ست جید دھات | پرس بھید پر ہوں کروں ہیم جات
نہ کھونی پتی بھاگ کر دینو بپت | کر جس بھتی کہیں لوگ منجہ نت کھت
نہ پوناں نہ تامن نہ جیرا کروں | نہ چٹکی نہ گوں پال نیڑے دھروں
نہ پارا نہ تانبا نہ سیسا کھپر | کروں لوہ کی کھان بھنکار ابھر

که جی کجه لوری امت دیکه رنج ۔ امت رنج دیکهین امت هوی گنج
نه بولون کدهین جهوت پن سانچ بول ۔ کہ جس تو تهین هون لکهونا سول
اسی بول کا آج پڑتیو دیکه ۔ که جی هوی پڑتیو تو منجه لیک
جو ایک سیت پاکر نجاتی جتی ۔ نه کچا نه پکا پچهاتی جتی
ترت آج انوار لو هاشت معنت ۔ کرون لوها سنسو بهکار تیری درشت
الکهه کون جورا کہے سو تردهان هوی ۔ الکهه را الکهنی وه پڑ اپکار هوی
کدم رکو سن بیج الکهه نات مین ۔ بچار کر الکهه آرا و جیو اپر مین
سو کچه دیتهی الکهه نات معنه ۔ جو شکر دهیا را و کمنات منه
اسی بیچ تهین راو بهولا بچار ۔ نکر لوه آنان کیتا انبار
الکهه نات سب جهور ماج ایک دهات ۔ دهنور بهیلوها کیا هیم جات
دو کن دهیان لا کا کدم راو کون ۔ اتولی کسیتسون من الکهه سون
رتن اوب جب جان الکهه نه پهٹکا ۔ نه بتری جهیلے کدمین بن کهتک

کہ جے کچھ لوڑے اُمت دیکھ رنج — اُمت رنج دیکھیں اُمت ہوئے گنج
نہ بولوں کدھیں جھوٹ پن ساچ بول — کہ جس بول تھیں ہوں کہوں اونچ مول
اسی بول کا آج پرتیو دیکھ — کہ جے ہوئے پرتیو تو منجہ لیک
جو ایک سیت پاکر نجانے جنے — نہ کچا نہ پکا پچھانے جنے
ترت آج انواد لوہاشت ست — گردن لو باا سسر بھنکار تیری درشت
اکھر کوں جو راکھے سو تر دھان[1] ہوئے — اکھر راکھنیں وہ پر اُپکار ہوئے
کدم راؤ سن بیچ اکھرنات میں — بچارک ہوا راؤ جیو آپ میں
سو کچھ دیٹھے ..... اکھرنات منہ — جو سن کر رہیا راؤ گھٹنات منہ
اُسی بیچ تھیں راؤ بھولا بچار — نگر لوہ آن آن کیتا انبار
اکھرنات سب چھوڑ باج ایک دھات — دھنور بھید لوہا کیا ہیم جات
دو گن دھیان لاگا کدم راؤ کوں — نہ بولے کسی سوں پن آکھو سوں
رتن لوپ جب جان اکھر نہ چھٹک — نہ بتری جھیلے کدھیں بن کھٹک؛

اکھر

---

[1] قافیہ کی مناسبت سے "دھان" کے بجائے "دھار" ہونا چاہیے تھا (جمیل جالبی)

Scanned by CamScanner

اکهر نات راوه کيا پوءِ مبهوت ٿيا ڏکڻان ايک کو تک ليا جان کهوٽ ٠
نجانا کدم راو کهسترالنه جو کي کپٽ باج بولي آکهڙ ؎ ٿا
نجاڻي کدم راو اکهور کها و؛ اکهر جيوُن ڪري ڪها ۽ بونيج ماوءِ
کدم راءِ کهيا اکهر نات سُڻ کهيا اکهر ڪَن ٽين کيا سٿهس ڪن ٿا
سٿهس ڪن کيا بول ٽين آپ ٻجاءِ؛ جو ٽين کام کي پان باندهيا آماج ..
موضع محلل ڦيا سر کلاه؛ آ مولک جواس کيپي ڪهي سواه ؛
پنهايا کدم راو اکهر سيمس تنهُ؛ ڦبا تن گله سٽ حرف نور تن ،
ڪهري تِلي ڪري کپ اور ست دست؛ آنايا اکهر نات کون پات نعت ''
جرکها يا مڪٽ مصحرت نور تن؛ ڪها به بيٺها ٻي رتن لڪه رتن
بدها؛ اهوا جن اکهر انک اپار؛ ڦيا انک ترڦن لڪي تهار تهار ؛
رتن لکه تن سٽ مدهو مڌ ساٽ ؛ مدهو لي جليا سات اکهرنات
نه جب بهه ڏي اکهرنات جک نه ذرا ڪهي سکه پتهين نه سکه
بگڙ هنڌ ايا اکهرنات جن؛ سکي هوئي پيٺها کدم راو تب

کھرنات رادہ کیا یوں مبہوت   دِکھا ایک کوتک لیا جان کھوت
نجانا کدم راؤ کا پسترا   نہ جوگی کپٹ باج بولے کھرا
نجانے کدم راؤ آکھور بھاؤ   اکھر جیوں کرے بھاؤ پُر پیچ ماؤ
کدم راؤ کہیا اکھرنات سُن   کہیا ایک گُن تیں کیا سہس گُن
سہس گُن کیا بول تیں آپ ساج   جو تیں کام کی پان باندھیا اَماج
مُرصع مُکلّل قبا سر کلاہ   امولک جو اُس کی تھی سراہ
پنھایا کدم راؤ اکھر سیس تن   قبا تن، کُلہ سر جڑت نورتن
کھرا تھا کہ جے کچہ اَدرست ست   اَنایا اکھرنات کوں پان ہست
چڑھایا مکٹ سر جڑت نورتن   بہا بے بہتا سے رتن لکہ دتن
بدھاوا ہوا جن اکھر انگ اَپار   قبا انگ ترفن لگی ٹھار ٹھار
رتن لکہ تن سب مدھر بُدھ سات   مدھر لے چلیا سات آکھور نات
جب رجب بھیر آوے اکھرنات چُک   نہ راؤ کھڑیں سُکھ بیٹھیں نہ سُکھ
پڑھنڈ آیا اکھرنات جب   سُکھی ہوئے بیٹھا کدم راؤ تب

ہ اصل میں "جن" لکھا ہے۔

Scanned by CamScanner

ڪوُن آراءِ ڀِهه ڏيکر اذ اسرارَ، سُون پروار ڪَهان پرِ جوم چرت ڌَهر ٥

مُنجهِ دُکهڙا آب ڀيڏا ڀيد ڪا ڀيد ڌهنور آوَنه، اکهورا آ کهيارا آکُنتي

اَکُب راؤ مُنجکُون ڏي ڀَهاڪ جي ڪهه ايڪ ڀَهادا ڪهون گَهيا تات اکهر

جنتي ڪر سَڪي سَڀ جي ڀيد ڪهون ڪه دهن آسَ بجهه نه، دهن هجي آس مُنهجا نه

آر جمتڪار جوين آيا تاڪ تومين، گادهه آرِيه آوڻيه راتُون ڪم تهارا مُنيا

ما آدي وا تهات ڪيهي نه، زورڪش ڪه داد آ بُنيا تهات ڪُونَ اراءِ ڪهيا

ڪهُول مُک اڌهن آنا ڪرنا، نلهَنا، بول هوئي جي اور نه بول ڪربه

ڪه لالا دَنُو سنُون جي نه ايڪ ڪهون، ساڪه دِير مِني بجه مُنجه راؤ ڪهيا

بول مُک بجه مُک بعرنا آنو نه، ڪهول مُک اڌهو ڪيسون دهار نوا

ڀهڪ نه روي جرم تهين ڀيد جِني ڪه، سيکه ڀيد ڌهنور ڪهيا تلت اکهر ٥

پدم ٻاسَل نه ٻا ڏرا سنها ٻَڌ بريڪ، ڪرتم ڪيتا ايڪ ماسي ڀيد ڌهنور

شڪ آئي اکرانا ڀيد ڌهنور سُتنها آئي ڪرآن ٻنهان ڀَهاڪ ڏيئي

دھرت چُوم پرکھان پروار سوں　　اسیر واد دے کر بھریا راؤ کوں
اگنتی کہیا راؤ آکھور راؤ　　دھنور بھید کا بھید اب مُنجھ دکھاؤ
اکھرنات کہیا کہوں بھاؤ ایک　　کہ جے بھاگ دے مُنجھ کوں راؤ ایک
نہ مُنج آس دھن ہے نہ تجھ آس دھن　　اکا کہوں بھید سب جے سکے کرجتن
سُنیا تھا کہ توں راؤ ہے ارتھ کار　　تو میں تاک آیا جویں چھتکار
کہیا راؤ کوں دھات بُنیاد آد　　کہ (جے) زور کس نہ کہے دھات واد
کہ یہ بول نہ اور جے ہوئے بول　　نہ کہنا نہ کرناں اُدھر مُکھ کھول
کہیا راؤ مُنج تج میں دیر ساکھ　　کہوں ایک نہ جے سنوں دس لاکھ
نرا دھار کی سوں اُدھر مُکھ کھول　　نہ آنوں بہر مکھ تجھ مکھ بول
اکھرناتھ کہیا دھنور بھید سیکھ　　کہ جس بھید تھیں جرم روئے نہ بھیک
دھنور بھید ماس ایک کیتا کدم　　پر یک تل سنہاریا نہ بائسک پدم
دیئے بھاگ پرمان کر رائے شست　　دھنور بھید اکھراں... آپ دشت

سمپورن

Scanned by CamScanner

سیکھل
سَبنُوز نا دھنو ربھید سینکھا کدمؔ بِسا ریا کلام بول با سنک بکیم
آچھنبا ھوا لوک بروار کوتہ کلام راو کیھو مین دھ یا یچم آوت
بھکاری کرا سنک بکریا ابھنک لم جِس سُنک تھین راو کو ن ھوی بھنک
اگھر کات کھیاکر مجہ بھاکر دیہ دھنور بھید کیا کم امر بھید لی
اسی جھوک مین جھوک کینا اکھر کزبہ بیک ھوا کلام کو ر دھن
کدمر راو ھو بخش تن آپ دیکہ بنا سیا تین اپنا اگھر دیک بیک
اگھرنات ھوا کدمر راو بھاو کدمر راو را وان ھوا تن کنواو
امت یار دی را ن دیتھے کھکیر اجالی چلنا جانا آنند لا بتر
جیسلی آو چتا دیہ دی بیت بھر لیے بلی بھلا جھنکا پریا تو تکر
نو ھتیا کلام لور راوین سنجارہ جو کرنا بھی کام جنہ چن بچار
بجانیا تدھان راو ایسا آتو حم تال ار کیا کیتی لاکا انسوچ
جو کرنا اگھر سون کرکا پنش مھک تال نہ لینر دیہ سعر کرنا ر جنس

سیوُرن دھنور بھید سیکھیا کدم — بساریا کدم بول باسُک پدم
اچھنبا ہوا لوگ پروار گوت — کدم راؤ گھر میں دھریا ہیم اوت
بھکاری کِرا سنگ پکڑیا ابھنگ — کہ جس سنگ تھیں راؤ کوں ہوئے بھنگ
اکھرنات کہیا کہ منجہ بھاگ دے — دھنور بھید کیا کچھ امر بھید لے
اسی جھوک میں جھوک کیتا اکھر — گزنبیگ ہُوا کدم گور دھر
کدم راؤ ہو بیس تن آپ دیکہ — بناسیاتیں اپناں اکھر دیکہ بیگ
اکھرنات ہُوا کدم راؤ بھاؤ — کدم راؤ راواں ہوا تن گنواؤ
اُمت پاردی ران دیٹھے کھکیڑ — اُجالا چلیا جان اندھلا بیڑ
جلیا او چِتا دیہہ دے پیٹ بھر — لہے بِلی پھل چھنکا پڑیا ٹوٹ کر
نہ رہتا کدم لوڑ راویں سنجار — جو کرنا یہی کام چُنہ چُن بچار
نجانیا تدھاں راؤ ایسا اُنوجہ — اِتال ار کیا کیئ لاگا انسوجہ
جو کرنا اکھر سوں کرو آپ نس — پرک تل تہ نس دیہہ کرتار جس

سبھی

Scanned by CamScanner

سبھی رات جو جور جوری کری سنکبھیں بھی تو اک رات لگ اس دھری

یار تسری بات کینا جو اک رات میں رہی الجھ اپس بد خطلمات میں

نیوں نا اکھو رآتی اس کیاں تھیں جھجے میں میں رہے الجھو بھلن

گدم بالک کی سلہ جو کفسکی کرتن پوتنہ سوں پن دو سکی

امر بد یا دیو مت جان کر گیا پار موتی کس گرہت دھر

درب بد یا جیسے کسی راھوی ہمن او کہر سبھی جانتے ہوی توی

نہ آنو جرے موکل یا نال کھود دکھاوون سکون بول حنہ منہ نیو

گرجیارا وکون سن دو جند ایک کرجم ساد ھنیں پنکھاں پیک

کبارا ور نو اس راوان سنور جو دھن بات تھلکا لیا آپ کھو

کھ کھاند کھن بات سوں رآئی گر تم لیا ھت پو عار برت کنور

بوکہ تھا کنو رات بربت سبحان جو بات لائی کرا تھا پو آن

پسی لی جلبا راوی دی ملک پہلہ کرن آپنا تن سینسن پو راج دل

اکھر نور

سبھی رات جو چور چوری کرے   کبھیں کبھی تو اگ رات لگ اُس دھرے
ترا پات کیرا جو اک رات میں   رہے اُلجہ اَپس بُدھ ظلمات میں
تیوں آگھور رائے اُس گیان تھیں   چھپے میٹ رہے اُلجہ پر دھان تھیں
کدم راؤ کی سُدھ جو کہہ سکے   رتن لو پتاں سَر پر ڈوہ سکے
امر بِدیا دیو تب جان کر   گیا پار پرونُس کرہت دھر
ذرب بِدیا جے کسی را(ت ے) ہوئے   پن او گھڑ سبھی جانتے ہوئے توئے
نہ آنو[1] چیری مُول پاتال کھود   دکھاون سکیں لول دِنہ مَنہ بنود
کہیا راؤ کوں سُن رو چند ایک   کر جے سادھنیں پنکھیا آن بیگ
گیا راؤ رنواس راواں سنور   جو دھن بات تھا پالیا آپ گھر
گھڑ(ی) کھانڈ دھن پات سوں رائے کر   لیا ہت پر وار پر بت کنور
پرکھ تھا کنور اَت بہت سُجان   دکر) جو پات رانی کیرا تھا پران
تیسے چلیا راؤ دے مُکہ پھل   کرن آپناں سیس بن راج دل

اکمرنات

---

[1] ایک میں " " زائد تھا۔ خارج کردیا گیا ہے۔ (جمیل جالبی)

اکهر نات آکھيا ڏٺا راڌ ڪوٽن، پر نوچيو ڪوپنڪه ڏي جنو ڪونه ۽
ڪلاجا انب لي جيو ڏي تن سنڀال ۽ جھلتا رکي ڏيکه ٻڌ يا سڀڪال
هتين راوکر بوه لاڪا اڄاتي، اکر مر جيو ڪو پنڪ ڏيتا ستاسات ۽
تن اپنا آن الهه نات مرجيو ڪونه هوا پتي بر ڪوڙ ٻر بت ڪنور ۽
ڪدم نالي ڇڏي پر بتي جڪه، ڪهيا راڌ ڪون ڏيکه يه ڪون مڪه ۽
پهه سنجر با آپنين تن سنود، اهو اسوسن بيڄي ڪو ڏي بنو ڪنود ۽
ڪهيا را ويه ٻڌ يا مڃ ڏکهاو، اکر ونشان ٽون تي ڏي مڃ سکهاو ۽
آکهرات يو مان لي راڌ ڪي، اعر مبل يا انت ڪيجي تنها ڏڪي ۽
الهه نات منتر مڪڪيا [illegible] ميڪا ايڪ ڏي آيا [illegible] قوت منتر ڪس
بجائي [illegible] آو [illegible] آڏا ابني آ ڪوف ۽
پوکي مسا ڪر ڪي [illegible]
بهو بيشيعا [illegible]

اکھرنات کہیا دِٹھا راؤ کوں   کہ نرِجیو کر پنکھہ دے جیو سوں
گلا چانپ لے جیو دے تن سنبھال   چمکتارؔ مجہ دیکھہ بِدیا سنبھال
تھتیں راؤ کر بُدھہ لاگا اُچات   کہ مرجیو کر پنک دیتا .... سات
تن اپناں اکھرنات نرِجیو کر   ہُوا بیس پر گور پر بت کنور
کدم راؤ کے ہت پر بیس چُک   کہیا راؤ کوں دیکہ یہ کون مُکھ
پھر سنجریا آپنیں تن سنور   ہُوا سُوس بھی گوڑ پر بت کنور
کہیا راؤ یہ بدیا مُنجہ دکھاؤ   کہ دُنمان توں نہ دے مُنجہ سکھاؤ؟
اکھرنات پرمان لے راؤ کے   امر بِدیا تب کئے بھاؤ کے
اکھرنات منتر سکھایا رَہس   یکایک پڑیا ٹوٹ مندر کلس
جنائے بہت اُدسگن راؤ کوں   نہ بوجھیا کسی، راؤ اُس بھاؤ کوں
بڑے ساچ کہہ کر گئے گن مُشگن   گھیوں پیتے پیاجاتے گُھن
گھیوں پیا مول اَگلا پکائے   کہ گُھن پیا نا فو پر مول جائے

لہ "چمکتار" زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس سے پہلے بھی شعر نمبر ۲۴۴ میں یہ لفظ آیا ہے۔ (جمیل جالبی)
لہ ۲۷۰ ۔ ۲۷۱

سوکڻيو ڪدم رآوئ آلهر نات کهي ۹ ڪر جنهن سڙجيا يه ڳالهه لڳ سڪي.
نه جنهن جڪه بجا رڻ ڪري ڪوئي ڪاڄ ۱۰ ڪنوآوي بر ۵ آب دهڪ تال آراج.
منتها ۱۱ فيءَ جيئي راوُ ڪوئن تيرڪيات ۱۲ اڪتوآوين گهڙيا ۱۳ ڪهڙ ايڪنه ڪلاڪ جي آهٽ،
پوهايا آلهر نات منتر سڪال ۱۴ ڪيا ديکه تر بتو بر تن ۽ تستبکال،
ڪدم راڻ منتر پرهيا رهتس ڪئو نه ڪيا پاريار پيرونس ڪيتا سنور
ڪيهي. فخر ز دين ايڪ سا جا نجي ۱۵ سهلي بر ڪهئي جي ڪري ڪو ئڪين
ڪدم جيجو جب لڳ نالي ڪورا پهه آلهر جيو جوڳي نه اندر شتاب
بر آبت ۱۶ جيولڪ ڪو رڙائي، جهجي تلخ پاهر دهر پيالي پائي،
پشيماني خورده آلهر نات جوڳي ڪم راوُ شده است

۱۷ آلهر ليس تن رآڻ بجهاوُ نان ۱۸ ڪرڪت دهڪ آتبر آج جلواد ڪان :
نه اڳلا ڪهونءَ ديکيه ڪون بچي ۱۹ نه بجهلا جهي ڪا ڪه آنڪون جي
بجهانون سجاڻون نه جو جهونا ڪيسي، نه جيسي ديکه. تو جهون سيجهي پرديس
نهر

سوگھیو(ں) کدم راؤ اکھرنات گھُن   کہ جِس سرجیا یہ کلّس او سگُن
نہ جن چُک بچاریں کرے کوئی کاج   گنواوے پَران آپ دھن مال راج
سُہائی ہوئی راؤ کوں پُرکھ بات   گنواوے گھڑی ایک مُنڈ راج پاٹ
پڑھایا اکھرنات منتر سکال   کہیا دیکھ پرتیو پَرتن سنبھال
کدم راؤ منتر پڑھا رہس کر   گیا پار[۹] پروس کیتا ستور
کہے فخر دیں ایک ساچا بچن   بھلے پر کھنے جے کرے کوئی کن
کدم جیو جب لگ نہ لے گور آپ   اکھر جیو جوگی نہ اندر شتاب
پراپت اکھر جیوے گور راؤ   تِجھے باج باہر دھرے ایک پاؤ

پشیمانی خوردن اکھرنات جوگی کہ راؤ شدہ است

اکھر بَیس تن راو پچھتاوَ نان   کہ کِرت ڈھنگ اپ راج چلواؤ نان
نہ اگلا کہوں دیکھ یہ کون ہے   نہ پچھلا مجھے کچھ انہون ہے
پچھانوں نہ جانوں نہ بوجھوں کبے   جبے دیکھ بوجھوں سوہی پھر دِسے

نہ منجہ

---

۹ ایک " پار " زیادہ تھا۔ نکال دیا گیا   (جمیل جالبی)

Scanned by CamScanner

نہ منجھہ کیا ن ٻروا، نہ ڳجھہ تکڑ رھہ نہ کیا ڈھمار ٻھنکار زار ؛
نہ جانون کیسے نا نوٹ نہ کوٹ نا نوٹ نہ نجا نوف جھجھی ٻاڄ آوریک ٿھا کو ؛ بیت
نہ ھوئي نہ ڈانکہ جانون نعو ندا جت شو ھرین دھرد سیں دیجت تلر دیجھون
رکہ جی بجا نو مندھ منوڑا نو آس، نہ ڈھن ٻات جانون نہ رانی ندن سن ۔
نہ ٻرو آرڈز منجھ نہ ٻر دھان ڈل ٻوا آج منجھ دد ٻراستا ن دل ۔
سقھش ڈبر سوچي سر ڈھنی ٻزرکوئي کبہ ع نھین ڈھرا کھنا تا ابنا ھوکی
جو دکر ابنائي سون کرئي کجھ کھات تھومي کھات رش لیکی ٻھرکہ ٻھایا ٻلاڈ
اماول جویہ کام کرتا نوٹو ماتہ تون دیکھتا ڈکہ ٻر کود سون ن ؛
جوین تیغ کیا چیو چپو سون ماتو این لیبور سی رت ٻھر موٹون نا ؛
نہ ٻر کود مین تون رھن اوسط نہ نیرا ٻھر کو ٻجھ او سیي ۔
گھنی جو رساڑی کرین ھما رجي کوئي، نہ سبت رکھنی ھوئي ساري ھوکہ
تھت جوس ٻجھکون ٻری کھات تبدا جو تن زادی ٻر گوش کیتا اجند ؛

نہ مُنج گیان پروار نہ کچ تکھار   نہ کِیا دھکار بھنکار نار؟
نہ جانوں کسی نانو نہ گوت نانوں   نجانوں جھجے باج اور یک ٹھانوں)
نہ توں دانگ جانوں نہ توں دانگ) جوت   دھریں دھر دِسیں دِشٹ تل دیو بھوت
کرجے رہوں) نجانوں مندھر انو اس   نہ دھن پات جانوں نہ رانی نہ داس
نہ پروار ڈر مُنجہ نہ پردھان ڈر   بڑا آج مُنجہ ڈر ترا استان ڈر
سہس دَھر سوجے سَر دُھنے ٹرک کوتے   کپٹ بھیں دھرا ستان اپنا ہوتے
جو دَھرا آپنیں سوں کرے کچھ گھات   دیگھات تِس دے بھرے جھات لات
اُتادل جو یہ کام کرتا نہ توں   نہ توں دیکھتا دُکھ پر گور سوں
جو تیں تیں کیا جیو پر جیو سوں   تو تیں لیو رس مرت بھی بیوسوں
نہ پر گور نیں توں رہن آدسی   نہ تیرا پھر گور تجہ آدسی
گھنے جو رسائے کرے جھاڑ کوتے   نہ سیوٹ گھنی ہوتے ساری نہوتے
تبت جو کہ منج کوں پڑی گھات بند   جو تن راد پر گور کیتا اجند

Scanned by CamScanner

جمت راج گوں آلس پیاسی نامت نا کیتا سو تھا منجے نکرنان
ہیتی منجہ نہ بدہ کچھ کہ سنکی مجا کیتی تن رکدم کر پہل اٹھا ہوا کیا منجھے
ترس بدہ تھیں تسکا جیو جھیتی کنس رنبلہ رمیہ کو رہچے نہ دیھین کد
جلعاو رحمک کیتون تھیں بدہ اس کر یہ جکوی ندی با نیتہ کا ال ال ستم
بات راج کیا لیا منی کر سود آسکر سو کہاں تھا کیا منجے دیا کیا سیتو تھا
تھادین راج دیکے چی بیسی کری بولے سو تو نا و را کاھ منجھ اکلا بیٹے
تھیں رسی کیت لھیاں راج بیہ تھیں سیتی دھین کد بھیتی باپ رنیہ
لگے دھنا آپ سنبھال تھیں جیسی کہ لگے نا کرنا ر پکار یک اماں
بجار آتا۔ جھونا ور او بن اکہ رابجار آتہ بجار دیتھا مسیح منہ او بھا بھت۔
تھک جگ کری جو نو کرو آئی تھا آ جک نا دیون جیسی بیس کھیں
کون آن بھیما ا بجا بریا تا ہرمز کون لکہا ذکہ بت برتاب بات کھون
کال دلیہ منجہ آج کیا دان کر رہا بینا دیہنا لا جھوت ن دھر دھر ناتا تبا

Scanned by CamScanner

نہ کرناں منجے تھا سو کیتا نکھت ... بسا ہے اَس.... یکوں راج چھت
منجھے کیا ہوا کھپل کدم تن لیتیں جو اُس کی کچھو بُدھ نہ منج ھیئیں
کدھیں نہ رہے گور میں بُدھ کِس جہیں جیوتِس کا تہیں بُدھ تِس
ستم ایک لے گانٹھ باندھے جکوتے کہ اس بُدھ تھیں کیوں.... ہوئے
سیوا کیا دیا منجہ کیا تھا سو گھات کہ آسود کر میں لیا راج پاٹ
یہی آگلا منجہ ہوا راو نانو سو بھی کوئی بیبن جے دے راج ٹھانوں
نہ یہ باپ پھیتے کدھیں سیس تھیں نہ یہ راج تھئیں گپت رِیس تھیں
اِتال ایک اُپکار کرناں لگے کہ جس تھیں سنبھال آپ ہناں لگے
بُہت بھاؤ میں تنج دیٹھا بچار بچار ایک پَن اور جھوٹا بچار
کہیں نبیس پچھتے دلوں بار جگ ٹھکائی کروں جو کرے جگ ٹھگ
کہوں بات پرتاب پردھان کوں کہ مرناں پڑیا منجہ ابھیمان کوں
بتاناں دھروں جھوٹ راویں کپال کہ راواں گیا آج منجہ دیہہ گال

Scanned by CamScanner

نڪرن لوڪ برن دار سڀ ڪوت نات ڏرو ڇي دهرت ڄام منبهان سنگها ،
کهانا ٻيهي ڪر پتهاؤن ڪرون، برس پانچ ناهنڪارن ڪرون
ياد ڪيا دن اکهر نات جوڪي ڪرِ راؤ شند
ڪدم راو هو ڪو ديا بار جڪهہ ڪيا لوڪ سڀ ڍهوڪ سلام ڪِيڪ لگ ،
مليا لوڪ ڪجيها دربار تهار، ڪرڄيو ن بهرملي لوڪ تيون تهار بار ،
نه الڪا سنڀالي ڪرنچهلا ڪهان، لامہ بڇهلا سنڀال ڪرا ڪلا ڪهان ٿ
مدهر لي جليا بهيتر هال جهول، دهرت سينس مهل دين ڪلڪي ريسي ٻلول
گنيي بهيت سهس ڪڪي سورڪون، ڀقلي بتر مليا جند ڪسنو ريسون
ڪهيا سون ڪون جنهما سا ايڪ لڳ، ادو باج تها جڪ جون بنڪ لگ
ٻڌل ڪون جو تها جن ايتا آنهال، ڏروي جنا لڳ ڄهاپ ڪيتا ڪهبهي ڪ
ٻڇي ڪيون نرنجلي بڌل سينس ٽوٽا نون ڪي نه ڪيتا بڌل ٻهات ٻفوت

بچڑ لوگ پروار سب گوت نات — در وہی دھرت جان بہتاں سنگھات

بہانا یہی کر بیٹھاون کروں — برس پانچ (لگ) ناہنکارن کروں

بار دادن اکھرنات جوگی کہ راؤ شد

کدم راؤ ہو کر دیا بار جگ — گیا لوگ سب دھوک سلام یک لگ؛

ملیا لوگ گج بھار(۱) دربار ٹھار — کہ جیوں پھر ملے لوگ تیوں ہار(۲) بار

نہ اگلا سنبھالے کہ پچھلا کہاں — نہ پچھلا سنبھالے کہ اگلا کہاں

مدھرلے چلیا بھبوت ہال جھول — دھرت سیں پھل دے گگن سیں پھول

گئی بھینٹ سہسر گگن سور کوں — بھلے پر ملیا چند کستوری سوں

کہیا سون کون چند ماس ایک لگ — اُدو باج تھا جگ جوں پتنگ لگ

بدل کوں جو تھا جس ایتا اجھال — ردی چند لگ جھانپ لیتا کپال

پڑے کیوں نہ بجلی بدل سیں ٹوٹ — پون کی نہ کیتا بدل پھاٹ پھوٹ

Scanned by CamScanner

آڏو ڏيکه مکر مڇ کهلي نين ڇلها اجالا هوا منجهه تهين سونهن لک ؛؛

عرضيه داشت کردن ملهار بله وسن پر ڌڻان محبوب جي کي راز شده است

مدعا بنده بر درگاه آن هيتونت لاوه گهر جو بڻئي کئي سڄڻ ٿو آئو اڄ ؛؛

شيني جي مکفور آرا ٿيڻي کرڻ نهار اکهور کا نا نو لينان ڏاڙون ٿا ؛؛

تڄهي ڏوڙ مين بکر کا واڙ لا ؛؛ جو سنجها بهر بکري دودا باڪ ؛؛

جڏهون لک ابهر نا مليا کنند ؛؛ تڏهان لک بسا ري تو مين راج جهلا

ڪه تون آرائي پر هونت يه ڪون منڪه جو جو ڪي ڪري بده رهيا موده

ڪري ڪوئي اپنه بجوڪ مارڪ ڪوئي ؛؛ نه هوئي بلا ٿئي اوٺ مڃي ڦ ؛؛

مجهي مارنان مار ڪي ڪٺال ديئي ؛؛ ولي آج الهه مار نڪال ديئي ؛؛

ڏنب ڪهائي يڪب ايڪ سڙ مين بکهائي ؛؛ ڪليجا کڍهين جهور کو نا نجائي ؛؛

سرت وشت اتکي جي ڊيو ابلي ؛؛ ڪرائي تو ٿي بده سوڪ جلي ؛؛

نه عني ديئي منجهه ڪرتا ربده ؛؛ جو مجه ويل سو ديئي سکون مجه بده

سو

اَدو دیکہ مُکہ تُجہ کھلے نین چَک — اُجالا ہوا منجہ تھیں سُور لگ

عرضہ داشت کردن مدھر بُدھ و شن پردھان جوگی جے کہ آ و شدہ است

مدھر بُدھ پردھان ہِت وَنت راوٗ — کرجوڑ(ڑ) بِنتی کَتی سر نواوٗ

سُنے جے کچھو راوٗ بِنتی کروں — پرآکھور کا نانو لینیں ڈروں

مِٹھے دُود میں بکر کا وار آل — جوسنجا بھرے) نہ کرے دُودُ اُبال

جدھوں لگ اکھر نا ملیا (تھا) کنند — تدھاں لگ بسارے تُوں میں راج چھند

کرتوں رائے بُدھ ونت یہ کون بُدھ — جو جوگی کیری بُدھ رہیا نبود

کہ جے کوئی اُٹھ جوگ مارگ کرے — نہ پڑتی بلا تس اُدپر پڑے

مجھے مارناں مار کے گھال دے — ولے آج اکھر مار نیکال دے

دبر کھائے جب ایک سر میں بکھائے — کلیجا کدھیں چھوڑ کُوتا نجائے

سرب دِشٹ اُن کی ہے دیوائلی — دھر آئی توئی بُدھ سُو کی جلی

نہ تینی دِئی مُنجہ کرتار بُدھ — جو تجہ ویل سر دے سکوں کچہ بُدھ

Scanned by CamScanner

سُوآنَ

هوا آيا نڊ ڏين ڪيئي ڪُور رنگ، بدل رنگ ٿهين جيون هو اسور انڪر
سوا اسان ڪرا اُنس بوُل هُم تماس ديسخ تجاليون دنيا نهين ڪُون بيٺي ٿا
نه منجهه آس ڏهني هي نه بُڻ آس ڪام. ابري آس هو. منجهه ڪرون نجم حشم
جو ماسي ايڪ ملڪ ڪا و نه ديه ياد بلڙي ڪيئون نه سڀ لوڪ ڪهن ڪهسا ر
جلو جيون تان هم بلوم ستران ۽ جو بجهه بن ڪهي سنج دن رتي ٿهان ن هم
نه سنڀال لي راج اپنا ٻي ڪوي، تلوا جر ڪهري ڪهاند ٻين راج هوئي

ڪِفتن آڪهرنا ته جو ڪهي يا وزير

بلا يا مدعو بده ڪون راو باس ڪهيا راو هون ڀهول توتن ڀهول ڪ
نصوي ڀهول بيار ڪرڪدهين باس ميلو نه سر ڪها ڪ لي ڪوب باس اُنن بن
تسلي راج ڪر ڀهول ٻيتي ايڪ ٿا تونه سڪي باس آٿا ڀعلا ڀهول نانو
نه بجهه بن ڪهي منجهه ڪهري آته ڄڪسا نه منجهه سار ڪا بجهه ملي مت چڪ ٿا
آيا تان ڪه جي هوءِ جو ڪام ڪوئي نه سيانان ذهي ڪوئي ڪام لب هوئي

.... کسے کوڑ سنگ   بَدل سنگ بھئیں جیوں ہُوا سُور انگ
سدا ساکھ اُس بول ہم ماس دیس   نجانیں (رکہ) دمنان ہیں کون بھیس
نہ مُنج آس دھن ہے نہ تُجہ آس کام   پڑی آس پر مُنجہ کروں تُجہ حرام
جو ماس ایک لگ راؤ نہ دیہہ بار   پھرے کیوں نہ سب لوگ گھر گھر بسار
جلو جیوناں ہم بلو ہم پران   جو تُجہ بن کہے سنج دن تِس بہان
نہ سنبھال لے راج اپناں جے کوئے   تَل اوپر گھڑی کھانڈیں راج ہوئے

گفتن اکھرنات جوگی با وزیر

بُلایا مدھر بُدھہ کوں راؤ پاس   کہیا راؤ ہوں بھولؔ توں پھول باس
نہوئے پھول پیارا کدھیں باس بِن   نہ سرگھال لے کوئی باس آس بن
سکے راج گر پھول بیس ایک ٹھانو   سکے باس آتھا سدا پھول نانو
نہ تُجہ بن کہے منج گھڑی اَت چُک   نہ مُنجہ سار کا تُجہ ملے مت چُک
ایاناں کہ جے ہوئے پر کام کوئے   سیاناں وہی کوئی کام آپ ہوئے

Scanned by CamScanner

سو بہ ھي ڪري ڪام اپنا سنڌ ۾، ڪو نہ ڄي بسيا ھي، اُھن ڪام آبد ۾،
ڪِهڙا مين ڪيا ڪام اپنا ن سنڀال ڪري جو نڪلي جا ڪم دنيا سنڀال
مدد ڪر بندہ ٿو ناج سڻ بات اکيم ڪہ ڪيون دان ماڻس ڪيا ٿا ھجن،
ڪري مَن ڪهيا ديسڪون جان واقعہ نہ مين ھي ڪهيا رات بن نس برات
نہ ھون باج ڪر ماڙ ماڻون نہ ڪنس ڪرين ماٺ ديتين ھن منڪارون نہ
نہ چيلا رھي ڪوئي ٿيون ھون دھون ڪر ڪون اڪهون ڪهون ڪر ڪهون ن،
سيوا سا ڪہ يون مين ڪر اکهور ڪونہ ڪهيا پاس ٿيا مين برآن آسون،
جو باپي ڪري باپ سو نر ڪہ جائي ڪر بڪري آبس ماڻڪلي آب پاڻي
جوا ڀور ڪيري ڪهونڪهول ڪن نہ ٿين ڪاٽ آنکل دم بي بات سڻ،
نہ ڳهنا ڪهيا مجھ آهي دشت بول، سهس راي بخشار ڪي ليو مول،
اڪا تڪ ڪهيا ٿرٻجھ مير آج سيڪہ دھنور بدايين ديا تدہ بھيڪ،
سري باد مين ھي جھڙي سد ڪيال، سرپا پاؤ ڪا تيا تھلاجاي سال
آسڪر

سو بُدھی کرے کام اپنا سُبُدھ　　کو بُدھی بساہے اَپس کام اَبدُھ
کھرا میں کیا کام اپناں سنبھال　　کہ رَس جُوں کرے جام دِیتا شال
مدھر بدھ توں آج سُن بات اکھر　　کہ کیوں ران مانَس کیا تھا چتر
کہ جے اُن کہیا دیس کوں جان رات　　نہ میں بھی کہیا رات بِن تس برات
نہ بول باج کرتار مانوں نہ کِس　　کریں مان دیتیں ہنکاروں نہ کِس
نہ چیلا رہے کوئی تیوں ہوں رہوں　　اکھر کون آکھوں کہوں گر کہوں
سیوا ساکھ یوں میں کر آکھور کوں　　دکھیا پاس تھا میں پران آپ سوں
جو پاپی کرے پاپ سو نرک جائے　　کہ پکڑے اپس ٹانگ لے آپ پائے
جو آکھور کیرے کہوں کھول گُن　　تہیں کان اُنگل دھرے بات سُن
نہ کہنا کہیا مُنجہ اکھر دِشٹ بول　　سہس رائے تجہ سار کے لیتوں مول
اِکا ایک کہیا تو تجہ میرا چ سیکھ[۱]　　دھنور بدیا میں دیا تدہ بھیک
ترے پاؤں میں جے جھرے سَل کیال　　ترا پاؤں کاٹیا بھلا جائے سال

اسنگت

[۱] سیکھ = شاگرد۔ چیلا

اَسنگَت سَبَد مُنج ـ ھِیں یوُن سَلِے ھُم نَ تَنگا سَلی آنکہ مِیں بِیُون سَلی

آدھا آنیا آسیے بُول تَھیں سِنیس کُو ! بَھگَت ھَتِیں کُودِیا تُرک سُوب !

تُرک جَنگَلا کَھاۓ کوا کَھاۓ ! نُو کُ جَگ کُوۓ کُرا کُونَا کَھاۓ !

سَرَب بَلوندِی نَہ کُرِیۓ نُدُر کس ! جَنگَل جَاۓ جُو اَنس کَرِیں لَعنر دُور

دوھِتی بَکَر ایک دِینتَا نَکھاۓ ! بَلُوندِی جَون کَاۓ کَھندِی نَجاۓ !

کَھراآت تَاوِی جو لُوھا نُو ھَال ! بَو رَکھے آوہ ! لِیے تَھار دَھن تَا منبھال

سَمِھِیے نَھَا نُوجِی سَانَب کُو دَھا جَلی ! آ بَتس تَھا نُو وَ بِیٹ لِیے سُو بَنِیذ ھَاجِی

جِر دامِن سَبلا تَجَل بَنکن بھَریۓ ! سُو بھی دیکھ کَر سَات کَھر بَھرِی

سَمُندَر کَرا اِیسا لَکی کَر مِلی ! سُو لِیے دیکہ مَو چَال آپنِیں چَلی !

تَا اَنس بھا وَا اَکھُو کیتا نجار ! نَہ مِیرا رکھنا تَھار آپنا نَرتَھار !

نَکرا جِیو بَھاکُو اَکھُور کھَسَّا ایْنَا نجار ! نَہ لِینتا بَسّاہ اپنی مکر جَھار

اسنگت سبد مُنج ہنیں یوں سلے   نہ تنکا سلے آنگہ میں تیوں سلے
ادھانیا اسی لول بھیں سیس کوپ   مُجھگت ہنیں کریا.... ترک سوپ
ترک جگ کا کھائے گوا گہائے   ترک جگ کوے کیرا کون کھائے
سرپ بلونڈی نہ کرے دور کیس   جنگل جائے جو اُس لڑے دُور تیس
دو ھتی بجری ایک دُنیا نکھائے   بلونڈی جبرن گائے کھیدی نجائے
کھڑا ات تاوے جو لوہا لوہال   رکھے ادہ کھی بھار دھرتا سنبھال
سبھی ٹھانو جے سانپ کو ڈھا چلے   اپس ٹھانو وہ بھی سو سیدھا چلے
جے ڈاین سدا جگ کھٹکن پھرے   سو بھی دیر کرسات گھر گھر پھرے
سمندر کہ ایا گگن کن ملے   سو بھی دیکھ مرچال اپنیں چلے
نہ اس بھاؤ آکھور کیتا بچار   نہ میرا رکھیا ٹھار اپنا نہ ٹھار
نکرتا ہے آکھور ایتا بچار   نہ لیتا تباہ آپنے مکڑ جھاڑ

هنڪار ڀائي جو هر ڏوهه ٿيا رحم ڀرسان لڱ مواد شت جڪ جڪ ٿهار؛
مليءِ جو ڪٿهري ليءِ مراسيسي پئي آداليا جھون جوڙ نڪ ڪن؛
اڪهرنات ڪا ڪور جڪ ڏبڪر ڪر؛ ٽڪليڇ جڪ هوا ڏيڪ ڏن دشت ڀ
اجتنبنا هوا ذهڪرت ٻرتل ٻلين بلڪن ڪاشه ڏينا مو اڪٽ ٻسن؛
بڌهاوڪي رهيا لو ڪرانجا رمين نجابني ٻن اڪهرجو تن راوين؛
ابيرات ڄڪهونته ڪوتي نڪنه ارالي ڪيئي ڏهرجري جونتم ڪر؛
؛ ماينس نابسند بده ڪرده اڪهرنات را وسُدة است
ه نڪار ڀيا مدهربده برڏهان پاس لکيا آو مرڏهان ڪون اسامر
مدهربده تون نهيي منجهي مرٿيانو؛ تجهي نانوني ڪهان منجراونکو
جي ميرا سڪي ڪام ڪراج ائنڪ؛ تهيني بن سماجا منجهي ساڪرانڪه؛
منوڪرت ترڪي آج ٻوري نڪوئي نه مانو منوڪت جو تجه باج هوئي
ونرادت اسيڪي جو ڪهر هو رجانه؛ ونرادت وهي ڪرسڪي بده باني
سوا

ہنکاریا جے جو ہر دو ہر بھار؟ ستالن مرادشٹ جگ جگ تھار
ملے جو دھرے لے مرا سیس پن ادا لیا جھوں..... چو رنگ کن
اکھرنات کا گور جگ دیکھ کر سُکھی جگ ہوا دیکھ دن دشٹ بھر
اچھنبا ہوا دھرت پڑ تل گگن گگن گانٹھ دیتا ہوا کبت نبسن
بدھاوے رہیا لوگ انجاؤ میں بجائیں اکھر جیوتن راؤ میں
ابی رات چت کھونٹ گو تے نگر اڑا لے گئے دھر جری جھونٹ کر

فرمائش ناپسندیدہ کردہ اکھرنات راؤ شدہ است

ہنکاریا مدھر بدھ پردھان پاس کہیا راؤ پردھان کوں... اُداس
مدھر بدھ توں ہے منجھے بیر ٹھانو تجھے نانو پردھان منج راؤ نانو
جے میرا سکے کام کر آج ایک تہیں بیر ساچا منجھے ساکھ لیک
منوکت ترا آج پوری نہ کوئے نہ مانو منوکت جو تجھ باج ہوئے
وزارت اُسی کی جو گھر موڑ جان وزارت وہی کر سکے بدھ مان

سوا

Scanned by CamScanner

سُورَاين پَڙدَها سُتونت سَتَ رتوري مَتَ ڪُونَ مَتَ نَہ ڪُونَ ڪَٿَ
نہ ڄاڻون ڪہ پڙدار ڪيون پاليا، جو مَا سَن ايڪ لکداج سنڀاليا،
ڪہ جي رام ڪي بار هونت ٿها آرا، نہ ٿيءِ سلڪا وه هنوُنت ٿها،
توري هَت ٻن منجھ هوا ستہ جڪ انہ ٻنڙوا ٿُرا هت هوءِ جرم لکہ
ٻرا ايڪ سخدئيہ هي منجگون، ڪہ جي ٻهيڙ سکي کهون تجگون،
ٻرهڪ ايڪ راوان جو کهر ٿها سنجاتہ، ٻرا ديکہ منجھ ڪال ڏيتا ڪجات،
رهنتا رنا مين ڪري ڪيون ندوس لا ڏيتا پنکهو ڍهري دلادو
ڪو کهنٽ راوان پرهاون نجاڻي، جو پهر ڪيو نرڪ اپنا آپ ڪهائي.
نہ ڪبج مين ڪهيا تس رهي ماندہ لوچہ ڪيا ڪال دي اپني لال ڪا اسبوجہ
ديهنيڊ فرا پهر آوي ڪليان ڪرجو پان ڪر راوان ڪيا راڌي ڪاليان
ڪہ جي باردي ڪوي ڪا آئي تيسي، سستنلر نگرداں ديوِن اسي
ندر دوي دنہ ٻائي بربت ڪنور جنهين مول نکهيين امول تدز،

سنور رائے پر دھارن ہتونت ست — تری مت کوں مت نہ کوں گت

نہ جانوں کہ پر دار کیوں پالیا — جو ماس ایک لگ راج سنبھالیا

کہ جے رام کے بار ہنونت تھا — نہ تجہ سار کا اوہ ہتونت تھا

ترے مت بِن مُنجہ ہوا مت جگ — نہ بسروں ترا ہت نہوں جرم لگ

پر ایک سندیہہ ہے مُنجہ کوں — کہ جے پھیر پکّے کہوں تُجہ کوں

پرھک ایک اداں جو کھر تھا سجات — بُرا دیکھ مُنج گال دِیتا کجات

رہنہار ناہیں کرے کیوں ندوس — اُڑنتا بنکھیرو دھرے دل اَدوس

کو اکھیب راواں پڑھاون نجائے — جو پھِر کر نرک آپنا آپ کھائے

نہ پچھ میں کہیا تس رہے ماندہ تُوجہ — گیا گال دے این لاکا اسُوجہ

ڈھنڈورا پھرائے گلیاں کوچریاں — کہ راواں گیا راوّ دے گالیاں

کہ جے یار دی کوئی آنے تپے — سسنتر نگر دان دلوئیں اِسے

تدر دوئے دِن پائے پربت کنور — جنھیں مُول نہ کہیں امولک تدر

Scanned by CamScanner

نڪر سوڙهه ٿيو ڏان ڏيئو، انا الحجو! ٿا لڏا ڪا ن آڏي سنڀال
دني مين وڃي نر جس ابقهمان هڃي، بجنس ا بصمان ڏٺي نهوه ڏوج ڏان آڃ
اسنڪت نروب آورڊ نيا ڪپلئه، ڪه راڏان دکهرن جا بند سوڻ تون اجل
نحتاج هون تون ڪه سرڏهين آرن مهري بنڪه ڪاهوي ڪنت ڪين مرن؛
نه بر ملڪه ڪهابين ڪو ملي تن اکهائيه، نا بنسي مومي بن ڪو بني مترڪجاي

فومآ يش نا معقول ڪرده

ڪهوجو ربوي مهلمنتري، ڪري بات منتر بني گهنوي؛
ڪه تون راڏ ڪروا سمندر سهن، انه مرجا رتون جهو راڏ ڪين ڪرن؛
سنين لاڃي نو ڦهند نجه راي بين، ڪنتڪلي جليا سات راڏان دهون،
نجارن جيئه راي ايسا نجار؛ سوبته ڪبي مر نڪر راي نهار؛
اڃل جي جلنه راي نجه راي بره، ڪومي هي خو نجه راج ٿهني لهن،
ڪه يه بلاه ڳوري نڪر راڏ تون نه پيتهاو نه نڪره يا ردي بهيند سون؛

نکرسوں تدر دان دیوں اِتا ل　　جو اِتاّل راواں ہکا دے سنبھال
دُنیا میں وہی نر جس اَبھمان ہے　　جس ابھمان ہے نہ وہ مُردوں ج دان ہے
اسنگت نروپ اور دیتا کُبَل　　کہ راواں دَھرن جا... بوں توں اَجل؟
نکل آج بوں توں کہ سُودھیں اُڑن　　ہری پنکھ کا ہوتے کیت گُن مرن
نہ پرمکھ کھائیں کوئی تن اَکھائے　　نہ آپس موے بن کوئی سُرگ جائے

فرمائشِ نامعقول کردہ

کر جوڑ بنوی مہا منتری　　کری بات منتر پنی کھتری
کرتوں راؤ گڑوا سمندر سہن　　نہ مرجاد توں چھوڑ اوگن کرن
سُنیں رائے نو کھنڈ تجہ رائے پن　　کتک لے چلیا سات راواں دُھرن
بچارن جتے رائے ایسا بچار　　سو بُدھی گئے مرنگر رائے ٹھار
اچل جے چلیں رائے تجہ رائے پر　　کوئی ہے جو تجہ راج بھنجنے ٹھپر
کر یہ بُدھ کُوڑی نہ کر راؤ توں　　پچھاون نہ کر پاردی بھید سُوں

Scanned by CamScanner

سنڀال

نه مَن کَهنٿ ڪوڙا اُٿون نَپکه ڳالا! جو هوءُ نڄم ڪهُون ٻول سُون؛

ڪه جي آٿهنه ڳالا ديءِ هين ڪوءِ ڇا سُني ٻاڄ دِهنان ٻنهاڪ تُون نهوي

لَري ڀکو ٽوامت جي دُور ڪشش ٻه نلڪو نان ٻهر ڪوتري جا تِس؛

ٻرا دُکه يه ايڪ جوڳو نا ڪري ۽ دُکن ڏکه اُورا ايڪ ٻاهن ٻري؛

ٻنهڪين وَ ديئي ڳال ڪهني نڄائي؛ دهندُوري ٻڄا سُده ديني نڄائي

دِهندُوري ڪري سُده جِنه ڪا جائي ٻجهون ڳاما تهين سُده ڇو ڪهنه جا

منسڪي رآج تُون اَڄ ٿهر راڄڪر؛ ٻهرون سُودڪا د نڪرهون جڪير؛

وَلي جڳ تُون جي سُني مُنجهه بَنات؛ نه ٻرو آد نه ڪوت آدي سنگها

ٻَنات ڪري ڪوت ٻرو آرداد؛ پٿهادي هَمان ڪي نه ايڪي ٽلڪ وَ

بن آنکهين هنڪار ٻين نه ٻتي ڪرنه سنه ٻيجين پٿهادِ ٻي گتڪ ٻادهو

هنڪار رآج سڀ ڪوت ٻرو آرا اهن؛ ٿهن هت ديءِ ٻان هتا ٻکري؛

سلام ايڪ ٻروا رلي ڪجه دِلا اُو؛ گتڪ ٻيج مين دهن ٻاهن پٿها ۽

نہ من گھنٹ کر راؤ توں سِیکھ گال — جو ہوں تجہ کہوں بول سو توں سنبھال
کہ جے آتھنہ گال دے ہین کوئے — سُنے باج رہناں بھلا توں نہ ہوئے
لڑے کوترا مت جے دوڑ کس — نہ لڑتاں گھُرے کوترے جا رتے تس
بڑا دُکھ یہ ایک جو گوتا لڑے — دوگن دُکھ اور ایک پاہن پڑے
پنکھیرو دئیں گال کہنیں نجائے — دھنڈورے بجا سُدھ دینی نجائے
دھنڈورے کیری سُدھ جیند گاہ جائے — جہوں کان تھیں سُدھ چو کھنڈ جائے
سُکھی راج توں اچھ تھر راج کر — پھروں سو دَٹھا دنگ ہوں جگ پر
دلے جگ توں جے سُنے منجہ بنات — نہ پروار نہ گوت آوے سنگھات
بناتی کرے گوت پروار راؤ — بٹھاوے ہماں کے نہ انگے بلاؤ
ین انگھیں ہنکاریں نہ بنتی کرن — نہ پچھیں بٹھادیں کتک پا دھرن
ہنکار آج سب گوت پروار گھر — تمھن ہت دے پان ہت آپ کر
سلام ایک پروار لے کچھ دلاؤ — کتک بیچ میں دھنس پاھن بٹھاؤ

وَڃي رَت آڻي ٻچڻو رکيو جيئن ڪه جيئن رت پروان چوريءَ جيئن ٿيءَ
جو ٻچو ڪنهن ٻي ٻيجي سو ٻچو مڱي سو اڄ ڪو ڀلا ڪڏهن ڏٺس توهان
نمٽ ٻول آيسا ڪهيا دادو ڪوڻي ٿيا سو ڪڏهن ٽوٽيو يار اڄ آڇاؤ تو ٻئي
ٽلعر ٻڌ مچت راهه ڏسيا ٿو جيت ٻه ٻول سا چڱا سفيان ڏيئي
سو ٻيڙو ڏهاڙو جانيا ڪه اڌ جيت هو ٻئي ٽوٽ جيا هوا آپ ڦيا ڏيڪ ڇت ٿو
ٻچو ٽڪريا سو ٻيڙو ڏهاڙو ڪسي دادو ڪو نه ڪري ڪون هوا تو ٽوٽي ٻچي ٻهار
هنگا رکو ٿيه ٿيڻ ڪا ٽولي ڏيءُ ٻچي پتها وڃي سڀ لوڪ ڦين ڇپيا
نه ٻچه دشت هي ٿيا نو نه ٻول ٿيا تو ٿيه منجھ نا تو بن آءو ڪاٻي نه ٿيو
نجا نوڻ ڪه ڪيون ڇڪڙو ٻچي بسو جهڙو جهم مني جهڙت ٿيڻ ميئي جها ڪيا ٻيري
مڪا اڇا اڇا ميين سمنڊ ٻڪرا ڪنجهالا ڪه سرڪين هوا ٻاپ ڪه جيئو ٿو ٿڪ
هڪو ماري ڪلهو ڇهو ٻهه هو ٿيو ڪه جنهن جهڙت ٿيڻ ٻول ٻولي ڏنو

ڪه ٻي

۱۱

وہی رِیت اپنی نچھوڑی جیے — کہ جس ریت پر دار جوڑی جیے
جو تو بن گئے پر لبے سو برس — سوا جتر بھلا کدنہ ..... نرس
نکت بول ایسا کہیا راؤ کوں — لبوری تریا راؤ انجاؤ کوں
مدھر بدھ جب راؤ دیٹھا دو چت — دو چتا ہوا آپ کھتی دیکھ چت
سو پردھان جانیا کہ او چھت ہوئی — نہ یک بول ساچا سُنیا بن دُوئی
بچاریا سو پردھان تس راؤ کوں — کہ کے یوں ہوا توں دوئی بھاؤ سوں
منکائے نہ کس نانو لے دے بچن — تھاوے سبھی لوگ نین چھپن
نہ تجہ دشٹ ہے ٹھانوں نہ بول ٹھانو — نہ منج نانو بن اور جانے نہ نانو
نجانوں کہ کیوں جھرت[۱] تجہ سر جھڑی — کہ جس جھرت تھیں نین جھانپی پڑی
مُنکہ اچھا ہیں سمند بچڑیا کنجھال — کہ سر تھیں ہوا پانے تگ جیون ڈال
مگر مار آکھور جھر تجہ ہوئی — کہ جس جھرت[۲] تھیں بول بولے دوئی

کرجے

دوسرے مصرع کے لحاظ سے " جھرت " کر دیا گیا ہے۔ (جمیل جالبی)
اصل میں جھرپ ہے لیکن میرے خیال میں جھرت مناسب ہے۔ (جمیل جالبی)

ڪري ڪمول ٿون منجھي نا بسن؛ نه هونا جهور جڳ، باڻي گرسون ڪين؛

مٿزو ره دو لنگي جهوڪي دهره سيئن، شڪر ردهان استره آستين؛

شڪر استره جي دهري ڪهتري ٿا تهه جاي ڪيرن نصوي وه تهتري؛

جهان جاي تيرا آتون بعتي بسيو، تهان هون رکت اپنا ديون بسيو؛

ٻهالڻ ٻهي تهين منجھ برابهي تهين، تري باي جهوڙ جاسون ڪهين؛

جهان باي تيرا دهتي بت تهار سر اپنان رسيي تهار ديون آدهار؛

نعت شدن الهه نات جوکي بو مدهر بده وزبه

ڪهيارا ڏ بي دهان ڪون ڪوب بهاوڻ، ڪه تيڪر جها ٿون مجهي سر اچا ڏ؛

نهين جي تري جتو منه ڪجھ ڪوب؛ ٿو بن بت ڪجھ نکري منجھ نرزب؛

ٿوين ساج ماٿون تراهت بئون، سڪهاري جو تون آج راوآن ڏهرن؛

نه ٻهيرڻ جي ٿون آج آبهمان منجھ، نه بي دهان ته ٿون منجھ نه هون راو ڪجھ؛

ڪنهيا منجھ آبهمان ٻهيرڻ نه تهانون، نه باهر ڪهون باد منده ٽجانون؛

ڪنگلي نهل سات ڪري تين سدهاو، اهرڪ بنڪ ڪانون جڪ نهين اچاڏ؛

کرجے کھول تُوں منج کہے نابَسَن — نہ ہوں چھوڑ تجہ پائے کرسوں گمَن
مروہ دو نَنگی جو ہوے دھرستیں — شکر در دہاں اُسترہ آہستیں
شکر اُسترہ جے دھرے کھتری — اُکھل جائے کیوں نہ ہوئے وہ کھتری؟
جہاں جائے تیرا توں بیتے لبیو — تہاں ہوں رکت آپنا دیوں لبیو
بھلا بھی تہیں منجہ برا بھی تہیں — ترے پائے رہوں چھوڑ جاسوں کہیں
جہاں پائے تیرا ڈھتے تت کھار — سرا ہناں تیسی کھار دیوں آدھار

تفت شدن اکھرنات جوگی بر مدھر بدھہ وزیر

کہیا راؤ پردھان کوں کوپ بھاؤ — کرجے برجیا توں مجھے سرا اچاؤ
نہیں جے ترے جیو منہ کچہ کوپ — توئیں پٹ کچہ نہ کرے منجہ نروپ
توئیں ساچ مانوں تراہت پن — سدھاوے جو توں آج راواں دھرن
نہ پھیرے جے توں آج ابھمان منجہ — نہ پردھان توں منجہ نہ ہوں راؤ تجہ
کہیا منجہ ابھمان پھیرے نہ ٹھانوں — نہ باہر رکھوں پاؤ مندھر نجانوں
کتک لے نکل سات رن بن سدھاؤ — ہری پنکھ کا نون جگ تھیں اچاؤ

Scanned by CamScanner

بھي مين کھيا تجہ بھيے نہ گھونہ، بھوجي کِھون تدہ مين رھون

نِکلا بيک جلدتون کري راجگر، نِکلا ھون بھرون دنک کرتا بدھر ؛؛

سو پردھان ھوتت کيتي تنات، ہم تون راؤ کينھين يہ کون بات ؛؛

سدا کال تھا بول تجہ بن ملا ، نجاتون کرتوتکيون ھواکد لال ؛ بچگا

سبند مرھي جي کھيا ايک جتنہ کرجب آب لي دآس راوان کت ؛؛

در ودرادي جوھر بارتون چوليين، سو کينا ھتو جو درجيو ديئن ؛؛

سيانان مکت جي کھان کي ھوي، آيا نان سومت تھين ھتو ھوي توي ؛

دھوانکي سوما نسن رھي مان بيہ کوما نس رھي پاس دھر دان پر ؛؛

جو منہ مونداجھي مري وہ اچو، جو برابر کري ليہ جو بھن لبر ؛؛

نہ ساجا آکھا کھا ي جھوتي نکو، نہ جھوتا مري بھوک کونہ بھي ستگر ؛؛

نہ نجاني جو سيوک دھني اب بين بھر سيوکي کي دھلي ار بين ؛؛

جلوجب منجہ جو برا تجہ کھون، برا وکھ سدہ منجہ سن کيون بھون ؛؛

سوھا ايي ھوئي منجہ ربري کذ سرہ، دھون دھر رھي کھا دھون تنکرا ؛؛

بڑہ کھينچ لي ايک دھر تا رسن، سبھي کھينچ لي نار سوا وزدھر ؛

بھي

Scanned by CamScanner